

غیر مقلدین کو
دعوتِ اِصاف

جلد پہلواں

مدرسہ ادراسِ قادری

فیضانِ مَدِیْنۃِ مُکَرَّمِہ

کراچی

يَا لَمُودَّةٌ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ
وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ
حَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ (القولہ تعالیٰ)
لَنْ نَنْفَعَكُمْ أَرْحَامَكُمْ وَلَا
أُولَادُكُمْ يُزِمُ الْغَيْبَاتِ يَفْصِلُ
بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ
(پارہ ۲۸، المائدہ آیت ۳۱)

جو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو اور
تم میں جو ایسا کرے گا وہ ضرور سیدھی
راہ سے بہکا، تمہارے رشتے اور
تمہارے بچے تمہیں کچھ نفع نہ دیں
گے، قیامت کے دن اللہ تم میں اور
تمہارے پیاروں میں جدا کرے
ڈال دے گا کہ تم میں ایک دوسرے
کے کچھ کام نہ آسکے گا اور اللہ تمہارے
اعمال دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ
اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ
(پ ۶، سورۃ المائدہ آیت ۵۱)

جو تم میں ان سے دوستی کرے گا تو بے
شک وہ انہیں میں سے ہے بیشک اللہ
ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔

پہلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ فرمایا تھا اس آیت
کریمہ نے تو بالکل تصفیہ فرمایا کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے
انہیں کی طرح کافر ہے۔ ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا بھی
یا درکھے کہ تم پھپھ چھپ کر ان سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے ظاہر سے
سب کو خوب جانتا ہوں۔

اب وہ رسی بھی سن لیجئے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں
گستاخی کرنے والے باندھے جائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔
وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ (پ ۱۰، سورۃ التوبہ
آیت ۶۱)

وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک
عذاب ہے۔

اور فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (پ ۲۲،
الاحزاب آیت ۵۷)

بیشک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے
ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت
میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا
عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ عزوجل ایذا سے پاک ہے۔ اسے کون ایذا دے سکتا ہے مگر حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔ ان آیتوں سے اس شخص پر جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدگویوں سے محبت کا برتاؤ کرے سات کوڑے ثابت
ہوئے۔

(۱) وہ ظالم ہے (۲) وہ گمراہ ہے (۳) وہ کافر ہے (۴) اس کیلئے درد
ناک عذاب ہے (۵) وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا (۶) اس نے اللہ واحد
قہار کو ایذا دی (۷) اس پر دونوں جہان میں اللہ کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ
اے مسلمان اے مسلمان اے انتہی سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم خدا را ذرا
انصاف کر، وہ سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے ایک لخت ترک علاقہ کر دینے پر ملتے
ہیں۔ کہ دل میں ایمان جم جائے۔ اللہ مددگار ہو جنت مقام ہو، اللہ والوں میں شمار
ہو، مرادیں ملیں، خدا تجھ سے راضی ہو، تو خدا سے راضی ہو یا یہ سات بھلے ہیں۔ جو

ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ ظالم، گمراہ، کافر، فاجر، منافق، کائنات میں خوار ہو، خدا کو ایذا دے خدا دونوں جہان میں لعنت کرے ہیبت، ہیبت، افسوس، افسوس کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات ایسے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات چھوڑنے کے ہیں۔

مگر جان براور خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے ابھی آیت سن چکے۔ اَلَمْ يَحْصِبِ النَّاسُ (الایہ)۔ کیا اس بھادوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا۔

ہاں یہی امتحان کا وقت ہے

دیکھو یہ اللہ واحد قہار کی طرف سے تمہاری جانچ ہے۔ دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے رشتے علاقے قیامت میں کام نہ آئیں گے۔ مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ میں غافل نہیں۔ میں بے خبر نہیں، تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے اقوال سن رہا ہوں، تمہارے دلوں کے حالات سے خبردار ہوں۔ دیکھو بے پرواہی نہ کرو پرائے پیچھے اپنی عاقبت نہ بگاڑو، اللہ و رسول کے مقابل ضد سے کام نہ لو، دیکھو وہ تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہے اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں۔ دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، بے اس کی رحمت کے کہیں عذاب نہیں، دیکھو گناہ تو زے گناہ ہوتے ہیں جن پر عذاب کا استحقاق ہو (یعنی عذاب کا حق ثابت ہو) مگر ایمان نہیں جاتا عذاب ہو کر خواہ رب کی رحمت، حبیب کی شفاعت سے بے عذاب ہی چھٹکارا ہو جائے یا ہو سکتا ہے، مگر اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا مقام ہے ان کی عظمت ان کی محبت مدار ایمان ہے، قرآن مجید کی آیتیں سن چکے کہ جو اس معاملہ میں کمی کرے اس پر دونوں جہان میں

خدا کی لعنت ہے۔

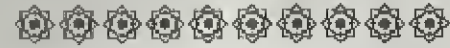
دیکھو جب ایمان گیا پھر اصلاً ابد الابد تک کبھی کسی طرح ہرگز عذاب شدید سے رہائی نہ ہوگی۔ گستاخی کرنے والے جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو وہاں وہ اپنی بھگت رہے ہوں گے۔ تمہیں بچانے نہ آئیں گے۔ اور آئیں تو کیا کر سکتے ہیں۔ پھر ایسوں کا لحاظ کر کے اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غضب جبار و عذاب نار میں پھنسا دینا کیا عقل کی بات ہے؟

سننے والے نہایت غور کے ساتھ اپنے رب عزوجل کے ارشادات سن رہے ہیں۔ اور سب کی زبانوں پر سبحان اللہ اور مر حبا آفرین کے جملے بار بار آرہے ہیں اور وجد میں جھومتے جاتے ہیں۔ یہاں تک مدرسہ کا وقت ختم ہو گیا۔ تو استاد نے روک کر رخصت کی اجازت اور شاگردوں کو چھٹی دیتے ہوئے فرمایا۔

استاد: بس آپ لوگوں کے ایمان کی درستی کیلئے فی الحال اتنا کافی ہے۔ یہ کتاب ”تمہید ایمان اور حسام الحرمین شریف“ ایک ساتھ ایک جلد میں چھاپ دی گئی ہے۔ ایک ایک جلد آپ لوگ حاصل کر کے پڑھ سکتے ہیں۔ مجھے چونکہ تقویۃ الایمان کی اصلاح کرنا ہے اور یہ کام فی الحال ہر کام سے زیادہ ضروری ہے۔ ہمارے شاگرد و رشید غلام و دیگر کل سے اسی کے متعلق سوالات کریں گے جن کا یہ جواب انشاء اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث سے دیا جائے گا اور بتایا جائے گا کہ جو آیتیں یا حدیثیں تقویۃ الایمان میں لکھی گئی ہیں ان کا صحیح مفہوم اور مطلب کیا ہے

مولوی اسماعیل صاحب کو دنیا کی محبت نے ایسا مجبور کر دیا کہ قرآن شریف کی آیتوں کا مفہوم دل سے گڑھا اور عوام کو مغالطے میں ڈال دیا۔ یہ بھی خیال نہ کیا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے شخص کیلئے جہنم کی سزا مقرر فرمائی۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
 مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَبْوَأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَفِي رَوَايَةٍ مَنْ
 قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَبْوَأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ ص ۲۵)
 ایسی اور بھی احادیث ہیں مگر ایمان والوں کو یہی کافی ہے۔ اس کے بعد سب لوگ
 رخصت ہوئے اور تمام شاگرد اپنے اپنے گھر چلے گئے۔



تیسرا سبق

اصلاح تقویۃ الایمان

آج بھی گزشتہ دنوں کی طرح مسلمانوں کا کافی اجتماع ہے اور شاگرد اپنا پہلا
 سوال پیش کرتا ہے۔

شاگرد: حضور تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵ پر یہ عبارت لکھی ہے جس کی سرخی یہ ہے

﴿پہلا باب﴾

توحید و شرک کے بیان میں

عبارت تقویۃ الایمان اول سنا چاہئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا
 ہے۔ اصل توحید نایاب۔ لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا
 دعویٰ رکھتے ہیں۔ حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔ سو اول معنی شرک و توحید کے سمجھنے
 چاہئے تاکہ برائی بھلائی قرآن و حدیث سے معلوم ہو۔

اس عبارت کے بعد شرک کی تعریف لکھنا چاہئے تھی تاکہ اس کوئی پر عام مسلمانوں
 کو دیکھا جاتا مگر ایک حرف بھی نہ لکھا۔ حضور ذرا شرک و توحید کے معنی سمجھا دیں۔

استاد: توحید وہی ہے جس کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ میں کامل طور پر بیان کر دیا گیا
 ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سچا معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ سچا معبود
 اکیلا اللہ ہے اور بس اس کا زبان سے اقرار کرنا دل سے یقین جانتا توحید کہلاتا ہے۔ اور
 یہی مفہوم مرقات جلد اول، تفسیر خازن جلد اول، شرح عقائد وغیرہ کتابوں میں موجود
 ہے۔ اور حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں
 فرماتے ہیں۔ ”بالجملہ شرک سہ قسم است، در وجود، در خالقیت، و در عبادت“۔

خلاصہ مطلب شرک کا یہ ہے۔ کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے۔

(۱) اللہ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے تو شرک ہے۔
 (۲) یہ کہ کسی دوسرے کو اللہ کے سوا اپنا خالق جانے یا کہہ تو شرک ہے۔
 (۳) عبادت کا مستحق سوائے اللہ کے کوئی نہیں تو غیر خدا کی عبادت کرنا یا اللہ کے سوا کسی دوسرے کو عبادت کا مستحق جاننا یہ بھی شرک ہے۔
 ان عبارتوں کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ واجب الوجود ہے یعنی اپنی ذات اور صفات میں دوسرے کا محتاج نہیں بلکہ غنی بالذات ہے۔
 اس کی تمام خوبیاں اور کمالات خود اس کے ذاتی ہیں کسی کے دیئے ہوئے نہیں اور وہی عبادت کا مستحق ہے۔ سوا اگر کوئی کسی دوسرے کے ساتھ یہ عقیدہ رکھے کہ یہ اپنی ذات اور صفات میں بالذات غنی ہے۔ یعنی ایسی جو کچھ کمالات ہیں وہ کسی کے دیئے نہیں ہیں۔ بلکہ اپنی ذات سے خود حاصل ہیں یا یہ سمجھے کہ یہ عبادت کا مستحق ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں آریوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اللہ کے سوا روح اور مادہ کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور روح و مادہ کو بنانے والے سے بے نیاز جانتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ روح اور مادہ کو کسی نے پیدا نہیں کیا بلکہ خود اپنی ذات سے ہیں سو مشرک ہیں۔

اسی طرح کسی کے کمالات اور صفات کو ذاتی مانے اور یہ عقیدہ رکھے کہ یہ شخص بیماروں کو اچھا کرتا ہے اور بیماروں کو اچھا کرنے کی صفت کسی کی دی ہوئی نہیں ہے بلکہ اس کو اپنی ذات سے یہ صفت حاصل ہے تو یہ عقیدہ بھی شرک ہے۔

خواہ وہ کمال علم ہو یا علم غیب ہو یا قدرت، تصرف یا حیات یا سمیع و بصیر یعنی دیکھنے کی قوت، سننے کی قوت وغیرہ ان سب باتوں کو اللہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے اگر اللہ کی عطا سے نہ مانے جیسا کہ ستاروں کو پوجنے والے دنیا کے تغیرات کو

ستاروں کی رفتار سے مانتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ ستاروں میں یہ صفت کسی کی دی ہوئی نہیں۔ بلکہ ستارہ پرست ستاروں کو ان افعال میں غنی بالذات مانتے ہیں یہ عقیدہ شرک ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے مشرک ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کسی دوسرے کی عبادت کرنے لگے جس کو ہندو پوجا اور فارسی میں پرستش کہتے ہیں وہ بھی مشرک ہے جیسے بت پرست جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کو پرستش کا مستحق جانتے ہیں یہ بھی شرک ہے۔

لہذا جو لوگ اللہ کے عطا کئے ہوئے صفات و کمالات اس کے بندوں کیلئے ثابت کرتے ہیں اور ان کے کمالات کو اللہ تعالیٰ کی عطا اور دین جانتے ہیں اور مانتے ہیں وہ مشرک نہیں مثلاً کوئی شخص کسی کو سمیع و بصیر کہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سمیع و بصیر یعنی سننے والا اور دیکھنے والا بنایا اور یہ دیکھنے اور سننے کی طاقت اور قدرت اس کو اپنی ذات سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے وہ مشرک نہیں بلکہ موحّد ہے مشرک جب ہوتا ہے جبکہ یہ عقیدہ رکھتا کہ انسان کیلئے یہ صفت ذاتی ہے اور یہ عقیدہ رکھتا کہ سننے اور دیکھنے کی قدرت اسے خود حاصل ہے کسی دوسرے کا محتاج نہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا (پ ۲۹) ہم نے انسان کو سمیع و بصیر کیا یعنی انسان کو سننے اور دیکھنے کی قدرت عطا فرمائی۔ (سورۃ دھر آیت ۲)

اب دیکھو قرآن پاک ہی میں سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کی

صفت میں وارد ہے

لیکن پھر بھی انسان کو سمیع و بصیر فرمایا گیا۔ یہ شرک نہیں ہوا کیونکہ انسان کیلئے جو دیکھنے کی صفت ہے وہ عطاۃ الہی سے ہے۔ ذاتی نہیں ہے تو انسان سمیع و بصیر میں

بے نیاز نہ ہوا بلکہ خدا کا محتاج ہی رہا کہ اگر وہ یہ صفت انسان کو نہ دیتا تو انسان نہ دیکھ سکتا تھا۔ نہ سن سکتا تھا لہذا یہ شرک نہیں۔ یہ بات خوب ذہن نشین کر لی جائے، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کیلئے کسی ایک ذرہ پر قدرت یا اختیار یا علم ثابت کرنا اگر بالذات ہو تو شرک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا شرک نہیں اور اگر یہ فرق نہ ہو تو پھر انسان ہر بات میں مشرک ہو جائے گا اور دنیا میں ایک بھی کلمہ پڑھنے والا شرک سے نہ بچے گا۔

اگر یہ کہے کہ میں دیکھتا ہوں تو مشرک، میں سنتا ہوں تو مشرک، میں زندہ ہوں تو مشرک، میں موجود ہوں تو مشرک، میں سپاہوں تو مشرک وغیرہ وغیرہ، کوئی بات شرک سے خالی نہ رہے گی۔ یونہی یہ الفاظ جو روزانہ ہم بولتے ہیں ان میں بھی ذاتی اور عطا کی کا فرق ہے ورنہ ایسے الفاظ بولنے والے مشرک ہو جائیں، مثلاً خدا نے قوت دی، پانی نے پیاس بجھا دی، دوا نے نفع کیا۔ سردی نے نقصان کیا یہ سب باتیں شرک نہیں، کیونکہ ان میں سے کسی چیز کو اس کی ذات سے نفع یا نقصان کا مالک نہیں جانا بلکہ اللہ کی طرف سے مانا کہ دوا میں اللہ نے نفع یا نقصان کی صفت دی ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہا کہ میں دیکھتا ہوں مگر اعتقاد یہ ہے کہ دیکھنے میں اللہ تعالیٰ کے کرم کا محتاج ہوں وہ دیکھنے کی قوت عطا نہ فرمائے تو کچھ نہ دیکھ سکوں، تو بے شک موحد ہے، مشرک نہیں، اس کو شرک کہنے والا جاہل بد عقل گمراہ ہے، معاذ اللہ۔ اس سے تو اللہ تعالیٰ کی صفات بھی عطائی ثابت ہوں گی جیسی تو عطائی صفتوں کو شرک کہا۔ اور یہ سراسر باطل و گمراہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال عطائی نہیں کسی اور سے حاصل کیا ہوا نہیں۔ ہر کمال اس کا ذاتی ہے تو ظاہر ہو گیا کہ عطائی کمال کسی کیلئے ثابت کرنا ہرگز شرک نہیں ہو سکتا جیسا کہ تیسرا پارہ سورۃ آل عمران میں حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کا قول نقل کیا۔

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ
اَنِّیْ اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الطَّیْرِ
كَهَيْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ
طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ
وَالْاَبْرَصَ وَاُخْبِی الْمَوْتِی بِاِذْنِ
اللّٰهِ وَاَنْبِئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ
مَا تَدْخِرُوْنَ فِیْ بُرُوجِكُمْ اِنَّ فِیْ
ذٰلِكْ لَاٰیةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّسْلِمِیْنَ ۝ (پ ۳ سورۃ آل عمران
آیت ۴۹)

میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں
تمہارے رب کی طرف سے کہ میں
تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی
مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک
مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ
کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر
زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور
مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور
تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو
اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو بے
شک ان باتوں میں تمہارے لئے
بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

یعنی عیسیٰ علیہ السلام قوم سے فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی تصرف
کرنے کی قدرتیں عطا فرمائی ہیں کہ میں جانور مٹی کا بنا کر پھونک مار کر جان ڈال
دیتا ہوں میں اندھے کو آنکھیں اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں مردے کو زندہ کرتا ہوں
اور جو تم کھاتے ہو اور جو گھر میں جمع کر کے رکھتے ہو اس کی خبر دیتا ہوں اور فرمایا کہ
اگر تم ایمان والے ہو تو اس میں تمہارے لئے نشانی ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اللہ کے پیاروں کیلئے ایسا عقیدہ رکھے
کہ اللہ تعالیٰ نے یہ صفتیں ان کو عطا فرمائی ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام

وغیرہ تو یہ ہرگز شرک نہیں جو عطا کی کمالات ماننے کو شرک کہے وہ قرآن کا منکر ہے۔
شرک یہ ہے کہ دو معبود یا زیادہ قرار دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے چودھویں پارہ
سورہ نحل میں فرمایا۔

لَا تَسْجُدُوا لِلْهَيْئِ اَنْثَرِ اِنَّمَا هُوَ
اِلٰهٌ وَاحِدٌ۔ (پ ۱۳، سورہ نحل آیت ۵۱) کہ مستحق عبادت وہ ایک ہی ہے اللہ

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود اور مستحق عبادت
جاننا شرک ہے یا اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں یا افعال میں کسی کو اس کا مثل ٹھہرانا
یہ بھی شرک ہے۔ مگر محمد اللہ تعالیٰ دنیا میں کوئی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ اللہ کے
سوا کسی کو معبود جاننا اور عبادت کا مستحق مانتا ہو، نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو مثل
جاننا ہے کیونکہ اللہ وہ ہے جو خالق ہے سارے جہان کا اور باقی سب اس کے پیدا
کئے ہوئے ہیں، نہ اللہ کی صفتوں میں کسی کو اس کا شریک ٹھہراتا ہے اور خوب جانتا
ہے کہ عالم میں کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کو اپنی ذات سے کوئی صفت حاصل ہو،
سوائے اس ایک اللہ کے اسی طرح تمام افعال میں بھی ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے
کہ افعال میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں پھر مولوی اسماعیل صاحب کی یہ عبارت
کہ ”شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل تو حیدر نایاب، لیکن اکثر لوگ شرک
و تو حید کے معنی نہیں سمجھتے اور دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔“
بالکل غلط ہے اکثر تو تو چھوڑ دھوڑے ہی مسلمان ایسے دکھا دو جو اللہ کے سوا کسی
دوسرے کو معبود برحق مانتے ہوں یا اللہ کی صفتوں میں اور فعلوں میں اس کا مثل اور
شریک سمجھتے ہوں یا غیر خدا کی عبادت اور پرستش کرتے ہوں مگر محمد اللہ تعالیٰ
ایسا نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو شرک کا حکم ان غریب بھولے بھالے مسلمانوں پر لگانا

بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ افتراء و بہتان ہے۔

شاگرد: شرک و تو حید کے معنی تو خوب سمجھ میں آگئے اس عبارت کے بارے
میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ (عبارت تقویۃ الایمان ص ۵)۔ ”سننا چاہئے کہ اکثر
لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو
مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانگتے
ہیں اور حاجت براری کیلئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں بلا کے ٹلنے کیلئے اپنے بیٹوں
کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں کوئی اپنے بیٹے کا نام عبداللہ رکھتا ہے کوئی علی
بخش، کوئی حسین بخش، کوئی سالار بخش، کوئی مدار بخش، کوئی غلام محی الدین، کوئی غلام
معین الدین اور ان کے جینے کیلئے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کے نام
کی بدھی پہنتا ہے کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہنتا ہے کوئی کسی کے نام کی بیڑی
ڈالتا ہے کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے کوئی مشکل کے وقت دھائی دیتا ہے کوئی
اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے
ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے اور اماموں سے اور شہیدوں
سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کئے جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! یہ منہ اور یہ دعویٰ، سچ فرمایا۔ اللہ صاحب نے سورہ یوسف میں۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ
مُشْرِكُونَ ۝ (پ ۱۳، سورہ یوسف) دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک
میں گرفتار ہیں۔ (آیت ۱۰۶)

استاد: اس عبارت کے متعلق وہابی لوگوں سے ہی اسی طرح سوال کیا جاسکتا
ہے کہ کیوں صاحبو! تم لوگ اپنی بیٹی کو بیار کرتے ہو، خالہ ممانی کے گھر جاتے ہو،

ماں کے ساتھ کھانا کھاتے ہو، بہو کے لئے کپڑے کے تھان خرید لراتے ہو بیٹیوں کو ساتھ سلاتے ہو اور تمام وہ کام کر گزرتے ہو جو عیاش اور بدہاش اوگ فاحشہ اور بدکار عورتوں سے کر گزرتے ہیں۔ موالی اسماعیل صاحب لو اپنا امام و پیشوا ماننے والے اس پر غور کریں جواب میں جلدی نہ کریں۔ انصاف سے کام لیں اور میری عبارت جس میں ماں، بہن، خالہ، ممانی، بہو، بیٹی، بی بی کا نام لیا گیا۔ اور انکو بدکار اور فاحشہ عورتوں اور بدکار و بد معاش لوگوں کے تعلقات سے نسبت دی گئی ہے۔ کیا یہ نسبت صحیح ہو سکتی ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو لہذا انصاف سے کہہ دو کہ تمہارے امام موالی اسماعیل صاحب کی یہ عبارت کہ

”جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء و اولیاء اور اماموں اور شہیدوں سے کر گزرتے ہیں“

کیونکر صحیح ہو سکتی ہے پھر جب ذرا سی عزت رکھنے والا اپنی ماں، بہن، بہو، بیٹی، بی بی وغیرہ کے ساتھ ایسی نسبت کو اپنی توہین سمجھے گا اور واقعی توہین ہے کہ کہاں بازار کی رنڈی اور بدکارہ اور کہاں اپنے گھر کی بہو بیٹی مائیں بہنیں وغیرہ تو اسی طرح جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ ہندو اور ان کے بتوں کی ایسی ناپاک نسبت کو اپنے اور اپنے بزرگان دین اور محبوبان خدا کیلئے کیسے گوارہ کرے گا کیا یہ انبیاء اولیاء اور اماموں شہیدوں کی توہین نہیں۔ ضرور ہے اور یقیناً ہے۔ کہ کہاں بت اور کہاں محبوبان خدا۔ بتوں پر اللہ لعنت فرمائے۔ اللہ کے فرشتے اور سب مسلمان لعنت کریں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ درود بھیجے اور اللہ کے فرشتے درود بھیجیں اور ایمان والوں کو حکم ہو کہ تم بھی درود سلام بھیجو۔ صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاَمِّیِّ وَآلِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَہٗ وَسَلَّمْ صَلَٰةً وَسَلَامًا عَلَیْکَ يَا رَسُوْلَ اللہ۔

﴿﴾ اگر اسی طرح مثالیں دی جائیں تو ایک بہت بڑی کتاب اسی مضمون پر مرتب ہو سکتی ہے۔ ایک سکہ وہ ہے جو بادشاہ کی نکسال میں تیار ہوا ہے اور اس پر نکسالی مہر لگی ہے ایک سکہ وہ ہے جو لوگوں نے اپنی خفیہ نکسال میں بنالیا ہے۔ اگرچہ اسی سکہ کی ہو بہو نقل ہے، فقط اتنا فرق ہے کہ وہ بادشاہ کی نکسال کا نہیں ہے مگر قانوناً دونوں میں بڑا فرق ہے کہ جس طرح نقلی سکہ پکڑا جاتا ہے تو اسکے بنانیوالے کو جیل خانہ بھیج دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اصلی سکہ کو اگر کوئی اسی نقلی سکہ کی جگہ بنا کر لینے سے انکار کرے تو اس کی بھی وہی سزا ہے جو نقلی سکہ بنانیوالے کو دی جاتی ہے یعنی نقلی سکہ کے احکام اصلی سکہ پر لگانا قانوناً بہت بڑا جرم ہے۔ سو بت وہ ہیں۔ جو نکسال باہر ہیں جو لوگوں نے خود بنائے ہیں۔ لہذا وہ کسی طرح بھی شہنشاہ حقیقی کی حکومت میں نہیں چل سکتے ان سے ذرہ برابر بھی کوئی واسطہ رکھے گا ضرور ضرور ہمیشہ کیلئے جہنم میں ڈالا جائیگا۔ اور انبیاء علیہم السلام اللہ کے بنائے ہوئے ہیں خدا نے انہیں نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ان کی تعظیم ہم پر فرض کی ہے اگر ان سے واسطہ نہ رکھے گا۔ اور ان کو بتوں کی جگہ بنا کر معاذ اللہ ان کی شان گھٹائے گا تو شرعاً کتنا بڑا جرم ہوگا۔ ان پر ایمان لانا اور انہیں اللہ کا نبی ماننا فرض الکی تعظیم مدارا ایمان ہے، اولیاء کی نسبت بھی اللہ کے ساتھ خاص ہے کہ قرآن میں ان کو اولیاء اللہ فرمایا گیا ہے اور لَا تَخْشَوْا کَانَجِ ان کے سر مبارک پر سجایا گیا ہے اور اولیاء اللہ میں شہید اور امام و امام زادے اور سب بزرگان دین بھی داخل ہیں۔ مسلمان کیلئے تو اس لفظ اولیاء اللہ کی نسبت کافی ہے کہ اللہ نے انہیں اولیاء اللہ فرمایا یعنی اللہ والے، تو جو کوئی اللہ والا ہوگا وہ اللہ والوں کو ضرور محبوب رکھے گا ان کی تعظیم بھی کرے گا۔ اور جو اللہ کا دشمن ہوگا وہ اللہ والوں سے جلے گا ان کی شان میں گستاخیاں بھی کریگا، موالی اسماعیل کو مشرکین اور ان کے

تو سب سے پہلے معاذ اللہ وہ صحابہ کرام مراد ہونگے جو حضور کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ کیونکہ آیہ کریمہ کا عنوان اس موجودہ وقت پر دلالت کرتا ہے، کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ تو کیا دنیا میں کوئی وہابی ثابت کر سکتا ہے کہ اکثر صحابہ باوجود مسلمان ہونے کے معاذ اللہ شرک کرتے تھے۔ صحابہ کرام کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ انہیں کے راستے پر چلنے کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔
 صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ یہی صحابہ کرام ہیں جن کو دین و دنیا کی نعمتیں اللہ و رسول نے عطا فرمائیں اور انہیں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا۔
 أَصْحَابِي كَالنَّجْمِ بَابِهِمْ إِقْدِيدُهُمْ إِهْدِيَهُمْ.... یعنی صحابہ ستاروں کی مثل ہیں (ان میں سے) جس کی اتباع کرو گے راہ پاؤ گے۔

مسلمانو! اب تمہاری سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ دیکھو کس کس طرح سے تمہیں اور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین سب کو مشرک بنایا جا رہا ہے۔ اب اگر وہ تمام آیتیں جو تفویۃ الایمان میں لکھی ہیں ان کا صحیح مطلب سمجھایا جائے۔ تو اس کتاب کا ایک دفتر ہو جائے گا۔ جس کے دل میں نور ایمان ہو گا وہ ہر آیت کا ترجمہ پڑھتے ہی سمجھ لے گا کہ مشرکین کے بارے میں ہے یا مسلمانوں سے فرمایا جا رہا ہے۔ پھر اس کے مضمون کو مسلمانوں پر ڈھالنا اور ان کے سچے عقیدوں کو شرک بتانا کتنا بڑا ظلم ہے غرض کہ یہ آیت کہ نہیں ایمان لاتے اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں یہ لکھ کر آگے لکھتے ہیں۔
 (عبارت تفویۃ الایمان) ”کہ پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کرتے ہو یہ دونوں راہیں کیوں ملائے دیتے ہو اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء و اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں شرک تو جب ہوتا کہ ہم انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پیروں اور

شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے ہو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں اور اسی کی مخلوق اور یہ قدرت تصرف کی اسی نے انہیں بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں۔ اسی کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل، ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے، اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم ان کو مانستے ہیں اتنا ہی ہم اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں۔“
 یہ جواب بالکل قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ مگر جو قرآن شریف اور حدیث شریف کو نہیں سمجھا وہ اس جواب کے آگے یوں لکھتا ہے۔

”اور اسی قسم کی خرافاتیں بکتے ہیں۔ اور ان سب باتوں کا سبب یہ ہے کہ خدا اور رسول کا کلام چھوڑ کر اپنی عقل کو دخل دیا (حالانکہ یہ عبارت خود لکھنے والے پر چسپاں ہو رہی ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے برابر آج تک سب مسلمانوں کا یہی عقیدہ رہا اور ہے ان سچی اور حق باتوں کو لکھتا ہے) اور جھوٹی کہانیوں کے پیچھے پڑے اور غلط رسوں کی سند پکڑی (چاہئے تو یہ تھا کہ جن کو جھوٹی کہانی اور غلط رسمیں بتایا جا رہا ہے۔ ان کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنا، خود تو کلام پاک سے آنکھ بند کر لی اور الزام مسلمانوں پر لگایا کہ) اگر اللہ و رسول کا کلام تحقیق کر لیتے تو یہ سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتیں کرتے تھے۔ (کافروں ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے مگر ظالم مسلمانوں کو کافر بنائے دیتا ہے) کہ اللہ صاحب (جل و علا) نے ان کی ایک نہ مانی اور ان پر غصہ کیا (غصہ کی معنی ہیں اچھو لگنا وہ رنج جس سے گلا گھٹ جائے ایسا لفظ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کرنا بے ادبی ہے) اور ان کو جھوٹا بتایا چنانچہ سورہ یونس میں اللہ صاحب نے فرمایا۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا
بَصَرُ لَهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ
هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ
أَتَدْعُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي
السَّمُوتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ
سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ
(پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۱۸)

اور پوجتے ہیں ورے اللہ تعالیٰ کے ایسی
چیزوں کو نہ کچھ فائدہ دے نہ نقصان اور
کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ
کے پاس کہہ (اے حبیب تم ان کافروں
سے) کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ
آسمانوں میں اور زمین میں، سو وہ نرالا ہے
ان سب سے جسکو یہ شریک بتاتے ہیں۔

دیکھو یہ آیت کریمہ صاف صاف بتا رہی ہے کہ کفار اور ان کے جھوٹے
معبودوں کے بارے میں ہے مگر مولوی اسماعیل اس کو بھی مسلمانوں اور بزرگان
دین پر ڈھال رہے ہیں اور بتوں کو صاف بچار ہے ہیں، یعنی کفار کی جگہ، لوگ،
بت کی جگہ، بزرگ اور پوجنے کی جگہ پکارنا وغیرہ کر دیا۔

فائدہ مع اصلاح : یعنی جسکو کفار لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ
قدرت نہیں دی، نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان دینے کی۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ
بزرگ (یعنی بت) ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس، سو بات اللہ نے تو نہیں
بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو۔ سو اس کو بتاتے ہو جو نہیں جانتا۔ اس آیت
سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو
مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ ہو یا نقصان پہنچے بلکہ انبیاء اولیاء کی سفارش جو
ہے سو اللہ تعالیٰ کے اختیار کی ہے۔ (بے شک اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے اختیار سے
شفاعت کا مالک اپنے پیارے بندوں کو بنایا ہے تو انبیاء علیہم السلام کی شان میں یہ
کہنا کہ) ان کے پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا (یہ غلط ہے، ہاں بتوں
کے متعلق صحیح ہے) اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے

(جیسا کہ مشرکین اپنے بتوں کو سفارشی سمجھ کر پوجتے ہیں) وہ بھی شرک ہوتا ہے اور
اللہ صاحب نے سورہ زمر میں فرمایا۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ
أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا
إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ
بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ
إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ
(پ ۲۳ سورہ زمر آیت ۳)

اور جو لوگ ٹھہراتے ہیں ورے اللہ
سے اور حمایتی، کہتے ہیں پوجتے ہیں
ہم ان کو سو اسی لئے کہ نزدیک کر دیں
ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں بے
شک اللہ حکم کریگا ان میں اس چیز میں
کہ اس میں اختلاف ڈالتے ہیں بے
شک اللہ راہ نہیں دیتا جھوٹے
شاگردوں کو۔

فائدہ مع اصلاح : یعنی جو بات سچی تھی کہ اللہ بندے کی طرف سب سے
زیادہ نزدیک ہے سو اس کو چھوڑ کر جھوٹی بات بنائی کہ اوروں (بتوں) کو حمایتی
ٹھہرایا اور یہ جو کچھ نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے (اور اس کا رسول اپنے فضل
سے دیتا ہے جیسا کہ کلام پاک میں فرمایا۔

أَعْتَبْتُمْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ فَضْلِهِ
(پ ۱۰ التوبہ آیت ۷۴)
انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اس کے
رسول نے اپنے فضل سے
بغیر واسطے کسی کے (اور بواسطہ اپنے مقبول بندوں کے دونوں طرح) سب مرادیں
پوری کرتا ہے اور سب بلائیں نال دیتا ہے (مسلمانوں کو وسیلہ اور واسطہ حصول مراد
کیلئے ضروری ہے جیسا کہ کلام پاک میں فرمایا۔

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ
(پ ۶ المائدہ آیت ۲۵)

اللہ کی طرف وسیلہ پکڑو۔

اب جو اس کے خلاف کہے کہ مطلق وسیلہ کی ضرورت نہیں تو وہ اس آیت کا منکر ہے) سو اس کا حق نہ پہچانا اور اس کا شکر ادا نہ کیا بلکہ (مشرکین) اوروں یعنی بتوں سے چاہنے لگے پھر اس راہ میں اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہیں، سو اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو راہ نہیں دے گا اور اس راہ سے ہرگز اس کی نزدیکی نہ پائیں گے بلکہ جوں جوں اس راہ میں چلیں گے وہ اس سے دور ہوتے جائیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی دشمن خدا کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے پوجنے کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔ (جیسا کہ کفار کا عقیدہ ہے) سو وہ بھی مشرک ہے جھوٹا۔ اور اللہ کا ناشکر اور اللہ صاحب نے سورہ مومنوں میں فرمایا۔

قُلْ مَنْ يَدْعُ مَلَكَوْتُ كُلِّ شَيْءٍ
وَهُوَ يَجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ
قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ ۝ (پ ۱۸ سورہ
مؤمن آیت ۸۸، ۸۹)

کہہ (اے حبیب) کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں تصرف ہر چیز کا اور حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا جو تم جانتے ہو سو وہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہے (اے حبیب) کہہ پھر کہاں سے خطی ہوتے ہو۔

فائدہ مع اصلاح :

یعنی جب کافروں سے پوچھئے کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہ ہو سکے تو وہ بھی یہ کہہ دیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے (مگر اس سے بھی بت مراد ہیں اور خدا کو خدا ماننے والا

اس پر ایمان رکھتا ہے کہ "أَمْسَتْ بِاللَّهِ وَهَلْ يَكْفِيهِ وَرَسُولُهُ" یعنی جو خدا کو خدا مانے اس پر فرض ہے کہ نبیوں کو نبی مانے فرشتوں کو فرشتہ مانے، اللہ کی سب کتابوں پر بھی ایمان لائے جو اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے (جن کو کفار پوجتے ہیں ان میں سے) کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ مگر جو اللہ کے پیارے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يَقِينُونَ
الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ
زَاكِيُونَ ۝ (پ ۲، سورہ المائدہ
یعنی اولیائے کرام)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا مددگار اللہ اور اس کا رسول اور اللہ کے بندے اولیائے کرام وغیرہ ہیں اب جو کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور نیک بندے یعنی اولیائے کرام کی مدد اور حمایت نہیں کر سکتے اور ان سے مدد مانگنا شرک بتائے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ جاننا چاہئے کہ اوپر والی آیتوں میں کفار سے خطاب ہے اور اس آیت میں مسلمانوں سے خطاب ہے تو جو مسلمان ہیں وہ اس آیت کے اوپر بھی ایمان رکھتے ہوئے اللہ کے رسول اور نیک بندوں سے مدد طلب کرتے ہیں اور اللہ کے نبی اور ولی مسلمانوں کی حمایت اور مدد کرتے ہیں اور جن لوگوں کے دل میں عداوت ہے وہ صرف انہیں آیتوں کو مانتے ہیں جو کفار اور مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کچھ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے

أَفَلَوْ مِئُونَ يَبْعُضُ الْكِتَابِ
وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ
يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَبِوَمِ الْفِيَاةِ
يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا
اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ
الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفُفُ
عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ
يُنصَرُونَ ۝ (پا۔ سورۃ بقرۃ آیت

(۸۶:۸۵)

یعنی کلام الہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک کی بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ باتیں مانے اور صرف ایک بات نہ مانے تو قرآن عظیم فرما رہا ہے کہ وہ ۹۹۹ ماننے سے مسلمان نہیں، بلکہ صرف ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے دنیا میں اسکی رسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت سے سخت عذاب جو ہمیشہ ہمیشہ کبھی موقوف ہوتا تو کیا معنی، ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائیگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

دیکھو اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ
اور دوسری آیت میں فرماتا ہے۔
اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ
بَعْضُهُمْ أَوْلِيَا بَعْضٍ (پا۔ سورۃ التوبہ)
بعض مسلمان مرد اور عورتیں آپس
میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔
(آیت ۷۱)

دیکھو قرآن پاک نے خدا کی خاص صفت اہداد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صالحین کیلئے کیسا ثابت کیا جسے قرآن پاک جا بجا فرما چکا کہ یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں، یہ ہے ذاتی اور عطائی کا فرق۔ بحمد اللہ اہل سنت دونوں قسم کی آیتوں کو مانتے اور ان پر ایمان لاتے اور ذاتی اور عطائی کا فرق جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں، جو اس فرق کو نہ سمجھ سکا گمراہ ہو گیا جہی تو وہ تمام آیتیں جن میں ان تمام باتوں کا ثبوت ہے جو اہل سنت کے عقائد میں داخل ہیں، نظر نہ آئیں اور یوں لکھنا شروع کر دیا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور نہیں مانتی اور نہ رد دنیا ز کرنی اور ان کو اپنا دلیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اگر ہندوستان کا رہنے والا کسی غیر حکومت کے مجسٹریٹ کی پکچری میں درخواست یا استغاثہ پیش کرے تو باغی قرار دیا جائے گا لیکن اگر ہندوستان کے مجسٹریٹ کی پکچری میں استغاثہ پیش کرے تو اس کی فریاد سنی جائے گی اور ہندوستان کا بادشاہ نہ تو غصہ کرے گا نہ باغیوں میں شمار کریگا کیوں اس لئے کہ غیر حکومت کے حکام بھی غیر ہیں اور ہندوستان کے حکام ہندوستان کے بادشاہ کے خود مقرر کئے ہوئے اور ہر طرح کے اختیارات دیئے ہوئے ہیں، اسی طرح ہر معاملہ کو عقل سے سوچ سمجھ سکتے ہیں

کہ کہاں کفار اور ان کے جھوٹے معبود جن کو کفار عبادت کا مستحق جان کر پوجیں اور کہاں محبوبانِ خدا جن کو تصرفات اور اختیارات خدا نے مرمت فرمائے تو غفلت مند مسلمان ان تمام باتوں کو جانتا ہے کہ جو معاملہ کفار اپنے معبودوں کے ساتھ کرتے ہیں وہ ہر طرح خدا کی ناراضگی کا سبب ہے اور یہ شرک ہے۔ لیکن مسلمان اللہ کے پیاروں سے جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان محبوبانِ خدا کی پرستش نہیں کرتے بلکہ ان کا ادب، ان کی تعظیم مسلمانوں کے دل میں ہے اور وہ خدا کی خوشنودی کا سبب ہے۔ کفار کا نذر و نیاز کرنا۔ کیا وہ کفار کھانے پر اللہ کا کلام پڑھتے تھے ہرگز نہیں۔ پھر یہ کتنی جھوٹ بات ہے۔ مسلمان نذر و نیاز میں اللہ کا نام لیتے ہیں کفار جو بتوں پر چڑھاتے تھے ان پر بتوں کا نام پکارتے تھے اور مسلمان ہر چیز پر اپنے خدا کا نام لیتے ہیں اور اسی کا کلام پڑھتے اور ثواب اس کا بزرگانِ دین کی ارواح کو بخشتے ہیں۔ کفار اپنے بت کے پاس گیا مردود ہوا، مسلمان اپنے نبی کے پاس گیا مقبول ہوا، ایسی لاکھوں مثالیں دی جاسکتی ہیں مگر یہاں ضرورت نہیں صرف اشارات کافی ہیں۔ تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی۔ اب دیکھو تفویہ الایمان کیا کہتی ہے۔

”سو سمجھنا چاہئے کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اسکے مقابل جانے (دیکھو من گزشت) بلکہ شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اپنے بندوں کے ذمہ نشانِ بندگی ٹھہرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے مجدد کرنا (بشرطیکہ عبادت کی نیت سے ہو اور تعظیم کی نیت سے حرام ہوگا شرک نہ ہوگا) اور اس کے نام کا جانور کرنا بشرطیکہ ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے جیسا کہ بت پرست کرتے تھے اور اگر ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا تو شرک نہیں نہ اس کا گوشت کھانا حرام بلکہ حلال طیب ہے جیسا کہ آٹھویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اسْمُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ
(پ ۸/سورۃ الانعام آیت ۱۱۸)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی جانور خواہ عمر بھر کسی دوسرے کے نام سے منسوب رہا ہو، مگر ذبح کیوقت اللہ کا نام لیا گیا تو وہ پاک ہے۔ جو ایسے ذبیحہ کو حرام یا شرک کہے وہ اللہ کی آیتوں کا منکر ہے۔ اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت کسی کو (معبود جان کر) پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا (سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور حاضر و ناظر ہیں اور قرآن سے ثابت ہے آگے چل کر ثابت کر دیا جائیگا)۔ اور قدرتِ تصرف کی ثابت کرنی سوان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (بشرطیکہ بالذات حاضر و ناظر جانے یا قدرتِ تصرف کی ثابت کرے مگر مسلمان بحمد اللہ ایک بھی ایسا عقیدہ نہیں رکھتا، بلکہ محبوبانِ خدا کیلئے اللہ کی عطا اور دین سے مانتا ہے اور یہ ماننا عین قرآن پاک کے مطابق ہے جو انشاء اللہ آگے آئے گا) گو کہ پھر اس کو اللہ (تعالیٰ) سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھے اور اس بات میں (معاذ اللہ) اولیاء انبیاء اور (بے ادب لکھتا ہے) جن و شیطان میں بھوت پری میں کچھ فرق نہیں حالانکہ بہت بڑا فرق ہے، کہاں مردود، کہاں مقبول، کجا دشمنِ خدا، کجا محبوبانِ خدا، جو جن و شیطان اور انبیاء علیہم السلام کو برابر مانے وہ مسلمان نہیں، اگر آپ کا یا آپ کے کسی بزرگ کا نام جن و شیطان اور بھوت پری کے ساتھ ملا کر لکھا جائے کہ آپ اور یہ برابر ہیں تو یہ کتنا ناگوار ہوگا؟ مگر اس بے ادب بیباک کو کیا کہیے خدا ہی سے فریاد ہے (یعنی جس سے یہ معاملہ کیا جائے گا خواہ انبیاء و اولیاء سے خواہ پیروں شہیدوں سے خواہ بھوت پری

سے (مسلمان کو بھوت پری سے کیا واسطہ) چنانچہ اللہ صاحب (جل جلالہ) نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر حالانکہ وہ اولیاء و انبیاء سے یہ معاملہ کرتے تھے (کیونکہ لوگ انبیاء و اولیاء کو خدا اور خدا کا بیٹا ماننے لگے تھے) چنانچہ سورۃ برأت میں فرمایا۔

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (پارہ ۱۰)
تھہرایا انہوں نے مولویوں اور درویشوں کو مالک اپنا ورے اللہ سے اور مسیح بیٹے مریم کو اور حالانکہ ان کو تو حکم یہی ہوا تھا کہ بندگی کریں مالک ایک کی نہیں کوئی مالک سوائے ایک کے سو وہ نہالا ہے ان کے

شریک بنانے سے۔

فائدہ مع اصلاح: یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے مالک تھہراتے ہیں مولویوں اور درویشوں کو سوا اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ نہالا ہے اس کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا نہ چھوٹا نہ برابر کا بلکہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں، عجز میں برابر۔ (یہ چھوٹے بڑے مالک اپنی طرف سے گڑھ لئے۔ آیت میں اس کا ذکر نہیں۔ بلکہ اس کا مصطب صاف یہی ہے۔ کہ اس وقت کے مشرکین نے مولویوں اور درویشوں کے کہنے سے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مان کر پوجنا شروع کر دیا تھا)۔ چنانچہ رب عزوجل فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ

(کافر ہیں وہ لوگ) جو مسیح ابن مریم

هَوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ (پ ۲) کو خدا کہتے ہیں۔

سورۃ المائدہ آیت ۱۷

اب تو معلوم ہو گیا کہ وہ مشرکین مستقل بالذات خدا مان کر پوجتے تھے۔ افسوس کہ ایسی آیتیں جو صاف مشرکین کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں۔ مسلمانوں پر اور محبوبان خدا پر چسپاں کر کے مسلمانوں کو ان کے پیارے نبی اور محبوبان خدا سے کیسا بد عقیدہ بنایا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں اور اگر ایمان کی پوچھتے ہو تو سنو۔ حضورؐ متعلق مسلمانوں کا عقیدہ۔

قرشق، بیڑ، ساجد، شمس تالبع اور حجر گویا مگر ہم باوجود اسکے نہیں کہتے خدا تم ہو تو اب اپنے آقا مالک و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات کے بارے میں دیکھو کہ تمہارے رب عزوجل نے کیا فرمایا۔ اب دیکھیں اس سے کون انکار کرتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب جو مولوی اسماعیل صاحب کے نسب کے بچا، شریعت کے باپ طریقت کے دادا ہیں۔ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں۔ توراۃ کے سفر چہارم میں ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا بُرَآئِهِمْ إِنَّ هَآجَرَ تَلَدُوا وَيَكُونُ مِنْ وَلَدِ هَآجَرَ مَنْ يَلِدُ فُلُوقَ الْجَمِيعِ وَيَكْدُ الْجَمِيعِ مَبْسُوطَةً إِلَيْهِ بِالْخُشُوعِ۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا بیشک ہاجرہ کی اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں۔ عاجزی اور گڑگڑانے میں وہ کون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہاں کے اجالے، حمد اس خدا کو جس نے ہمارے ہاتھ ہر لیم بے قدر سے بچائے اور تجھ جیسے کریم روف و رحیم کے سامنے پھیلائے۔

اسے حمد جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بتایا

حضور مالک ہیں ساری زمین کے اور سب امتوں کی گردنوں کے

یہ بھی شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ میں زبور سے نقل فرماتے ہیں۔

يَا أَحْمَدُ قَاضِي الرِّحْمَةِ عَلَيَّ
شَفَعْتِكَ مِنْ أَجْلِ ذَلِكْ
أَبَارِكْ عَلَيْكَ فَتَقْلَهُ السَّيْفُ فَإِنَّ
بَهَاءَكَ وَحَمْدَكَ الْغَالِبُ
الَّذِي قَوْلُهُ الْأُمَمُ يَخْرُونَ تَحْتَكَ
رِكَابُ حَقٍّ جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْبُيُوتِ
وَالْتَقْدِيسِ مِنْ حَبْلِ قَارَانَ
وَالصَّلَاتِ الْأَرْضِ مِنْ تَحْمِيدِ
أَحْمَدُ وَتَقْدِيسِهِ وَمَلَكُ الْأَرْضِ
وَرِقَابِ الْأُمَمِ

اے احمد! رحمت نے جوش مارا تیرے
لبوں پر ہیں اس لئے تجھے برکت دیتا
ہوں تو اپنی تلوار حائل کر کہ تیری چمک
اور تیری تعریف غالب ہے سب
امتیں تیرے قدموں میں گریں گی۔
تجھی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے
ساتھ سکے کے پہاڑ سے۔ بھرنے زمین
احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے
احمد مالک ہو ساری زمین اور تمام
امتوں کی گردنوں کا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مملوک، حلقہ بگوشا، خوشی و شادانی ہے۔
تمہارے لئے تمہارا مالک پیارا سراپا کرم و رحمت والا ہے یہ اس مالک حقیقی جل و علا
کی عطا اور دین ہے کہ ہمیں اس نے ایسا مالک عطا فرمایا جیسی تو اعلیٰ حضرت عظیم
البرکت رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مالک نہ جانے سنت کی حلاوت نہ پائے۔

انہیں آیات اور ارشاد ربانی کی بنا پر امام عارف باللہ سیدی بہل بن عبد اللہ
تسترنی، پھر امام اجل قاضی عیاض شفا، شریف میں، پھر امام احمد قسطلانی مواہب
لدنیہ میں، پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض میں، پھر علامہ محمد
عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں، شرح و تفسیر فرماتے ہیں۔

مَنْ لَمْ يَزَلْ لَا يَأْتِ الرَّسُولَ عَلَيْهِ فِي
بِجَمِيعِ أَحْوَالِهِ وَيُؤَيِّنُ فِي
مَلِكِهِ لَا يَذُوقُ حَلَاوَةَ نَبْتِ
جو ہر حال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
اپنا ولی اور مالک اور اپنے آپ کو حضور
کی ملک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی حلاوت سے بالکل خبردار نہ
ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ حضور سے اپنا رشتہ الفت اور محبت کا اور مملوکت کا منقطع کرنے
والے ایسے اندھے ہو گئے کہ ان کو قرآن شریف تو برات و زبور کی آیتیں نہ
سوچیں اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک کہہ دیا۔ مسلمانوں ہوشیار خبردار، دوست
دشمن کو پہچانو۔ کہ کون اللہ و رسول کے کلام پر ایمان رکھتا ہے اور کون تو حید کی آڑ میں
تمہارے دین و ایمان کو برباد کر رہا ہے، ہمارا کام بتانا اور سمجھانا اور حق و ناحق سے
آگاہ کر دینا ہے۔ جو مانے گا نجات پائے گا ورنہ اپنے پاؤں سے دوزخ میں جائے
گا کسی کا کیا بگاڑے گا مگر یہ یاد رہے کہ اب کسی کو بارگاہ الہی میں یہ عذر کرنے کا
موقع نہ رہا کہ ہم کو خبر نہ تھی، ہم تو جاہل تھے، ناواقف تھے، تقویۃ الایمان میں تیرے
ہی کلام پاک کی آیتیں لکھ لکھ کر اسماعیل نے جیسا سمجھا دیا اور بتا دیا تھا وہی ہم نے
مان لیا تھا۔ ہرگز ہرگز اب یہ عذر نہ مانا جائے گا، بلکہ اب جہت تمام ہو چکی۔ اللہ
تعالیٰ تو مفت دے۔ آمین۔

شاگرد کی عرض استاد کی خدمت میں

غلام دہلیگیر اور دیگر حاضرین اس مضمون کو سن کر مست و بہ خود ہو کر اپنے مالک و مختار سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ وَآلِہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَوةٌ وَسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللہ۔ پھر شاگرد استاد کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔

شاگرد : حضور جب سے یہ عبارت تفویض الایمان میں نے پڑھی کہ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد اللہ ہی رکھتا ہے۔ کوئی علی بخش، کوئی حسین بخش، کوئی بھیر بخش، کوئی مدار بخش، کوئی سالار بخش، کوئی غلام محی الدین، کوئی غلام معین الدین وغیرہ اس قسم کے نام رکھنا شرک بتایا تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ جنہوں نے ایسے نام رکھے وہ سب مشرک اور جو لوگ ان ناموں سے پکارے جائیں وہ مشرک اور جتنے لوگ یہ نام لیکر پکاریں وہ بھی مشرک تو اب دنیا میں کون مسلمان رہ گیا۔ الحمد للہ کہ آج تو روایت اور زبور کی اور قرآن پاک کی وہ آیتیں سنیں کہ جن سے ایمان تازہ ہو گیا اور خوب سمجھ آ گیا کہ واقعی مولوی اسماعیل کو اللہ و رسول جل و علا صلی اللہ علیہ وسلم کی بالکل محبت نہیں نہ قرآن وحدیث پر ان کا ایمان ہے بلکہ توحید کی آڑ میں کوئی خاص دنیاوی مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو ہمارے مالک و مولی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوبان خدا اولیائے کرام اور تمام بزرگان دین سے بدعتیہ بنا کر جہنم میں دھکیلنا چاہتے تھے۔ اب مجھے یا کسی مسلمان کو ان آیتوں کے سننے کے بعد اس بات کے سمجھنے میں کیا دشواری باقی رہ گئی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ہماری جانوں اور گردنوں کا مالک فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ تمام مخلوق کے ہاتھ عاجزی اور گڑا گڑا نے میں اس پیارے کے سامنے پھیلے

ہوئے ہیں تو ظاہر ہے کہ جب کوئی کسی کے سامنے عاجزی کے ساتھ گڑا گڑا کر ہاتھ پھیلاتا ہے تو اپنی حاجتوں اور مرادوں ہی کیلئے پھیلاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سارے جہاں کے حضور مالک ہیں اور ہم سب حضور کے مملوک ہیں (یعنی بندے اور غلام ہیں) اذریہ بھی خوب سمجھ میں آ گیا کہ جب نسبت غلامی اور بندگی کی اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ کا مالک حقیقی ہونا مراد ہوگا اور ہمارا حقیقی بندہ ہونا اور جب حضور کی طرف بندہ یا غلامی کی نسبت کی جائے گی تو اس سے حضور کا مجازی مالک ہونا اور ہم سب کا مجازاً بندہ اور غلام ہونا مراد ہوگا۔

استاد : شاباش خوب سمجھے مولیٰ تعالیٰ جل و علا ہر مسلمان کو ایسی ہی سمجھنے کی توفیق بخشے۔

چوتھا سبق

استاد : یہ تو سب کو معلوم ہو گیا کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جان و مال کے مالک ہیں۔ اب میں تمہارے اطمینان کیلئے اور چند آیات قرآنی اسی مضمون کی بیان کرتا ہوں۔

پہلی آیت :

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ۔ (پ ۲۳ سورۃ زمر آیت ۵۳)

آپ فرمادیجئے اے میرے گنہگار بندو اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو یعنی اے حبیب آپ اپنے تمام بندوں سے فرمادیجئے جنہوں نے گناہ کئے ہیں کہ اللہ کی رحمت سے امید لگی رکھیں۔

جناب حاجی امداد اللہ مہاجر کی رسالہ شانم امدادیہ ص ۱۳۵ ترجمہ نجات مکیہ میں

فرماتے ہیں۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصلِ حَقِّ ہیں (اسلئے) عباد اللہ کو عباد النبی (یعنی نبی کا بندہ) کہہ سکتے ہیں (پھر یہی آیت لکھ کر آگے لکھتے ہیں) مرجعِ ضمیر متکلم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یعنی اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے فرماتا ہے۔ کہ آپ اپنے بندوں سے کہہ دیجئے، اور مولوی اشرف علی تھانوی اسی کتاب کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ قرینہ بھی انہیں معنی کا ہے۔ (کیونکہ) آگے فرماتا ہے۔ لَا تَقْفُطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ۔ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا تو فرماتا من رحمۃ من۔ تاکہ مناسبتِ عبادت ہوتی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق وہی ہے جو بندہ اور غلام ہو چکا ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

دوسری آیت : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَأَسْكِنُوا آلَا يَأْتِي مِنْكُمْ
وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَآفَاقٍ
كُفَّ (پ ۱۸ سورۃ النور آیت ۳۲)

اس آیت کریمہ نے تو بات صاف فرمادی کہ زید و بکر کے غلاموں کو ان کا عبد یعنی بندہ فرمایا۔ مگر اندھوں کا کیا علاج۔

اب حدیث : سنئے صحاح میں ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي
عَبْدِهِ وَلَا قَرِيبِهِ صَدَقَةٌ۔

﴿ان آیتوں اور حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عبد النبی یا غلام رسول یا اسی قسم کے

ناموں کو شرک کہے وہ قرآن وحدیث پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس پیارے محبوب سے عداوت رکھنے نے مولوی اسماعیل کو کہیں کا نہ رکھا۔ اور سنئے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام عبد المطلب تھا۔ اور اسی نام سے آپ رجز پڑھتے۔ ”أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا بَنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ“۔ میں نبی ہوں جھوٹ نہ بولوں گا، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔۔۔ حالانکہ مطلب اللہ کا نام نہیں، اگر غیر کی طرف عبد کی نسبت شرک ہوتی تو حضور کیوں فرماتے اللہ تعالیٰ کیوں فرماتا۔ اب سنئے صحابہ کرام کا قول کہ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے

آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ کہتے ہیں

آپ نے تمام صحابہ کرام کے مجمع میں اعلانیہ برسر منبر فرمایا۔

كُنْتُ عَبْدَهُ وَخَادِمَهُ
یعنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ

اور خادم تھا۔

﴿شاہ ولی اللہ صاحب نے اس روایت کو ازالۃ الخلفاء میں بحوالہ ابو حنیفہ نقل فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خریداری بلال کے قصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں۔ جس کو مولانا روم علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں نقل کیا۔

گفت مادہ بندگان کوئے تو کرومش آزاد من بروئے تو

یعنی ہم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانے کے بندے ہیں اور میں حضور کی طرف سے بلال کو آزاد کرتا ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اپنے کو حضور کا بندہ کہتے ہیں

﴿ علامہ طحاوی سے اعلام الاخبار میں منقول ہے۔

قَالَ عَلِيٌّ أَنَا عَبْدٌ مِّنْ عِلْمِنِي
یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
حَبْرًا فَإِنْ شَاءَ بَاعَ وَإِنْ شَاءَ
میں اس کا بندہ ہوں جس نے مجھے
اعْتَقَ ایک کلمہ سکھا یا وہ چاہے مجھکو بیچ
چاہے مجھکو آزاد کرے۔

یہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے کہ سب کچھ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا کہ میں حضور کا بندہ ہوں، حضور میرے مالک ہیں
چاہیں مجھے بیچیں چاہے آزاد کریں اور سنئے۔

﴿ مصنف فتاویٰ درمختار کے استاد کا نام عبدالنبی تھا۔

نبی بخش، عطا رسول، علی بخش وغیرہا نام رکھنا بھی شرک نہیں

﴿ جبریل علیہ السلام نے مریم سے کہا۔

لَا هَبْ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔
میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا۔

(پ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۱۶)

اسے قرآن پاک نے نقل فرمایا۔ اللہ اللہ! اب تو جبریل پینا دے رہے ہیں۔ بھلا
تقویۃ الایمان کے لکھنے والے کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

دیکھو تو قرآن کریم عیسیٰ علیہ السلام کو جبریل بخش بتا رہا ہے۔ جن لوگوں نے
قرآن وحدیث کو چھوڑ کر تقویۃ الایمان کو اپنا قرآن سمجھ رکھا ہے ہر ایک بات کو تقویۃ
الایمان میں پڑھ پڑھ کر شرک کہہ دیا کرتے ہیں۔ اگر وہ اب تک نادانف تھے تو

اب تو بہ کر کے سچے کئے سنی صحیح العقیدہ بن جائیں اور پرانے پیچھے اپنی عاقبت نہ
بگاڑیں۔ ورنہ یاد رکھیں یہ شرک کا وبال انہیں کے سر پڑیگا ہر شخص کو چاہئے کہ قرآن
وحدیث پر ایمان رکھے کسی مولوی یا درویش کے لکھنے پر عمل نہ کرے جیسا کہ آجکل
کے اکثر لوگوں نے مالک حنفی کو چھوڑ کر مولوی اسماعیل کو اپنے دین و ایمان کا مالک
بنالیا ہے اور قرآن وحدیث کے بجائے تقویۃ الایمان کے لکھے پر عمل کرتے
ہیں۔ جیسا کہ اسماعیل صاحب۔ (ف) بنا کر فائدہ لکھتے ہیں یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے
ہیں اور اس سے چھوٹے مالک اور نبھراتے ہیں۔ مولویوں اور درویشوں کو، سواں بات کا ان کو
حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ زوالا ہے اس کا شریک کوئی نہیں ہو
سکتا چھوٹا نہ برابر کا بلکہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر۔ (مگر یہ
صرف مولوی اسماعیل صاحب کے ماننے والوں کیلئے ہے ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے
کہ مجازاً بادشاہ کو بھی مالک کہا جاسکتا ہے جیسا کہ کلام پاک میں فرمایا۔

إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ
(ہد ہد نے ملکہ سبا سے آکر سیدنا سلیمان علیہ
وَأُولَئِكَ مِنْ كَذَلِكِ وَلَهَا
السلام سے عرض کی) میں نے ایک عورت
عَرْشٌ عَظِيمٌ (پ ۱۹ سورۃ نمل آیت۔ پائی کہ وہ انکی مالک ہے اور اسے سب
کچھ دیا گیا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔
(۲۳)

یہاں قرآن بادشاہ کو رعایا کا مالک فرما رہا ہے تو رعایا کے لوگ سب اس کے
مملوک ہوئے تو اگر کوئی محبوبان خدا کو اپنا مالک اور اپنے کو ان کا بندہ کہے تو عین
قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ مستلمان کا ایمان تو قرآن وحدیث پر ہونا چاہئے
جو قرآن وحدیث کے خلاف اپنی طرف سے کہے وہ مسلمان ہی نہیں رہا جو اس کی
بات مانی جائے۔

پانچ آیتیں کہ حضور کو اپنا رب کہنا شرک نہیں جبکہ مجاز مراد ہو

پہلی آیت: جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اور اس قول کو قرآن پاک نے نقل کیا۔

إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ

بیشک عزیز مصر میرا رب ہے اس نے

(پ ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۲۳)۔

مجھے اچھی طرح رکھا۔

دوسری آیت:

أَمَّا أَحَدُكُمْ فَتَمَنَّى رَبَّهُ جَحْمًا

اے زندان کے ساتھیو تم میں ایک تو

(پ ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۳۱)

اپنے رب کو شراب پلائے گا۔

تیسری آیت:

وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا

اور یوسف علیہ السلام نے کہا اس

أَذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ (پ ۱۲ سورۃ

سے جسے ان دونوں میں چھٹکارا

یوسف آیت ۳۲)

پاتا سمجھا کہ اپنے رب (یعنی بادشاہ

مصر کے سامنے میرا چاکر کیجیو)

چوتھی آیت: اس پر مولیٰ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَأَنسَأُ الشَّيْطَانَ ذِكْرَكَ رَبِّهِ (پ ۱۲

تو اسے بھلا دیا شیطان نے اپنے

سورۃ یوسف، آیت ۳۲)۔

رب سے، بادشاہ مصر کے آگے

یوسف کا ذکر کرنا۔

☆☆☆☆☆☆

پانچویں آیت:

قَالَ أَرْجِعْ إِلَيَّ رَبِّكَ فَسَلِّهُ

یوسف نے کہا پلٹ جا اپنے رب

مَسَابِلُ الْمَسْجُودِ الَّتِي قَطَعْنَ أَيْدِيَهُنَّ

کے پاس سو اس سے پوچھ کیا حال

(پ ۱۲ سورۃ یوسف، آیت ۵۰)

ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے

ہاتھ کاٹے تھے۔

سبحان اللہ۔ بادشاہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب، تیرا رب، میرا

رب کہنا صحیح ہو اور اللہ تعالیٰ بھی فرمائے اللہ کے رسول یعنی یوسف علیہ السلام

فرمائیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجازاً مالک اور خود کو بندہ اور غلام کہنا کیسے

شرک ہوگا۔ یقیناً درست و صحیح اور بالکل قرآن کے مطابق ہے جو اس کو شرک کہے وہ

مسلمان نہیں۔ رب کے معنی ہیں پالنے والا۔ پرورش کرنے والا۔ غور تو کرو کہ بڑے

بڑے حکموں میں لوگ جب نوکری کی درخواست وغیرہ دیتے ہیں تو سب سے پہلے

مرخی لکھے ہیں۔ غریب پر درسلامت۔ پھر بعد میں جو کچھ مقصد ہوتا ہے لکھا جاتا ہے

اگر یہ شرک ہو تو دنیا میں مسلمان کون رہے گا۔ مولیٰ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین۔ کہنا

یہ ہے کہ تقویۃ الایمان میں یہ تمام آیتیں جو لکھی ہیں وہ کسی طرح مسلمانوں پر

چسپاں نہیں ہوتیں، وہ سب مشرکین کے بارے میں ہیں۔ اور آگے لکھتے ہیں۔

عبارت تقویۃ الایمان..... چنانچہ سورۃ مریم میں فرمایا۔

إِنْ كُلُّ مَنٍ فِي السَّمٰوٰتِ

جتنے لوگ ہیں آسمان وزمین میں سو

وَالْاَرْضِ اِلَّا اَنۡبِيَ الرَّحْمٰنِ

آنے والے ہیں رحمان کے سامنے

عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَخۡضَعۡنَهُمْ وَوَعَدَهُمۡ

بندے ہو کر۔ اور بیشک قابو میں کر رکھا

عَدًا ۝ وَكُلُّهُمْ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَٰمَةِ

ہے ان کو اور گن رکھا ہے ان کو ایک

فَكَوِّدًا (پ ۱۶، سورۃ مریم آیت ۹۳) ایک اور ہر کوئی ان میں سے آنے والا ہے اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا اکیلا۔

فائدہ: یعنی کوئی فرشتہ اور آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضے میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا اور وہ ایک ایک میں آپ ہی تصرف کرتا ہے کسی کے قابو میں نہیں دیتا اور ہر کوئی معاملہ میں اس کے رد برواکیلا حاضر ہونے والا ہے کوئی کسی کا وکیل و حمایتی نہ بننے والا۔

آہ! انہوں نے ظالم کلام پاک کی آیتیں لکھ کر ترجمہ کچھ کرتا ہے، اور ”ف“ لکھ کر فائدہ میں اپنی طرف سے گندہ بروزہ ملا کر پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عزت پر کیسے پردے ڈالتا ہے کہ وہاں کوئی کسی کا حمایتی اور وکیل نہیں بن سکتا اور کوئی آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا حالانکہ یہ جملے آیت میں نہیں۔ بلکہ حدیث و قرآن کے مخالف ہیں۔ دیکھو اللہ عز وجل کلام پاک میں فرماتا ہے۔

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔ (پ ۱۵ سورۃ اسراء آیت ۷۹) اے حبیب قریب ہے کہ تیرا رب تجھ کو بھیجے گا تعریف کے مقام میں یعنی جہاں اگلے چھپلے سب جمع ہوں گے اور حضور کی حمد و ثنا کا شور ہر زبان سے بلند ہوگا۔

مفسرین فرماتے ہیں۔ کہ مقام محمود، مقام شفاعت ہے کہ اس دن شفاعت کا سہرا آپ ہی کے سر رہے گا اور سب انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی فرما رہے ہوں گے چنانچہ حدیث صحیح بخاری و جامع ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ فَقَالَ هُوَ الشَّفَاعَةُ۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ مقام محمود کیا ہے ارشاد فرمایا شفاعت۔

دوسری حدیث دارمی اور ترمذی با فائدہ تحسین ابو یعلیٰ اور بیہقی وابو نعیم، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا قُلِدُوا وَأَنَا خَاطِبُهُمْ إِذَا انْصَبُوا وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حَبِسُوا وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا ابْتَسَوْا الْكَرَامَةَ وَالْمَفَاتِيحَ يَوْمَئِذٍ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ يَبْلُغُنِي أَنَا أَكْرَمُ وَلِئِدِ أَدَمَ عَلَى رَبِّي يَطُوفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُونٌ وَلَوْءُ لَوْءٌ مَنُودٌ۔ میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ دم بخود رہ جائیں گے اور میں ان کا شفیع ہوں گا۔ جب عرصہ محشر میں روکے جائیں گے اور میں انہیں بشارت دوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے عزت اور خزانہ رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں، میرے گرد و پیش ہزار ہزار خادماں دوڑتے ہوں گے گویا، اللہ ہیں۔

حفاظت سے رکھے یا موتی ہیں
بکھرے ہوئے۔

اب تو معلوم ہوا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت کے دن ہم سب کے حمایتی اور شفیع، وکیل ہیں اور عزت و رحمت کے خزانوں کی کنجیاں جب حضور کے دست مبارک میں ہوں گی تو اس مالک حقیقی کی طرف سے کیا کیا اختیارات حضور کو حاصل ہوں گے جو ہمارے تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے۔ ان مضمونوں کی حدیثیں اور آیتیں قرآن میں اور بھی سینکڑوں ہیں جس نے ان دو چار حدیثوں اور آیتوں کے بھی معنی سمجھ لئے وہ شرک، توحید کے ساتھ ساتھ انبیاء علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے اختیارات و تصرفات اور کمالات، عزت و وجاہت، محبوبیت و شفاعت وغیرہ، کے مضمون سے خردوار ہو گیا اب اس کے آگے مولوی اسماعیل لکھتے ہیں۔

”اب یہ تحقیق کی چاہئے کہ اللہ صاحب (جل جلالہ) نے کون کون سی چیزیں اپنے واسطے خاص کر رکھی ہیں کہ اس میں کسی کو شریک نہ کیا چاہئے۔“ مگر اللہ تعالیٰ نے جو کمال و خوبی کی صفتیں اپنے محبوبوں کو عطا فرمائی ہیں۔ ان پر اعتقاد ضروری ہے جس طرح ذاتی کوئی صفت کسی کے لئے ماننا شرک ہے۔ اسی طرح محبوبان خدا کی عطائی صفات اور کمالات جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں نہ ماننا کفر ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ جتنی باتیں یہاں آگے لکھی گئی ہیں۔ لکھنے والے کو یہ بھی خبر ہے کہ یہ تمام صفات اللہ کی عطا و دین سے محبوبان خدا کیلئے ثابت ہیں۔ قرآن و حدیث اس قسم کے بیانات سے مالا مال ہے۔ سوا دل بات یہ کہ ہر جگہ حاضر و ناظر رہتا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھتی دور ہو یا نزدیک، چھپی ہو یا کھلی۔ اندھیرے میں ہو یا اجالے

میں، آسمان میں ہو یا زمین میں پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہہ میں، یہ اللہ کی شان ہے اور کسی (بھوت و پری یا جن و شیطان) کی یہ شان نہیں سو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ میں دھماکی دے اور دشمن پر اس کا نام لیکر حملہ کرے اور اس کے نام کا شتم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی سورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اسکی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں وہیں اسکو خبر ہو جاتی یا اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں۔ جیسے بیماری و تندرستی و کشائش، تنگی مرنا و جینا، غم و خوشی سب کی اسے ہر وقت خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔

”اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ کا

سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے۔“

الحمد للہ دنیا میں ایک بھی مسلمان اللہ کا سا علم یا صفت کسی کیلئے ثابت نہیں کرتا نہ ایسا ناپاک عقیدہ رکھتا ہے بلکہ جو کچھ بھی اعتقاد رکھتا ہے وہ نسب اللہ کی عطا سے اور اس کے بتائے سے اور ایسا عقیدہ رکھتا انبیاء علیہم السلام کیلئے اور دیگر محبوبان خدا کیلئے ہرگز شرک نہیں، مگر مولوی اسماعیل صاحب عطائی کمالات ماننے کو بھی شرک بتا رہے ہیں۔ (لکھتے ہیں) خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے، خواہ پیر و شہید سے رکھے خواہ امام و امام زادے سے، خواہ بھوت و پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے حاصل ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

اصلاح قابل غور

یہ ڈبل لائن کبھی ہوئی عبارت کہ اللہ کے دیئے سے اعتقاد رکھنے کو شرک کہا بالکل قرآن وحدیث کے خلاف ہے عطائی کمالات کو شرک کہنے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے کمالات بھی عطائی ہیں۔ سو جو کوئی اللہ تعالیٰ کے کمالات عطائی مانے یا ثابت کرے وہ مسلمان نہیں۔

شاگرد: حضور اس بات کو اور خلاصہ کر کے سمجھا دیجئے۔ کیا مولوی اسماعیل صاحب کی اس عبارت سے اللہ تعالیٰ کے علوم اور کمالات بھی عطائی ثابت ہوتے ہیں۔

استاد: تعجب ہے کہ تم کو اس بات کے سمجھنے میں ابھی تک پس و پیش ہے۔ اچھا لو سمجھو، دیکھو اوپر کی عبارت جس پر لائن کھینچ کر (۱) بنا دیا گیا ہے اور اسے غور سے پڑھو۔ اور نیچے کی عبارت جس پر ڈبل لائن کھینچ کر (۲) بنا دیا ہے۔ یعنی نمبر ۱ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا شرک ہے، نمبر ۲، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے حاصل ہے خواہ اللہ کے دینے سے یہ عقیدہ رکھے تو بھی شرک ثابت ہے، اب تم خود بتاؤ جب اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا شرک ہے اور واقعی شرک ہے مگر یہ کہنا کہ خواہ اللہ کے دینے سے عقیدہ رکھے تو بھی شرک ثابت ہوتا ہے تو اس کا مطلب صاف یہ ہوا کہ ان کے نزدیک اللہ کا علم بھی کسی کا دیا ہوا ہے تو اب کسی نبی، ولی، پیر، شہید وغیرہ کیلئے عطائی علوم و کمالات ماننے کو شرک کہنا اللہ تعالیٰ کے علوم و کمالات کو عطائی ماننا ہوا کہ نہیں۔ شاگرد یہ آخری جملے سکر چونک پڑا اور کہنے لگا۔

شاگرد: واقعی اب میری سمجھ میں خوب آ گیا کہ تو حید کا فقط پردہ ہے ورنہ ان سے اور تو حید سے کوئی واسطہ نہیں، مشرکین اور ان کے جھوٹے معبودوں کیلئے جو چاہتے لکھتے کہ ان سے ذرہ برابر بھی واسطہ عقیدہ تہمتی کا یقیناً کفر و شرک ہے

جیسا کہ آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ مگر محبوبان خدا کی شان گھٹانے کیلئے اور خدا کے دیئے ہوئے کمالات پر پردہ ڈالنے کیلئے جو تو حید کی آڑ پکڑی ہے اس کی قلعی اس عبارت سے کھل گئی کہ مولوی اسماعیل صاحب تو حید نہیں سکھا رہے ہیں۔ بلکہ حقیقت میں خدا ہی سے بدعقیدہ بنا رہے ہیں، معلوم نہیں کہ انہوں نے خدا کو کیا سمجھ رکھا ہے۔

استاد: دیکھو مولوی اسماعیل آگے کیا لکھتے ہیں۔

عبارت تقویۃ الایمان (دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا، روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا فتح و شکست دینی۔ اقبال داد بار دینا، مرادیں پوری کرنی حاجتیں بر لانی، بلائیں نالانی، مشکل میں دیکھری کرنی، برے وقت میں پہنچنا، اور یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء پیر شہید کی بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف (یعنی اللہ کا سا) ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر دینا کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے (یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ یہ جو کچھ بھی میری امداد کریں گے وہ اپنی ذات اور محض اپنے ارادے سے کریں گے یہ صفت خدا کی دی ہوئی نہیں ہے بلکہ انہیں خود حاصل ہے جیسا کہ مشرکین کا اپنے بتوں پر اعتقاد تھا اور ہے) سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا تصرف کرنا محض شرک ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود حاصل ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (یہ لائن کبھی ہوئی عبارت محبوبان خدا کیلئے بالکل قرآن پاک کے خلاف ہے اور آیتیں اور

حدیثیں بکثرت ہیں جن سے ثابت کہ محبوبان خدا کو تصرف کی قدرت اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ جو عنقریب ذکر کی جائے گی (یہاں صرف ایک آیت جو تمام دنیا کے کا رو بار پر تصرف کرنے کو ملاتا ہے کیلئے ثابت کر رہی ہے لکھی جاتی ہے۔

وَالسَّائِرَاتِ عَرَفًا ۝ قسم ہے ان فرشتوں کی جو کافروں کی
وَالشَّاطِطَاتِ نَشِطًا ۝ جان سختی سے نکالتے ہیں اور جو مسلمان
وَالسَّابِحَاتِ سَبْحًا ۝ کی آسانی سے نکالتے ہیں گویا ان کا بند
فَالسَّيِّقَاتِ سَبَقًا ۝ فَاَلْمَدِينَاتِ ۝ کھول دیتے ہیں اور جو تیرتے ہوئے
اَقْرَأُ ۝ (پارہ ۳۰ سورۃ النازعات آیت چلتے ہیں پھر تیزی کے ساتھ دوڑتے
ہیں پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔ (۵۶۱)

دیکھو۔ کس قدر تصرفات فرشتوں کیلئے ثابت ہیں اور بالکل کھلی ہوئی عبارت ہے پھر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم میں کسی کو تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی، قرآن پاک کی خلاف ہے۔ اور اس پر اعتقاد رکھنے کو شرک کہنا اس سے آئیہ کریمہ کا انکار ثابت ہوتا ہے اور اللہ کی آیتوں میں سے ایک آیت کا بھی انکار کرنے والا مسلمان نہیں، اللہ تعالیٰ نور ایمان بخشے۔ آمین۔

آگے تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ بعض کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اس کے نام کا روزہ اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لے کہ یہ لوگ اس کے گھر کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور راستے میں اس مالک کا نام پکارنا اور نام مقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جا کر

طواف کرنا اور اس کے گھر کی طرف سجدہ کرنا اور اس کی طرف جانور لیجانے اور وہاں نائیں ماننی اور اس پر غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادیں مانگنی اور اس کے گرد روشنی کرنی اور اس کا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جھاڑ و درختی اور روشنی کرنی، فرش بچھانا پانی پلانا، وضو غسل کا لوگوں کیلئے سامان درست کرنا اور اس کے کنوئیں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر پانی ڈالنا، آپس میں باٹنا، غائبوں کے واسطے لیجانا، رخصت کے وقت اٹنے پاؤں چلنا، اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، موسیقی نہ چگانا، یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کیلئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں۔

اصلاح! اگر اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں تو یہ سب باتیں قرآن شریف میں ضرور ہوں گی۔ اگر ہیں تو وہ آیتیں ضرور لکھنا چاہئے تھیں۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا ہے جو ان تمام باتوں کو کلام پاک سے ثابت کر دے کہ یہ سب باتیں جو اوپر لکھی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیلئے ایسی خاص ہیں کہ دوسرے کیلئے ان میں سے ایک بھی کرے تو شرک ہو، ہم شرک کی تعریف پہلے کر آئے ہیں۔ اسے بار بار پڑھو تو سمجھ لو گے کہ جو کام عبادت کی نیت سے غیر خدا کیلئے کیا جائے گا۔ وہ شرک ہوگا اور اگر تعظیم کی نیت سے محبوبان خدا کیلئے کیا تو شرک نہ ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم تو فرض ہے جیسا کہ تمہید ایمان سے ظاہر ہے۔ اور بدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب تو خود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے ثابت ہے۔ انشاء اللہ عنقریب وہ حدیثیں بھی نقل کی جائیں گی۔ مگر دشمن خدا سب سے آنکھیں بند کر کے یوں لکھتا ہے۔ پھر کوئی کسی پیر پیغمبر کو یا بھوت پری کو یا کسی بچی قبر کو (یہ اشارہ معاذ اللہ سرکار

کے روضہ پاک کیلئے ہے کیا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تہرک کو، یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کر لے، رکوع کرے یا اس کے نام کے روزے رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو (ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کو اس لئے بار بار ذکر کیا کہ مسلمان میلاد شریف میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے ہیں ورنہ ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا بھی نماز میں داخل ہے کہ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہوتے ہیں) یا جانور چڑھاوے یا اسے مکانوں میں درود و رے سے قصد کر کے جائے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے چادر چڑھائے، ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رخصت ہوتے وقت اٹے پاؤں چلے ان کی قبروں کو بوسہ دے مورچھل جھٹلے اس پر شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے مجاور بنگر بیٹھ رہے۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر سرگ ثابت ہوتا ہے۔ اس کو اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کرنی۔

اصلاح! بعض باتیں جو ضروری تھیں مولوی اسماعیل صاحب لکھنا بھول گئے نہیں بلکہ قصد اچھوڑی ہیں ورنہ ان کیلئے جینا مشکل ہو جاتا اور ان کے ماننے والے عمر بھر گالیاں دیتے۔

وہ باتیں یہ ہیں جو اس موقع پر لکھنا ضروری تھیں

جیسے رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا اور دوزانو بیٹھنا کیونکہ نماز میں چار فرض ہیں، کھڑا ہونا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، التیات پڑھنے کیلئے بیٹھنا اور حج کے ارکان میں صفا و سروہ کی سعی کرنا اور سعی میں آہستہ بھی چلنے کا حکم ہے اور دوز کر چلنے کا بھی حکم ہے اور حلق کرنا یعنی سر منڈانا یا بال ترشوانا یہ بھی سعی کے بعد ہے تو اب اس

ابتداء سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو تو مشرک، ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہو تو مشرک سر منڈا یا تو مشرک، دوز کر چلا تو مشرک، ہاتھ باندھ کر دوزانو بیٹھا تو مشرک، ہاتھ زانو پر رکھ کر بیٹھا تو مشرک، بال کٹوائے تو مشرک، وہابی صاحبان بتائیں کہ یہ افعال بھی مشرک ہیں کہ نہیں تو جتنی باتیں مولوی اسماعیل صاحب نے لکھیں ہیں وہ بھی مشرک نہیں اگر یہ بھی سب افعال مشرک ہیں تو آپ لوگ یہ سب افعال کرتے ہیں۔ اپنے امام کے لکھے سے مشرک ہوئے کہ نہیں اور سنئے جو تا اٹھانے کو جھکے رکوع کی شکل بن گئی بلبل سے جماع کیا سجدہ کی شکل بن گئی تو معاذ اللہ یہ سب افعال جو نماز میں فرض، واجب اور مستحب ہیں اور نماز خاص عبادت ہے اللہ کی، ان سب افعال کو نشان بندگی بتا کر ان افعال کے کرنے کو مشرک کہہ دیا۔ حالانکہ سب لوگ علاوہ نماز کے یہ افعال کرتے ہیں۔ مولوی اسماعیل صاحب کے قول سے سب مشرک ہوئے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ افعال جو خاص نماز کی حالت میں کئے جاتے ہیں۔ یا حج کے موقع پر عمل میں آتے ہیں وہ سب سوائے سجدہ کے محبوبان خدا کی تعظیم کی نیت سے جائز ہیں۔ ہرگز مشرک نہیں کیونکہ یہ بات خاص طور سے دیکھنا چاہئے کہ ان افعال میں کوئی فعل ایسا بھی ہے جس کی شرعاً ممانعت آئی ہو تو سوائے سجدہ کے اس کی تعظیم کی نیت سے بھی ممانعت حدیث سے ثابت ہے اس سے معلوم ہوا کہ تعظیمی سجدہ شرعاً حرام ہے اس کے علاوہ جس قدر باتوں کی فہرست، مولوی اسماعیل نے گنائی ہے ان میں سے کسی چیز کی ممانعت نہیں فرمائی گئی نہ قرآن میں نہ حدیث میں اور نہ اس کا نشان بندگی ہونا کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے محض اپنی رائے سے ان تمام باتوں کے کرنے کو مشرک کہہ دیا۔ مسلمان یا درکھیں کہ سجدہ کی دو قسمیں ہیں۔ سجدہ عبادت جو نماز میں ہوتا ہے۔ اور سجدہ تحیت جو کسی کی تعظیم کیلئے ہو۔ جیسے آدم علیہ

السلام کی طرف نور محمدی کی تعظیم کیلئے فرشتوں سے کرایا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعظیسی سجدہ شرک نہیں کیونکہ وہ عبادت کی نیت سے معبود برحق جان کر سجدہ نہیں کیا گیا تھا۔ مگر ہماری شریعت میں تعظیسی سجدہ کو حرام فرمایا گیا۔ یعنی سجدہ تعظیسی حرام ہے، شرک نہیں لہذا جو کوئی تعظیسی سجدہ کو شرک بتائے وہ شرعی احکام سے جا مل ہے۔ دوسری بابت خاص الناس یہ یاد رکھنے کی ہے۔ کہ کسی چیز کا بوسہ لینے کیلئے جھکنا سجدہ نہیں کہلاتا کیونکہ سجدہ میں نیت سجدہ ہونا شرط ہے، اور پیشانی و ناک کے بانے کا زمین سے لگانا ضروری ہے اگر شخص منہ زمین پر رکھ دیا جائے اور پاؤں کی انگلیاں بالکل زمین سے نہ لگیں تو سجدہ نہ ہوگا۔ نماز فاسد ہو جائے گی۔ اب غور کرو اگر کوئی مسلمان اپنے کسی بزرگ یا پیر کی قبر پر جا کر اسے چوم لے تو اسے قبر پرست اور مشرک کیوں کہا جاتا ہے۔ اگر ایسا کرنا قبر پرستی ہے تو بروقت جماع بی بی کا بوسہ لینا زن پرستی ہے؟ اگر کسی بزرگ کے مزار کو چومنے کیلئے جھکنے کا نام قبر کو سجدہ کرنا ہے تو بی بی کے رخسار کو چومنے کیلئے جھکنا بی بی کو سجدہ کرنا ہے اگر یہ کہا جائے کہ صاحب! یہاں تو حظ نفس کی نیت سے جھکے اس لئے نہ یہ شرک ہوا نہ اس کا نام سجدہ، نہ زن پرستی، تو اسی طرح وہاں بھی حظ روح کی نیت سے جھکے سجدہ کی نیت سے نہ جھکے اس لئے یہ بھی شرک نہیں نہ اس کا نام سجدہ ہے نہ قبر پرستی، پھر کیوں بلاوجہ کسی مسلمان کو مشرک اور بدعتی اور قبر پرست کہہ کر اتنا بڑا گناہ اپنے ذمے لیتے ہو، جو حد کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ اور حضور کے روضہ پاک کا بوسہ تو صحابہ کرام سے ثابت ہے پھر جو کام شرک ہیں وہ ہر جگہ شرک ہیں اور جو کام جائز ہیں وہ ہر جگہ جائز ہیں۔ جب روشنی کرنا ہمارا دین اور فرس بچھانا بھی نشان بندگی ٹھہرا اور یہ بھی لکھ دیا کہ یہ سب کام اللہ نے اپنی تعظیم کیلئے بتائے ہیں تو دنیا میں کون ہے جو اپنے گھر میں جھاڑو نہ دیتا ہو یا روشنی

نہ کرتا ہو یا شادی غمی میں لوگ آئیں تو انکے لئے فرش نہ بچھاتا ہو تو کیا یہ سب کام شرک ہیں اگر شرک ہیں تو دنیا میں سب مشرک اور اگر شرک نہیں تو کیا وہ ہے کہ انبیاء اولیاء اور محبوبان خدا کے مزارات ہی کیلئے ایسا کرنا شرک ہو۔ ہے کوئی دنیا میں جو اس مسئلہ کو حل کر دے ان تمام باتوں سے ہر عقلمند اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کو انبیاء علیہم السلام و محبوبان خدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ایسی عداوت ہے۔ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ہاں۔ ایک بات بتانا رہ گئی ہے وہ یہ کہ تم نے تقویۃ الایمان کی عبارت جو شرک کی تعریف میں ہے ابھی پڑھی کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائی ہیں۔ وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی شرک ہیں۔ اور فہرست جو گنائی اس میں یہ بھی شمار کرایا کہ کسی کی قبر پر روشنی کرنی، جھاڑو دینی، مجاور بن کے بیٹھ رہنا، مورچہ چھل جھلنا، شامیانہ کھڑا کرنا، کسی کی قبر کو بوسہ دینا وغیرہ یہ بھی شرک بتایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا کوئی فرضی خدا ہے جس کی قبر پر بوسہ دیا جاتا ہے، روشنی کی جاتی ہے، جھاڑو دی جاتی ہے، شامیانہ کھڑا کیا جاتا ہے مورچہ چھل چھلی جاتی ہے، چھٹی تو ان باتوں کو شرک کہا، مسلمانوں کا خدا اس سے پاک ہے نہ اس نے ان باتوں کو اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرایا ہے۔ یہ ہمارے پاک خدا پر بہتان ہے پاک خدا کی پاک شریعت میں یہ چیزیں تعظیم کی نیت سے ہوں تو ہرگز شرک نہیں وہ تو ہر فعل میں نیت دیکھتا ہے۔ اور اسی پر جزا و سزا ہے (عبارت تقویۃ الایمان) پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (مولوی اسماعیل کا فرضی خدا ہمارے رسول کی تعظیم

سے کیا خوش ہوگا۔ مگر مسلمانوں کے خدا نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کرنی ہر مسلمان پر فرض فرمائی۔ جیسا کہ تمہید ایمان میں تم نے پڑھا۔ تو جس طرح معبودان باطل کی تعظیم ہر طرح شرک ہے اسی طرح محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہ کرنا، اور ان کی تعظیم کرنے کو منع کرنا کفر ہے)

شاگرد : کیا ہمارے رب عزوجل نے کوئی طریقہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرنے کا بتایا ہے۔

استاد : جبکہ اللہ تعالیٰ نے مطلق تعظیم و توقیر کا حکم فرمادیا۔ کہ

وَتَعْبُدُوهُ وَتُوقِرُوهُ
(پ ۲۶، سورۃ فتح آیت ۹)

اس سے معلوم ہوا کہ جتنے بہتر سے بہتر طریقوں سے تعظیم و توقیر ہو سکتی ہے وہ سب اسی حکم میں داخل ہیں۔ سوائے اس کے جس کی صراحت ممانعت قرآن و حدیث سے ثابت ہو۔ اس کو یوں سمجھو کہ جس طرح اور تمام کام نماز یا حج کے ارکان میں داخل ہیں انہیں میں سے یہ بھی ہے کہ محض کعبہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے اور سنگ اسود کو چومنا بھی عبادت ہے مگر بی بی کو چومنا بیٹائی کے رخسار کا بوسہ لینا شرک نہیں، بلکہ جائز ہے۔ کعبہ کا دیکھنا عبادت مگر اور کسی مکان کو دیکھنا شرک نہیں، دن رات سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں گھروں اور مکاناتوں پر مسلمان کی نظر پڑتی ہے بلکہ بعض عمارتوں کے دیکھنے کیلئے تو لوگ دور دور سے سفر کر کے جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں جیسے آگرہ کا تاج محل یا بمبئی کا تاج ہوٹل وغیرہ اس کو کوئی بھی شرک نہیں کہتا اور نہ یہ شرک ہے تو کیا وجہ ہے محبوبان خدا کے مزارات کی زیارت یا وہ تمام باتیں جو مولوی اسماعیل نے شرک کی فہرست میں گنائی ہیں شرک ہوں کسی چیز کو یا فعل کو

شرک یا حرام یا ناجائز فرمانے کا حق اللہ و رسول کو ہے کسی چوہڑے چمار کو یہ حق حاصل نہیں۔ (عبارت تقویۃ الایمان) ”چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھایا ہے کہ اپنے دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی تعظیم کرتے رہیں۔“ اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے ساتھ میرے محبوب کو بھی یاد کرتے رہو۔ کلمہ میں دیکھو، اذان میں دیکھو، تکبیر میں دیکھو، کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ رسول کا ذکر موجود ہے۔ یہاں تک کہ نماز میں حضور پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے اگر نہ پڑھے تو نماز بھی قبول نہیں یہ تمام باتیں مسلمانوں کے واسطے اعلیٰ درجہ کا سبق ہیں کہ جب دین کے ہر کام میں اللہ نے اپنی یاد کے ساتھ اپنے حبیب کی یاد کرائی تو دنیا کے کاموں میں بھی ان کو ہرگز نہ بھولے اور ہر وقت اللہ و رسول سے امید لگی رکھے تاکہ ہر کام میں برکت ہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ
سَيُوفِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا
إِلَى اللَّهِ وَاعْبُدُونَ۔

(پارہ ۱۰، سورۃ توبہ آیت ۵۹)

یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ساتھ پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اللہ و رسول جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں۔ مگر مولوی اسماعیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد مسلمانوں کے دلوں سے بھلانا چاہتے ہیں، لکھتے ہیں (تقویۃ الایمان میں) جیسے اڑے کام پر اللہ کی نذر مانی اور مشکل کے

وقت اس کو پکارنا، اور ہر کام شروع اس کے نام سے کرنا اور جب اولاد ہو تو اس کے شکر میں اس کے نام کا جانور ذبح کرنا اور اس کا نام عبد اللہ، عبد الرحمن، خدا بخش، اللہ دیا، امت اللہ، اللہ دی رکھنا اور کھیت اور باغ میں سے تھوڑا بہت اسکے نام کا رکھنا اور دھن اور ریوڑ میں سے کچھ اس کی نیاز کا کر رکھنا اور جو جانور اس کے نام کے اس کے گھر کی طرف لے جائے ان کا ادب کرنا یعنی نہ ان پر سوار ہونا، نہ لادنا اور کھانے پینے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا اس کو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا اور برائی جو دنیا میں پیش آتی ہے جیسے قحط اور ارزانی، صحت و بیماری، فتح و شکست، اقبال و ادبار، غمی و خوشی، یہ سب اسکے اختیار میں سمجھنا اور اپنا ارادہ کا بیان کرنا تو پہلے اس کے ارادے کا ذکر کر دینا جیسا کہ یوں کہنا کہ اگر اللہ چاہے تو ہم فلاں کام کریں گے۔ اور اس کے نام کو ایسی تعظیم سے لینا کہ جس میں اس کی مالکیت نکلے اور اپنی بندگی، جیسے یوں کہنا ہمارا رب، ہمارا مالک، ہمارا خالق اور کلام میں قسم کھانے کی حاجت ہو تو اسی کے نام کی قسم کھانی، سو اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بنائی ہیں، پھر جو کوئی کسی انبیاء و اولیاء کے اماموں اور شہیدوں کی (اللہ کا پیارا اور محبوب جان کر تعظیم کرے۔ اڑے کام پر ان کی نذر مانے، یا مجاز اپنا مالک کہے، یا مشکل کے وقت پکارے یہ سب جائز ہے ہاں اگر) بھوت و پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اڑے کام پر ان کی نذر مانے مشکل کے وقت پکارے (نا جائز ہے) بسم اللہ کی جگہ ان کا نام لے (معبود جانکر لے تو شرک و رندہ جائز ہے) جب اولاد ہو۔ (تو اگر محبوبان خدا کی) نذر و نیاز کر دے اپنی اولاد کا نام عبد اللہ، عبد الرحمن، عبد اللہ رکھے، کھیت و باغ میں ان کا حصہ لگا دے جو کھیتی باڑی سے آئے، پہلے ان کی نیاز کر دے، جب اپنے کام لائے (انشاء)

اللہ بڑی برکت ہوگی محبوبان خدا کا وسیلہ ایسی ہی چیز ہے) اور دھن ریوڑ میں سے ان کے نام کا جانور ٹھہرائے اور پھر ان جانور کا ادب کرے پانی دانے پر سے نہ ہانکے لکڑی پتھر سے مارے۔ (اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہے تو جائز ہے) اور کھانے پینے میں رسموں کی سند پکڑے کہ فلا نے لوگوں کو چاہئے کہ فلاں کھانا نہ کھائیں، فلاں کپڑا نہ پہنیں۔ حضرت بی بی کی محکم مرد نہ کھادے، لونڈی نہ کھائے، جس عورت نے دوسرا ختم کیا ہو وہ نہ کھائے، شاہ عبدالحق کا تو شرعہ حقہ پینے والا نہ کھائے (یہ باتیں بھی شرعاً شرک نہیں) اور برائی بھلائی جو دنیا میں آتی ہے اس کو اس کی طرف نسبت کرے کہ فلاں اس کی پھٹکا میں آکر مرنی دیوانہ ہو گیا اور فلا نے کو انہوں نے ایسا اندھا کیا کہ محتاج ہو گیا اور فلا نے کو نواز دیا کہ فتح و اقبال مل گیا (ایسا عقیدہ محبوبان خدا کیلئے جائز ہے) اور قحط فلا نے ستارے کے سبب سے پڑا، فلا نے دن شروع کیا تھا یا فلا فی ساعت میں ہو پورا نہ ہوا (ایسا عقیدہ جائز نہیں) یا یوں کہے کہ اللہ در سول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی۔ (ایسا کہنا جائز ہے) یا اس کے تئیں یا معبود، داتا بے پرواہ، خداوند، خدایگان، مالک الملک، شہنشاہ بولے (معبود اور حقیقی معنی میں ذاتی طور پر مالک الملک بولنا شرک ہے) یا جب حاجت قسم کھانے کی پڑے تو پیغمبر کی یا علی کی یا امام کی پیر کی یا ان کی قبروں کی (معبود جان کر قسم کھائے) سوان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (ورنہ نہیں) اور اس کو اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں۔ یعنی اپنی عاوت کے کاموں میں جو اللہ کی تعظیم کرنا چاہئے سو (معبود جان کر) غیر کی کرے سواب چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن و حدیث میں ذکر ہے، سو اس لئے اس باب میں پانچ فصلیں کی ہیں فصل پہلی میں ذکر ہے شرک کی برائی کا اور تو حید کی خوبی کا،

فصل دوسری میں ذکر ہے اشراک فی العلم کی برائی کا، فصل تیسری میں ذکر ہے اشراک فی التصرف کی برائی کا، فصل چوتھی میں ذکر ہے اشراک فی العبادت کی برائی کا، فصل پانچویں میں ذکر ہے اشراک فی العادت کی برائی کا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقویۃ الایمان

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي الْإِجْتِنَابِ عَنِ الْأَشْرَاطِ

فصل پہلی بچنے میں شرک سے یعنی اس فصل میں مجمل شرک کی برائی کا ذکر ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا (پارہ ۵ سورۃ النسا آیت ۱۱۶)

فرمایا اللہ نے بیشک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شرک ٹھہرائے اس کا اور بخشتا ہے سوا اس کے جس کو چاہے اور جس نے شرک ٹھہرایا یا اللہ کے سوا بیشک راہ بھولا دور بھٹک کر۔

ف: یعنی اللہ کی راہ بھولنا یوں بھی ہوتا ہے کہ حرام حلال میں امتیاز نہ کرے چوری بدکاری میں گرفتار ہو جائے نماز روزہ چھوڑ دے، جو رو بچوں کا حق تلف کرے ماں باپ کی بے ادبی کرے۔

(ماں باپ کی بے ادبی کرنے والا جب اللہ کی راہ بھولا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرنے والا اللہ کے راستے سے کتنی دور جا پڑے گا) لیکن جو شرک میں پڑا وہ سب سے زیادہ بھولا، اسلئے کہ وہ ایسے گناہ میں گرفتار ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز نہ بخشے گا اور سارے گناہوں کو اللہ شاید بخش بھی دے۔

(اور جو کلمہ پڑھ کر تو حید کا دعویٰ کر لیں کہ اللہ و رسول کی شان میں گستاخی کرے اس کا کیا حشر ہوگا، پڑھو تمہید ایمان) اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک نہ بخشتا جائے گا جو اس کی سزا ہے مقرر ملے گی پھر اگر پر لے درجے کا شرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے اس کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا نہ اس سے کبھی باہر نکلے گا نہ ہی کبھی آرام پائے گا اور جو اس سے در لے درجے کے شرک ہیں ان کی سزا جو اللہ کے یہاں مقرر ہے سو پائے گا۔ شرک کی دو قسمیں پر لے درجے کا شرک اور در لے درجے کا شرک گڑھنا اور در لے درجے کے سزا کا بھی ضروری ہونا اللہ تعالیٰ کی مرضی سے بھی اس کی معافی کا ممکن نہ ہونا، مولوی اسماعیل کی من گڑھت اور عقائد ضرور اہل سنت کے خلاف ہے۔ اور باقی جو گناہ ہیں، ان کی جو کچھ سزائیں اللہ کے یہاں مقرر ہیں سوال اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دے چاہے معاف کرے (معاذ اللہ، اس سے معلوم ہوا کہ شرک کی سزائیں اللہ تعالیٰ کی مرضی پر نہیں وہ شائد کسی اور کی مرضی پر ہیں کتنا بڑا ذہل شرک ہے) اور بھی معلوم ہوا کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں اس کی مثال ہے کہ بادشاہ کی تقصیریں اس کی رعیت کے لوگ جتنی کریں جیسے چوری، قزاقی، چوکی پہرے کی وقت سو جانا، دربار کے وقت کونا ل جانا، لڑائی کے میدان سے ٹل جانا، سرکار کے پیسے پہنچانے میں قصور کرنا، علیٰ ہذا القیاس ان سب کی سزائیں بادشاہ کے یہاں مقرر ہیں۔ مگر چاہے تو پکڑے اور چاہے تو معاف کر دے اور ایک تقصیریں اس ڈھب کی ہیں کہ جن میں بغاوت نکلتی ہے جیسے کسی امیر کو یا وزیر چوہدری قانون گو کو، یا چوہڑے چمار کو بادشاہ بنا دے یا اس کے واسطے تاج و تخت تیار کرے یا اس کے تئیں ظل سبحانی بولے یا اس تئیں بادشاہ کا سا بھرا کرے یا اسکے لئے ایک دن جشن کا ٹھہرائے اور بادشاہ کی طرح نذر دے

یہ سب تفصیروں سے بڑی ہے اس کی سزا مقرر اس کو پہنچتی ہے اور جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دے اس کی بادشاہت میں قصور ہے۔ چنانچہ عقلمند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں سو اس مالک الملک شہنشاہ غیور سے ڈرنا چاہئے کہ پرلے سرے کا زور رکھتا ہے۔ اور ویسی ہی غیرت سو وہ مشرکوں سے کیونکر غفلت کریگا اور کس طرح ان کو سزا دیگا۔ (معاذ اللہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اور گناہوں کی سزاؤں میں غفلت ممکن ہے یہ ہے مولوی اسماعیل صاحب کے قلب میں اللہ تعالیٰ جل و علا کی قدر و منزلت) اللہ سب مسلمانوں پر رحم کرے اور ان کو شرک کی آفتوں سے بچائے آمین۔

(مسلمان بجز اللہ شرک کے معنی خوب جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کس طرح بادشاہ حقیقی اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو بادشاہ حقیقی بنانا اور اسے معبود جان کر یہ سب کام کرنا شرک ہیں اسی طرح اس بادشاہ حقیقی کے وزیر اعظم نائب مطلق سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم نائب مطلق نہ ماننا ان کی تعظیم و توقیر نہ کرنا کفر ہے اور پھر جو اختیار اس بادشاہ حقیقی نے اپنے نائب مطلق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں ان کو نہ ماننا پرلے درجہ کا کفر ہے پھر اگر کوئی اس وزیر کو اپنے برابر کا سمجھے یہ اس سے بھی ورلے درجہ کا کفر ہے۔)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ... وَادْفَعُوا لِقَمَانِ
لَا بُدَّ لَهُ وَهُوَ بِعِظَةِ يَنْبَغِي لَا تُشْرِكْ
بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ
(پ ۲۱ سورۃ لقمان آیت ۱۳)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور نصیحت کرتا تھا اس کو اے بیٹے میرے امت شریک بنا اللہ کا بے شک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے۔

ف: یعنی اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو انہوں نے اس سے بے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا، اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیا، جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے۔ اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی۔ اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ ایسے ہی عقل کی راہ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے اس واسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے (یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب اپنے بڑوں کی بے ادبی کرنے کو بڑے سے بڑا عیب بتا رہے ہیں تو جو اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شان میں بے ادبی کرنا ہر بڑے سے بڑا عیب کیوں نہ ہوگا) سو اللہ تعالیٰ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اس کی بے ادبی ہے (شاگرد ایک سوال کرتا ہے)

شاگرد: مولوی اسماعیل صاحب کی یہ عبارت کیسی ہے جو ابھی پڑھی گئی کہ (اور یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے) اس میں تو انبیاء علیہم السلام اور سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں درپردہ نہیں بلکہ کھلم کھلا بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی نظر آتی ہے کیونکہ ہم سب چھوٹی مخلوق ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی بڑی مخلوق ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑی مخلوق کہ اللہ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضور ہی کا ہے، خالق تو سب کا اللہ ہی ہے تو کیا معاذ اللہ تمام انبیاء علیہم السلام

اللہ کی شان کے آگے چہرے سے زیادہ ذلیل ہیں اس ناپاک عبارت پر اتنا زور دیا گیا ہے۔ کہ اس کا یقین جان لینا چاہئے تو کیا معاذ اللہ ایسی ناپاک بات ماننے کے قابل ہو سکتی ہے؟

استاد : یہ عبارت بالکل کلام پاک کے خلاف ہے کوئی ایمان والا اس کے ماننے کیلئے تیار نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ منافقون میں فرماتا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ
وَلِلْكَافِرِ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ
(پ ۲۸ سورۃ المنافقون آیت ۸)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عزت خاص اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے مگر اللہ خود فرماتا ہے کہ رسول کیلئے بھی عزت ہے اور مسلمانوں کیلئے بھی مگر جو منافق ہیں یعنی زبان سے کلمہ پڑھتے اور دل میں اللہ و رسول کی طرف سے عداوت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ نہیں جانتے، اللہ جل جلالہ شہنشاہ ہے اس کے یہاں تاجوں کی کمی نہیں، سب بادشاہوں کے بادشاہ کو شہنشاہ کہتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام بادشاہ ہیں، ان کے سردار محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شہنشاہ رب العزت جل جلالہ ہے اس نے عزت کا تاج خود اپنے محبوب کے سر مبارک پر سجایا، شفاعت کا تاج سجایا۔ مالکیت کا تاج سجایا اور وہ دیا جو نہ کسی کی سمجھ میں آیا ہے نہ آئے۔

فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ
پھر وحی کی اپنے بندے کو جو وحی کی۔
بھلا جس راز کو نہ بتایا جائے نہ بتائے کسی کی سمجھ میں آئے۔

(عبارت تقویۃ الایمان) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ
اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا كُنَّا فَاعْبُدْ وَنِ (سورۃ انبیاء) ترجمہ فرمایا اللہ نے! اور نہیں بھیجا

ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر کہ اس کو یہی حکم بھیجا کہ بیشک بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے، سو بندگی کرو میری۔

یہ لفظی ترجمہ نہیں ہے، لفظی اور صحیح ترجمہ یہ ہے۔ ”اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہ بھیجی ہو، کہ میرے سوا کوئی معبود (ہونے کے لائق) نہیں پس میری ہی عبادت کیا کرو“

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو حکم بھی دیا گیا کہ بت پرستوں سے فرمادیں کہ قابل پرستش کے ایک اللہ وحدہ لا شریک ہے۔ اس کی عبادت کیا کرو مگر مولوی اسماعیل اپنی طرف سے یوں ناکدہ گڑھتے ہیں۔ (ف) یعنی جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شرعوں میں ہے سو یہی راہ نجات ہے۔

اصلاح : دیکھو مولوی اسماعیل بالکل قرآن وحدیث کے خلاف کیا سبق پڑھا رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کو مانے اور اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے اور مشکوٰۃ شریف ص ۱۱ میں یوں لکھا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایمان کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ
وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ
بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ۔

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو مانے، اس کے ملائک کو مانے اس کی کتابوں کو مانے، اس کے رسولوں کو مانے، روز آخر یعنی قیامت کو مانے اور برے بھلے کو تقدیر سے مانے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسولوں کا ماننا تو ممکن ہونے کیلئے ضروری ہے جو نہ ماننے مومن نہیں۔ لہذا اگر کوئی کلمہ گورسواں کو نہ مانے تو کافر ہو جائے گا اگر مانے تو تقویۃ الایمان کے فتوے سے مشرک ہو جاتا ہے۔

مسلمانو! ایمان سے کہنا کہ تقویۃ الایمان کی عبارتیں کس درجہ قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ تعجب ہے ان مدعیان اسلام پر کہ اس کتاب کو اپنا دین و ایمان سمجھ رکھا ہے اور اس کے مصنف کو اپنا امام و پیشوا، کہ اگر حدیث کی نہ مانے تو کافر اور تقویۃ الایمان پر عمل نہ کرے تو مشرک کوئی صورت نجات کی نہ رہی۔ ایسے ناپاک عقیدے کو کہ خدا کو مانے اس کے سوا کسی کو نہ مانے نجات کی راہ بتائی جا رہی ہے۔ ابلیس کا یہی عقیدہ تھا پھر دیکھا کیا حشر ہوا، اب مولوی اسماعیل کی سنیے کہتے ہیں۔

اس کے سوا سب راہیں غلط ہیں۔ وَأَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا أَغْنِي الشِّرْكَاءَ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْنَاهُ وَشِرْكُهُ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيٌّ۔ مشکوٰۃ کے باب الریاء میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہ کہ میں بڑا ہے پرواہ ہوں سا جھوٹوں میں سا جھے سے، جو کوئی کرے کچھ کام کہ سا جھی کر دے اس میں میرے ساتھ اور کسی کو سو چھوڑ دیتا ہوں اس کو اور اس کے سا جھے کو، اور میں اس سے بیزار ہوں۔

اصلاح: یہ حدیث ریا کے بارے میں ہے جس کیلئے اس دوسری حدیث میں ارشاد ہو چکا ہے۔ الریاء شرک خفی۔ ریا کاری چھپا شرک ہے۔ مثلاً ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ نماز اللہ کی عبادت ہے۔۔۔۔۔ مگر

پڑھنے والے کی نیت یہ ہے کہ لوگ میری عزت کریں، مجھے نیک سمجھیں، مجھے بڑا اور بزرگ سمجھیں کہ یہ اللہ کا بڑا عبادت گزار بندہ ہے، ایسی عبادت کو حضور فرماتے ہیں کہ یہ چھپا ہوا شرک ہے ایسی عبادت اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔

(ف) یعنی جس طرح لوگ اپنی مشترکہ چیزیں آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، سو میں یوں نہیں کرتا میں بے پرواہ ہوں بلکہ جو کوئی کام (عبادت وغیرہ) کرے اور غیر کو بھی اس میں شریک کر دے (جیسا کہ حدیث میں ریا کے بارے میں فرمایا گیا، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) سو میں اپنا حصہ بھی نہیں لیتا (یعنی ریا کاری کا کوئی کام قبول نہیں فرماتا ہے) بلکہ ساری کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص ایک کام کرے اللہ کی واسطے پھر وہی کام کرے اور کسی کے واسطے (یعنی عبادت خالص اللہ کیلئے نہ کرے بلکہ ریا اور ناموری کیلئے کرے) اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرک جو عبادت اللہ کی کرے وہ بھی اللہ کے یہاں مقبول نہیں، بلکہ اس سے بیزار ہوتا ہے۔

احمد نے ذکر کیا کہ ابی کعب نے اس آیت کی تفسیر میں از اخذ ربک من بنی آدم الخ فرمایا کہ اللہ نے اولاد آدم علیہ السلام کی اسٹھی کی اور ان کی مثلین لگائیں پھر ان کی صورت بنائی پھر ان کو بولنے کی طاقت دی، سو وہ بولنے لگے پھر ان سے قول و عہد لیا اور ان کی جان پران سے اقرار کروایا کہ میں نہیں

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي بَنِي كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي تَفْسِيرِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ قَالُ جَمْعُهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَزْوَاجًا لَمْ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْقَهُمْ فَتَكَلَّمُوا ثُمَّ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ

فَاَشْهَدُ هُمْ عَلَى اَنْفُسِهِمُ الْكُفْرَ
بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ قَالِ يَا نَبِيَّ اشْهَدْ
عَلَيْكُمْ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَيْنِ
السَّمْعَ وَاشْهَدْ عَلٰیكُمْ اَبَاكُمْ
آدَمُ شَهِدْنَا اَنْ تَقُولُوْا يَوْمَ
الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا هٰذَا غٰفِلُوْنَ لَمْ
نَعْلَمْ بِهٰذَا اِعْلَمُوْا اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ غَيْرِیْ
وَلَا تُشْرِكُوْا بِیْ شَيْءًا مِّنْ رَّبِّکُمْ
اَلَيْسَ لَکُمْ رُسُلٌ یَّذْکُرُوْکُمْ عَهْدِیْ
وَمِنْ قَبْلِیْ وَاَنْزِلْ عَلٰیکُمْ کِتٰبِیْ
قَالُوا اشْهَدْ نَا بِاَنِّکَ رَبُّنَا وَالْهٰنَا لَا
رَبَّ لَنَا غَيْرُکَ وَلَا اِلٰهَ لَنَا
غَيْرُکَ ۚ (مشکوٰۃ باب الایمان
بالتقدیر)

نہیں ہوں رب تمہارا، بولے کیوں
نہیں فرمایا سو میں گواہ کرتا ہوں تم پر
آسمانوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں
کو اور تمہارے باپ آدم کو اس
واسطے کہ کہیں کہنے لگو، قیامت کے
دن ہم نہ جانتے تھے سو جان رکھو کہ
بیشک بات یوں ہے کہ نہیں کوئی حاکم
سوائے میرے اور مت شریک ٹھہراؤ
میرا کوئی، بیشک میں اب بھیجوں گا
طرف تمہارے رسول اپنے کہ یاد
دلائیں گے تم کو قول و قرار میرا اور
اتاروں گا تم پر کتابیں اپنی، بولے
اقرار کیا ہم نے کہ بیشک تو مالک
ہمارا ہے اور حاکم ہمارا نہیں کوئی
مالک ہمارا تیرے سوائے اور نہیں
کوئی حاکم ہمارا تیرے سوا۔

ف : یعنی اللہ صاحب نے سورۃ اعراف میں فرمایا ہے۔ جب نکالی آدم کی پشت
سے ان کی اولاد اور اقرار کروایا ان سے ان کی جانوں پر کہ کیا میں نہیں ہوں رب
تمہارا بولے کیوں نہیں، قبول کیا ہم نے اپنے ذمہ پر یہ ہم نے اس لئے کیا کہ
کہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ بیشک ہم اس بات سے غافل تھے یا کہنے لگو کہ

شرک تو کیا تھا ہمارے باپ داداؤں نے پہلے سے اور ہم تھے پیچھے ان کے، سو کیا
برباد کرتا ہے تو ہم کو ان جوئوں کے کام کے بدلے۔ یہ ترجمہ کلام اللہ کی آیت کا ہے
سو اس کی تفسیر میں ابن ابی کعب نے فرمایا کہ اللہ صاحب نے ساری اولاد آدم کی
اکٹھی کی ایک جگہ اور ان کی جدا جدا مثالیں لگائیں۔ جیسے پیغمبروں کی جدا جدا مثل اور
اولیاء کی جدا مثل اور شہیدوں کی اور نیک بندوں کی جدا مثل اور حکم برداروں کی جدا
مثل اور بدکاروں کی جدا مثل اور اسی طرح کافروں کی جدا مثالیں لگائیں جیسے یہود
و نصاریٰ اور مجوس و ہندو علیٰ ہذا القیاس پھر ان سب کی صورتیں بنا لیں یعنی ہر کسی کی
صورت جیسی دنیا میں بنائی منظور تھی ویسی ہی وہاں ظاہر کی کسی کو خوبصورت، کسی کو
بد صورت، کسی کو سادہ، کسی کو گونا گونا، کسی کو انا، علیٰ ہذا القیاس پھر ان کو
بولنے کی طاقت دی پھر ان سے اللہ صاحب نے فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں
ہوں تو سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے پھر ان سب سے قول و قرار لیا کہ
میرے سوا کسی کو (معبود) نہ جانو اور کسی کو میرے سوا (قابل پرستش) کے نہ مانو۔
سو ان سب نے ان سب باتوں کا قول و قرار کیا اور اللہ صاحب نے اس بات پر
آسمان زمین و آدم علیہ السلام کو گواہ کیا اور فرمایا کہ اس قول و قرار کے یاد دلانے کو
پیغمبر آئیں گے۔ اور کتابیں لائیں گے، سو ہر کسی نے جدا جدا اللہ کی توحید کا اقرار کیا
اور شرک کا انکار کیا سو شرک کی بات میں ایک دوسرے کی سند نہ پکڑنی چاہئے، نہ پیر
کی نہ استاد کی، نہ باپ داداؤں کی، نہ کسی بادشاہ کی، نہ کسی مولوی کی، نہ کسی بزرگ
کی (وہ بزرگ اور پیر ہی کب ہو گا جو شرک کی تعلیم کرے) اور جو کوئی خیال کرے
کہ ہم دنیا میں اس بات کو بھول گئے پھر بھولی بات کی کیا سند ہے، سو یہ خیال غلط
ہے اس واسطے کہ بہت سی باتیں آدمی کو آپ یاد نہیں ہوتیں، پھر معتبر لوگوں کے

کہنے سے یقین کرتا ہے۔ جیسے کسی کو اپنی ماں کے پیٹ سے اپنا پیدا ہونا یاد نہیں ہوتا پھر لوگوں سے سکر ہی یقین کرتا ہے اور اپنی ماں ہی کو ماں سمجھتا ہے اور کسی کو ماں نہیں بتا سکتا پھر اگر کوئی اپنی ماں کا حق ادا نہ کرے اور کسی کو ماں بنا دے تو اس کو سب لوگ برا کہیں گے اور اب جو وہ جواب دے کہ مجھے تو اپنا پیدا ہونا یاد نہیں کہ میں اس کو اپنی ماں جانوں تو سب لوگ اس کو احمق کہیں گے اور بڑا بے ادب، تو جب عوام الناس کے کہنے سے آدمی کو بہت سی باتوں کا یقین آ جاتا ہے۔ تو پھر پیغمبروں کی تو بڑی شان ہے۔ ان کے خبر دینے سے کیونکر نہ یقین آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل تو حید کا حکم اور شرک کا منع اللہ صاحب نے ہر کسی سے عالم ارداح میں کہہ دیا ہے اور سارے پیغمبر اسی کی تائید میں آئے ہیں۔



پانچواں سبق

توحید کے بارے میں عہد و بیان تم نے سنا اب رسالت کے بارے میں بھی عہد و بیان سنا ضروری ہے۔

جو حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں انبیاء علیہم السلام سے روز میثاق لیا گیا ہے۔

پیارے شاگردو! جس طرح شرک سے بچ کر توحید کا ماننا ضروری ہے اسی طرح رسالت کا ماننا بھی فرض ہے۔ توحید کے خلاف کا نام شرک ہے اور رسالت کے خلاف کا نام کفر ہے۔ خالی توحید کا تو انیس بھی قاتل تھا مگر کس کام آئی۔ لہذا غور سے سنو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَّا
أَنبَأْتِكُمْ مِمَّنْ يَكُفُّ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا
مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ
أَن أَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ
أَصْرِي قَالَ أَوْ اقْرَأْ مَا نُنَزِّلُ
فَأَشْهَدُوا أَوْ إِنَّا مَعَكُمْ مِمَّنْ
الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ
ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْفَاسِقُونَ ۝ (پ ۳ سورۃ آل عمران
آیت ۸۱، ۸۲)

اور یاد کر اے محبوب جب خدا نے عہد لیا
پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب و حکمت
دوں پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق
فرماتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے، تو تم
ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور
اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا
اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب انبیاء نے
عرض کی کہ ہم ایمان لائے فرمایا ایک
دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے
ساتھ گواہوں سے ہوں اب جو اس اقرار
کے بعد پھر کافراں میں ٹھہرے گا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے فرمایا کہ یاد کر اے محبوب جب تیرے رب نے تمام پیغمبروں سے حیرت نبوت اور رسالت کے بارے میں عہد لیا کہ میں تم کو کتاب و حکمت دوں پھر اس کتاب و حکمت کی تصدیق فرماتا ہوا ہمارا رسول آئے تو تم اس کی تصدیق کرنا اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کہ تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ بھی لیا تو تمام رسولوں اور پیغمبروں نے جواب میں عرض کی کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان سب سے فرمایا کہ تم سب ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ اب جو اس قول و قرار کے بعد پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔

مسلمان! اس آیت کریمہ کے مضمون کو ایمانی نگاہوں سے دیکھیں کہ بارگاہ الہی میں تمہارے پیارے رسول سب نبیوں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا شان ہے۔ پہلی بات دیکھنے کی یہ ہے کہ سب انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ ان حضرات سے حکم الہی کا خلاف ہرگز ممکن نہیں یہی کافی تھا کہ انہیں حکم فرمادیا جاتا کہ جب وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اتنے پر بس نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا، اقرار لرایا اور تو حید کے اقرار کے بعد دوسرا عہد و پیمان تھا جسے کلمہ طیبہ میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ ساتھ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ ہے کہ ظاہر ہو تمام مخلوق پر پہلا فرض اللہ کی ربوبیت کا اور پھر اس کے برابر رسالت محمد یہ پر ایمان لانا ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ دوسرے اس عہد و پیمان سے مؤکد فرمایا "لَسُوْا مِنْ بِيْهِ وَكَتَبُوْا لَهُ" جس طرح لو ابوں سے بادشاہوں کی بیعت پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ تیسرے اس کی خوبیاں وہی خوب جانتے ہیں جن کو عربی سے پوری پوری واقفیت ہے کہ یہاں نون تاکید کا ہے یعنی ضرور مدد کرنا اور

اس پر ایمان لانا۔ چوتھے نون تاکید کا اور وہ بھی ثقیلہ لا کر ثقل تاکید کو اور دو بالا فرمایا، یعنی ضرور ضرور اس رسول پر ایمان لانا، اور اس کی مدد کرنا پانچواں یہ کمال اہتمام تو دیکھو حضرات انبیاء علیہم السلام ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی اللہ تعالیٰ تقدیم فرما کر پوچھتا ہے "اَفَرُوْا نَعْمَ" کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو؟ یعنی بہت ہی جلد جواب لینا ہے کہ تم میرے محبوب پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا اقرار کرو تو میں تم کو نبوت اور کتاب و حکمت دوں۔ چھٹے اتنے پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا "وَ اَخَذْتُكُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اٰمِرًا" یعنی خالی اقرار نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ بھی لو۔ ساتویں "علیہ" یا "علیٰ ہذا" کی جگہ "علیٰ ذٰلِكُمْ" فرمایا کہ یہ اشارہ اہل نظر کے نزدیک بڑی عظمت و شان پر دلالت کرتا ہے۔ آٹھویں اور ترقی ہوئی۔ "فَاَشْهَدُوْا"۔ یعنی انبیاء علیہم السلام نے جب حضور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا وعدہ کیا تو فرمایا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مگر جانا ان پاک ہستیوں سے ممکن نہ تھا۔ نویں کمال عظمت محبوب کی ظاہر فرماتا ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ ہوئی بلکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "وَ اَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ" میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ دسویں سب سے زیادہ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اس قدر تاکیدوں کے بعد باوجودیکہ انبیاء علیہم السلام کو عصمت عطا فرمائی یہ سخت شدید تاکید فرمائی گئی یعنی ڈرایا گیا، خوف دلایا گیا کہ "فَمَنْ قَوْلِيْ يَغْدُ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ"۔ اب جو اس قرار سے پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔ مسلمانو! دیکھو اللہ تعالیٰ جل و علا نے اپنی ربوبیت اور مہبود ہونے کا تمام روحوں سے عالم ارواح میں اقرار لرایا اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کا اقرار جماعت انبیاء علیہم السلام سے لیا۔

اپنی ربوبیت اور معبود برحق ہونے کے اقرار کا آدم علیہ السلام کو اور زمین و آسمان کے چودہ طبق کو گواہ کیا اور محبوب کی رسالت پر ایمان لانے کے عہد و پیمان کا گواہ آدم علیہ السلام سے لیکر نبی علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام کو کیا اور خود رب العزت بھی ان کے ساتھ اس عہد و اقرار کا گواہ ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام لوگوں کو شرک سے بچنے اور توحید کا اقرار لینے کا حقیقی مشاء ہی یہ تھا کہ آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کو انبیاء علیہم السلام کی طرف مائل کیا جائے اور جب انبیاء علیہم السلام کے یاد دلانے سے ان کی تو میں شرک سے تائب ہو کر دامن توحید میں آئیں تو اس وقت انبیاء علیہم السلام میرے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت اور صفات ان کو سنائیں اور بتائیں کہ یہ وہ اللہ کے پیارے رسول ہیں جن پر ایمان لانے کا اور ان کی پیروی اور مدد کرنے کا ہم سے عہد و پیمان لیا گیا ہے تم لوگ جب نبی آخر الزمان کا زمانہ پاؤ تو ان پر ایمان لانا اگر اس عہد و پیمان کو اور اس آیہ کریمہ کے مضمون کو ایمانی نگاہوں سے دیکھو گے تو تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش کا سبب ہی پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے کہ اگر یہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔ حاتم و تہنی و طہرانی ابو نعیم ابن عساکر، امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَمَّا افْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ قَالَ رَبِّ
اَسْئَلُكَ وَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا
عَفَرْتُ لِيْ قَالَ وَكَيْفَ عَفَرْتُ
یعنی آدم علیہ السلام نے اپنے رب
سے عرض کی اے رب میرے صدق
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میری مغفرت

قَالَ اِذَا خَلَقْتَنِيْ بِسَدِّكَ
وَتَصَخَّتْ فِيْ مِنْ دُوْ حِكْ
فَرَفَعْتَ رَاسِيْ فَرَأَيْتُ عَلٰى
قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تَصِفْ اِلٰى
اَسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ
اِلَيْكَ قَالَ صَدَقْتَ يَا آدَمُ وَلَوْ لَا
مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ (وَفِيْ رَوَايَةٍ
عِنْدَ الْحَاكِمِ) فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
صَدَقْتَ يَا آدَمُ اِنَّهُ لَا حَبَّ الْخَلْقِ
اِلٰى مَا اِذَا سَأَلْتَنِيْ بِحَقِّهِ فَقَدْ
عَفَرْتُ لَكَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا
عَفَرْتُ لَكَ وَمَا خَلَقْتُكَ۔

فرما رب العالمین نے فرمایا تو نے
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیونکر پہچانا
عرض کی جب تو نے مجھے اپنے دست
قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح
ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش اعظم
کے پایوں پر لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ لکھا پایا میں نے
جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا
نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے
زیادہ پیارا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
اے آدم تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے
تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اب
کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے
مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا
ہوں اور اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نہ ہوتا تو میں تیری مغفرت نہ کرتا نہ
تجھے بناتا۔

﴿تہنی و طہرانی کی روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرض کی۔﴾

رَأَيْتُ فِيْ كُلِّ مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ
مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
میں نے جنت میں ہر جگہ لا الہ الا
اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا

رَسُوْلُ اللّٰهِ فَعِلِمْتُ اَنَّهُ اَكْرَمُ
خَلْقِكَ عَلَيَّكَ -
تو جانا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق
سے زیادہ عزت والا ہے۔

﴿﴾ آجری کی روایت میں ہے۔

فَعِلِمْتُ اَنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ اَعْظَمُ
قَدْرًا عِنْدَكَ مِمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَهُ
مَعَ اسْمِكَ -
مجھے یقین ہو کہ کسی کا رتبہ تیرے
نزدیک اس سے بڑا نہیں جس کا نام تو
نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے۔

﴿﴾ حاکم باقائدہ شیخ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی عِیْسٰی اَنْ
اَمِّنْ بِمُحَمَّدٍ وَاَمْرٌ مِّنْ اَدْرَكَكَ مِنْ
اُمَّتِكَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِهٖ فُلُوْا
مُحَمَّدًا مَا خَلَقْتَ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّةَ
وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتَ الْعَرْشَ
عَلٰی الْمَآءِ فَاَضْطَرَبَ فَكَتَبْتَ
عَلَيْهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَسَكَنَ -
اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی
بھیجی اے عیسیٰ ایمان لا محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم پر اور تیری امت سے جو لوگ اس
کا زمانہ پا کین انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان
لا کیں کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ
ہوتے تو میں آدم کو نہ پیدا کرتا نہ جنت کو نہ
دوزخ کو نہ تاجب میں نے عرش کو پانی پر
بنایا اسے جنبش دی میں نے اس پر لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھ دیا ٹھہر گیا

دنیا اور اہل دنیا کو صرف حضور کی عزت و شان دکھانے کیلئے پیدا
فرمایا گیا اگر حضور نہ ہوتے تو دنیا ہی نہ ہوتی

ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا

عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کو روح القدس سے بنایا ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل فرمایا، آدم علیہ
السلام کو برگزیدہ کیا۔ حضور کو کیا فضل دیا فوراً جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل
ہوئے اور عرض کی حضور کا

رب عز وجل ارشاد فرماتا ہے

اِنْ كُنْتُ اِتَّخَذْتُ اِبْرٰهِيْمَ
خَلِيْلًا فَقَدْ اِتَّخَذْتُكَ حَيِّيًا
وَ اِنْ كُنْتُ كَلَمْتُ مُوسٰى فِى
الْاَرْضِ ضِ تَكْلِیْمًا فَقَدْ كَلَمْتُكَ
فِى السَّمٰوٰتِ وَ اِنْ كُنْتُ خَلَقْتُ
عِیْسٰی مِنْ رُّوْحِ الْقُدُسِ فَقَدْ
خَلَقْتُ اسْمُكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ
اَخْلُقَ الْخَلْقَ بِالْفِئِیْ سَنَةً وَلَقَدْ
وَكَّلْتُ فِى السَّمٰوٰتِ مَوْطِنًا لِّمِ
یَطَآهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ لَا یَطَآهُ اَحَدٌ
بَعْدَكَ وَ اِنْ كُنْتُ اضْطَفَيْتُ
اٰدَمَ فَقَدْ خَتَمْتُ بِكَ الْاَنْبِیَاءَ
وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَكْرَمُ عَلٰی
مِنْكَ (وَسَاقِ الْحَدِیْثِ اِلٰی
اِنْ قَالَ) ظِلَّ عَرْشِیْ فِی الْقَبْرِ
عَلَيْكَ مَمْدُوْدٌ تَاجُ الْحَمْدِ
اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا، تمہیں
حبیب کیا اور موسیٰ سے زمین میں کلام
فرمایا تم سے آسمان میں کلام فرمایا اور
اگر عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا تو تمہارا
نام آفرینش خلق سے دو ہزار برس پہلے
پیدا کیا اور بیشک تمہارے قدم آسمان
میں وہاں پہنچے جہاں نہ تم سے پہلے کوئی
گیا نہ تمہارے بعد کسی کی رسائی اور اگر
میں نے آدم کو برگزیدہ کیا تمہیں ختم
الانبیاء ٹھہرایا اور تم سے زیادہ عزت
و کرامت والا کسی کو نہ بنایا۔ قیامت
میں میرے عرش کا سایہ تم پر گسترہ حمد کا
تاج تمہارے سر پر آراستہ تمہارا نام
میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں
میری یاد نہ ہو جب تک تم میرے ساتھ
یا نہ کئے جاؤ اور بیشک میں نے دنیا اور

عَلَى رَأْسِكَ مَعْفُودٌ وَقُرْنٌ
اسْمُكَ مَعَ اسْمِي فَلَا أَذْكَرُ فِي
مَوْصِعٍ حَتَّى تَذْكُرَ مَعِيَ وَلَقَدْ
الْدُّنْيَا وَآهْلِهَا لَا عَرْفَهُمْ
كَرَّ أَمْتُكَ وَمَنْزِلُكَ عِنْدِي
وَلَوْ لَا كَتَّ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا -

دیلی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

أَنَا نَبِيُّ جِبْرِيلَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ
يَقُولُ لَوْ لَا كَتَّ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ
وَلَوْ لَا كَتَّ مَا خَلَقْتُ النَّارَ -

میرے پاس جبریل نے حاضر ہو کر
عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ
ہوتے میں جنت کو نہ بناتا اور اگر تم نہ
ہوتے میں دوزخ کو نہ بناتا، یعنی آدم
و عالم سب تمہارے طفلی ہیں تم نہ
ہوتے تو فرمانبردار گنہگار کوئی نہ ہوتا۔
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ان احادیث کا خلاصہ : یہ ہے کہ آدم علیہ السلام گندم کھا کر جب جنت سے
باہر لائے گئے تو تین سو برس تک ریزاری کرتے رہے اور اللہ سے مغفرت طلب
کرتے رہے مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا جب انہوں نے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا وسیلہ پیش کیا تو اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا اور پوچھا کہ اے
آدم تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا، عرض کی کہ جب میری آنکھ کھلی تو

عرش کے پایوں پر تیرے نام کے ساتھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لکھا دیکھا اس
سے میں نے جان لیا کہ یہی تیری بارگاہ میں سب سے زیادہ پیارے ہیں، اللہ تعالیٰ
نے فرمایا سچ ہے، بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ساری مخلوق میں سب سے
زیادہ پیارے ہیں اب جبکہ تم نے میرے محبوب کے وسیلے سے مغفرت چاہی تو میں
مغفرت کرتا ہوں اور اے آدم تم کو اور تمہاری اولاد کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ
میرے حبیب کا مرتبہ پہچانیں کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا
تو اے آدم میں تم کو پیدا نہ کرتا، غور کرو کہ آدم علیہ السلام پیدا نہ ہوتے تو ان کی اولاد
بھی نہ ہوتی۔ اس سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ حضور ہی کی شان و عزت
دکھانے کیلئے آدم علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد کو اللہ نے پیدا فرمایا اس حدیث
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آدم علیہ السلام کی دعا بغیر وسیلے کے قبول نہ ہوئی تو
ہماری دعائیں حضور کے وسیلے کے بغیر کیسے قبول ہوں گی۔ آدم علیہ السلام کے اس
واقعہ سے ان کی ساری اولاد کو سبق دینا تھا کہ دیکھو جب کہ ہم نے تمہارے سب
کے باپ آدم علیہ السلام کی بغیر اپنے حبیب کے وسیلے کے کوئی بات نہ سنی تو تم کس
شمار میں ہو۔

لہذا تم بھی جب کبھی ہم سے کچھ طلب کرو تو ہمارے حبیب کے وسیلے سے طلب
کرنا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کا سبب بھی حضور ہی کی ذات
ہے تو جب آدم علیہ السلام نہ ہوتے تو اولاد کہاں سے ہوتی، جنت، دوزخ کس کیلئے
ہوتے، جزا و سزا کس کے لئے مقرر کی جاتی، زمین و آسمان بھی نہ بنائے جاتے تو ہر
مسلمان کو جان لینا چاہئے کہ زمین و آسمان عرش و کرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ،
چاند و سورج، حور و ملک، جن و بشر، بحر و بر، سنگ و شجر و خشک ہر چیز جو مخلوق اور

مخلوقات کا ایک ایک ذرہ ان سب کی پیدائش کا سبب صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی ذات مبارک ہے جو اس مضمون کو اچھی طرح سمجھ گیا وہ ایمان میں کامل و اکمل ہو گیا اور جو اس سے غافل رہے گا ایمان کی ہوا بھی اس کو نصیب نہیں ہو سکتی مولیٰ تعالیٰ تم سب کو سچا اور کامل مسلمان بننے اور حق کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صدقے میں اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آمین۔

بس اسی نکتہ کو سمجھانے اور بتانے کیلئے ساری کتابیں اسی کے بیان میں اتریں، سو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے (اندازے سے) پیغمبروں کا فرمانا اور ایک سو چار کتاب آسمانی کا علم اسی ایک نکتہ میں ہے کہ تو حید (اور رسالت) خوب درست سمجھئے اور شرک (اور کفر) سے بہت دور بھاگیے نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم (یعنی مجبور) سمجھئے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف (اپنے اختیار سے) کرتا ہے نہ کسی کو اپنا مالک (حقیقی) ٹھہرائے کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگئے اور اپنی حاجت اس کے پاس لے جائے (اس کا مطلب یہ ہی ہے کہ مجبور و برحق جان کر اپنی مرادیں کسی کے پاس نہ لے جائے ورنہ روزانہ کچھری میں درخواستیں پیش کی جاتی ہیں دنیا کے حاکموں سے فریادیں کی جاتی ہیں، حاجتیں طلب کی جاتی ہیں، مدرسوں اور مسجدوں کے بنانے کیلئے ہر ایک کے سامنے جھولیاں پھیلا کر چندہ مانگا جاتا ہے۔ لاکھوں فقیر بھیک مانگنے والے ہر ایک کے دروازے پر جا کر بھیک مانگتے ہیں، بیمار حکیم کے پاس شفاء کی تلاش میں جاتا ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب جائز ہیں) لہذا محمد بن خدا سے بھی اس قسم کی امداد طلب کرنا اور اپنی حاجتیں ان کی بارگاہ میں پیش کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہیں (تفویہ ایمان) (وَ اٰخِرُ حَجٍّ اَحْمَدُ عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا وَارْجُو

قِيَلَتْ وَحُرِفَتْ۔ (ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبل نے نقل کیا کہ فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ شریک ٹھہرا اللہ کا کسی کو، گو مارا جائے اور جلایا جائے تو (اصلاح) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو اگر کوئی شرک میں مبتلا کرنا چاہے اور یہ کہے کہ ہمارے بت کو سجدہ کرو یا اور اس قسم کی بات کرانا چاہے جن کا ذکر ہم شرک کے بیان میں کر آئے ہیں اور ڈرائے کہ اگر ایسا نہ کر دے تو جان سے مارے جاؤ گے۔ یا آگ میں جلانے جاؤ گے تو یہ سب کچھ گوارہ کر لے یعنی جان دیدے، مگر ایمان نہ دے، مگر مولوی اسماعیل کا فائدہ بے فائدہ ملاحظہ ہو (ف) یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ دیکھو مسلمانو! اگر تم نے رسول کو نہ مانا تو بھی ایمان گیا اور انبیاء علیہم السلام جن کا اندازہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے ان میں سے ایک کو بھی نہ مانا تو بھی ایمان رخصت اللہ کی ساری کتابوں میں سے ایک کو بھی نہ مانا تو بھی ایمان کا خاتمہ ہے تو بھلا سوچو تو سہی کہ جتنی باتیں ماننے کی ہیں، ان کو مسلمان کیسے نہ مانے مگر یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان سو یہ تو بالکل شیطان کا سامانا ہوا، آگے لکھتے ہیں۔ اور اس سے نہ ڈر، کہ شاید کوئی جن یا بھوت کچھ ایذا پہنچائے سو جیسا مسلمان کو ظاہر کی بلاؤں پر صبر کرنا چاہئے۔ اور ان سے ڈر کر نہ ماننا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ فی الحقیقت ہر کام اللہ ہی کے اختیار میں ہے مگر وہی کبھی کبھی اپنے بندوں کو چاہتا ہے اور بُروں کے ہاتھ سے بھلوں کو ایذا پہنچاتا ہے تاکہ کچھ اور پکوں میں فرق ہو جائے اور مومن اور منافق جدا جدا معلوم ہوں (یعنی جو منافق ہو گا اس کو جن یا بھوت ستا سکتیں گے اور اللہ جو مومن ہے اسے ہرگز ہرگز جن اور بھوت ستانا تو درکنار ڈر کے مارے پاس بھی نہیں آ سکتے اور مومن کی تعریف تم تمہید ایمان میں پڑھ چکے ہو اسے پھر پڑھو

اور سچے مومن بن جاؤ) سو جیسے ظاہر میں متقیوں کو فاسقوں کے ہاتھ سے اور مسلمانوں کو کافروں کے ہاتھ سے اللہ کے ارادے سے ایذا پہنچ جاتی ہے اور ان کو وہاں صبر ہی کرنا پڑتا ہے اور دین بگاڑنا نہیں پہنچتا۔ اسی طرح کبھی کبھی نیک آدمی کو جن اور شیاطین کے ہاتھوں سے اللہ کے ارادے سے ایذا پہنچ جاتی ہے سو اس پر صبر ہی کرنا چاہئے اور ان کو ہرگز نہ ماننا چاہئے (یہ بات بالکل غلط ہے کہ نیک آدمی کو جن اور شیطان کے ہاتھ سے ایذا پہنچتی ہے بلکہ وہ لوگ جو غلطہ بھی صحیح طور پر پڑھنا نہیں جانتے نہ نماز یا نہ غسل کرنے کا طریقہ یاد ہو وقت نجس اور ناپاک رہتے ہیں ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کو جن اور شیطان ستاتے ہوں ورنہ نیک مسلمان سے اور جن اور شیطان سے کیا واسطہ اور وہ انہیں کیوں مانتے لگا) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص (مشرک) شرک سے بیزار ہو کر اوروں (یعنی جھوٹے معبودوں) کو ماننا چھوڑ دے اور ان کی نذر و نیاز مانتے کو (جیسے کہ مشرک لوگ اپنے بتوں پر چڑھاوے چڑھاتے تھے) بدراجانے اور غلط رسموں کو اٹھانے لگے اور اس میں اس کو کچھ نقصان مال یا اولاد کا جان کا پہنچ جائے یا شیطان کسی پیر و شہید کا نام لیکر ایذا دینے لگے تو اس پر صبر کرے اور اپنی بات پر قائم رہے اور یہ سمجھیں کہ اللہ میرا دین چاہتا ہے اور جیسے اللہ صاحب ظالم آدمیوں کو ذلیل دیکر پکڑتا ہے اور مظلوموں کو ان کے ہاتھ سے چھڑاتا ہے اسی طرح ظالم جنوں کو سبھی اپنے وقت پر پکڑے گا، اور نیک آدمیوں کو ان کی ایذا سے بچائے گا (مگر جن کو جن اور شیطان کو شیطان تو آپ خود بھی مان رہے ہیں اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اللہ نے انہیں ایذا دینے کی قدرت دی ہے پھر اگر کوئی محبوبان خدا انبیاء و اولیاء وغیرہ کیلئے یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ ہی نے انہیں یہ قدرتیں دی ہیں کہ وہ ہر جگہ مدد کرتے ہیں اور اللہ کی عطا

سے عالم میں تصرف کرتے ہیں تو جناب کے نزدیک شرک اور جا بجا اسی کتاب میں لکھا ہے کہ خواہ یہ عقیدہ رکھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے حاصل ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے) تو جن اور شیطان میں ایذا اُنیں دینے کی قدرت مان کر مولوی اسماعیل اپنے ہی فتوے سے خود ہی مشرک ہوئے کہ نہیں یا یہ حکم جرنیلی نام مسلمانوں ہی کیلئے ہے معلوم ہوا کہ جب جن اور شیاطین کو اللہ نے ایذا اُنیں دینے کی قدرتیں دیدیں اور اللہ کے ارادے سے لوگوں کو ایذا اُنیں پہنچاتے ہیں تو انبیاء و اولیاء کو کیا کچھ قدرتیں نہ ملیں ہوں گی اور محبوبان خدا اللہ کے ارادے سے عالم میں کیسے کیسے تصرفات کرتے ہو گئے۔

(تقویۃ الایمان) وَ أَخْرَجَ الشَّيْطَانُ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَأْتِي سَوَّلَ اللَّهُ إِلَيْهِ الدَّنْبُ الْكَبِيرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَدْعُو لِلَّهِ نِدَاءً وَهُوَ خَلْقُكَ - مشکوٰۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون سا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا یہ کہ پکارے تو کسی کو اللہ کی طرح کا ٹھہرا کر اور حالانکہ اللہ ہی نے تجھ کو پیدا کیا۔

(ف) یعنی جیسے کہ اللہ کو سمجھتے ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور سب کام اسی کے اختیار میں ہیں، سو ہر مشکل کے وقت یہی سمجھ کر اس کو پکارتے ہیں۔ سو کسی اور کو اس طرح کا سمجھ کر پکارنا نہ چاہئے (ہاں اس طرح سمجھ کر پکارنے میں کوئی حرج نہیں کہ اللہ نے اسے یہ قدرت دی ہے اللہ کی دی ہوئی قدرت سے ہماری مدد کر سکتا ہے ہماری بات سن سکتا ہے یعنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جیسے بت پرست اپنے بتوں کو اللہ ہی کی طرح کا ٹھہرا کر پکارتے تھے، ایسا ٹھہرا کر کسی کو مت پکارو ورنہ اگر بیٹا

باپ سمجھ کر پکارے یا شاگرد استاد کو استاد سمجھ کر پکارے یا مرید اپنے پیر کو پیر سمجھ کر پکارے یا امتی اپنے نبی کو نبی سمجھ کر پکارے تو ہر طرح جائز ہے، اسلئے کہ ان کو اللہ کی طرح ٹھہرا کر نہیں پکارا جاتا (کہ سب سے بڑا گنہگار ہے اول تو یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ حاجت بر لانے کی طاقت ہوئے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو بھلا بت کسی کی حاجت روائی کرے گا جس پر کبھی بیٹھے تو اڑا بھی نہیں سکتا نہ کہ حاضر و ناظر۔۔۔ کہ جس کا پوجنے والا سامنے کھڑا ہو تو اسے بھی نہیں دیکھ سکتا) دوسرے جب ہمارا خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام (اس کا مطلب یہ نہیں کہ بیٹے کو کوئی جوتے مارنے لگے تو وہ باپ کو نہ پکارے یا پولیس سے فریاد نہ کرے بلکہ مطلب یہ ہے) کہ جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا ہو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا (یعنی غلام اگر دوسرے بادشاہ سے علاقہ رکھے گا تو باغی کہلائے گا تو پھر جھوٹے معبودوں کا) اور کسی چوہڑے چمار کا تو ذکر کیا ہے (ہاں خود بادشاہ کی طرف سے جو مقرر رکھے ہوئے ہیں اور جن کو اختیار دے ہوئے ہیں اور جن کی طرف رجوع کرنے اور حاجتیں لیجانے کا بادشاہ نے حکم دیا ہے ان کو چوہڑا چمار بتانے والا، بادشاہ نے ان کو جو اختیار دئیے ہیں ان کا انکار کرنے والا بھی باغی ہے بلکہ ان کو اگر چھوڑ کر عام لوگ بادشاہ کے حضور درخواست بھیج دیتے ہیں تو عام طور سے یہ دیکھا گیا ہے کہ یا تو وہی درخواست اٹھا کر ان مقرر کردہ حاکموں کے پاس بھیج دی جاتی ہے یا فرما دیا جاتا ہے کہ اپنے ضلع کے مجسٹریٹ کو درخواست دو، اسی طرح ہمارے تمہارے شہنشاہ معبود برحق جل جلالہ نے ہمیں تمہیں سب کو حکم دیا۔

وَكُذِّبَتْهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ
جَاؤُكَ فَاَسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ
وَاَسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوِ
جَدُّو اللّٰهُ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ ۵)

اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (تو اے حبیب) تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی چاہے ان کیلئے رسول تو بے شک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

سورۃ النساء آیت ۶۴

یعنی جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا خطائیں کیں، گناہ کئے اگر وہ چاہتے ہیں کہ اللہ ہمارے گناہ بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جاؤ کہ یعنی اے حبیب وہ تیرے پاس آئیں تیرے دربار میں حاضر ہو کر اللہ سے معافی چاہیں اور اے حبیب تو بھی ان کیلئے بخشش چاہے تو اللہ ان کے گناہ بخش دے گا، دیکھو گناہوں کی بخشش کتنی بڑی حاجت ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی حاجت نہیں، اتنی بڑی حاجت کی طلبی کیلئے اللہ نے کعبے میں نہ بلایا، مسجد میں نہ بلایا بلکہ اپنے حبیب کے دربار میں حاضر ہو کر اللہ سے معافی مانگنے کا حکم فرمایا پھر اس پر یہ بھی شرط لگائی کہ تیرے دربار میں آکر بھی اگر کوئی اپنے گناہوں کی معافی مانگے مگر جب تک اے حبیب تو بھی ان کی سفارش نہ کرے معافی نہ ہوگی۔

شاگرد: حضور یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ ایک شخص رہنے والا پورب کا ہے اور حضور کی بارگاہ مغرب میں ہے تو یہ شخص اپنے گناہوں کی معافی کیلئے پورب سے چھٹم کیسے پہنچ سکتا ہے مثلاً غریب ہے موت کا وقت قریب ہے ہر طرح مجبور ہے اور قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ جاؤ کہ یعنی گنہگار تیرے دربار میں آئیں تو یہ شخص اپنے گناہوں کی معافی کیلئے دربار رسول کیونکر پہنچ سکتا ہے۔

استاد: اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ایسا نہیں جو کسی پر دشوار ہو جیسا کہ اس آیت کریمہ میں

فرمایا: "لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" (پارہ ۱۳ البقرہ ۲۸۶) یعنی اللہ تعالیٰ وسعت سے زیادہ کسی کو مکلف نہیں فرماتا یعنی کوئی ایسا حکم دیتا جو امکان سے باہر ہو یا تکلیف دہ ہو اس کا مطلب ظاہر ہے کہ اگر وہاں کی حاضری تمہارے امکان سے باہر ہے تو اپنی جگہ پر دربار رسول کا تصور کر لو اور اپنے کو دربار رسول میں حاضر جانو اور یقین جانو اور یقین رکھو کہ ہم حضور کے دربار میں حاضر ہیں اور حضور ہمیں دیکھ رہے ہیں ہمارے الفاظ کو سن رہے ہیں جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔

﴿طبرانی معجم کبیر میں اور نعیم ابن حماد کی کتاب الفتن میں اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَاللّٰهُ مَا هُوَ كَأَنَّنِ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ۔

بے شک اللہ عزوجل نے میرے سامنے پر وہ دنیا کو اٹھالیا تو میں اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے قیامت تک اس سب کو ایسا دیکھتا ہوں جیسے اپنی اس ہاتھ کی تھیلی کو دیکھتا ہوں دیکھو یہ ارشاد تمہارے پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے کہ دنیا کی ہر چیز میرے سامنے ایسی ہی ہے جیسے کہ میری تھیلی کہ اس کا کوئی حصہ میری نظر سے پوشیدہ نہیں۔

تو اب بات بالکل صاف ہو گئی کہ اللہ نے اتنی بڑی حاجت یعنی طالب مغفرت کیلئے جب اپنے حبیب کا آستانہ بنایا تو اور حاجتیں اس سے پیچھے ہیں کہ ان سب کا

تملق دنیا سے ہے اور یہ حاجتیں ایسی ہیں کہ جس پر بخشش کا دار و مدار ہے اور یہ بھی آفتاب سے زیادہ روشن ہوگا کہ دنیا کی کوئی شے حضور سے پوشیدہ نہیں جیسے کہ ہمارے دلوں میں جو خطرے گزرتے ہیں وہ بھی روشن کیونکہ وہ بھی شے میں داخل ہے اور کتاب کے شروع میں تم نے وہ آیت بھی پڑھی ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّأُمُورِ ۖ هُمْ نَعْلَمُ بِمَا لَمْ يَكُنْ لَكَ لِيَكُلِّ شَيْءٌ (پ ۱۲ سورۃ نحل آیت ۸۹) میں ہر چیز کا روشن ثبوت اور تفصیلی بیان ہے۔

اور حضور اس کے عالم تو ضرور ہیں کہ دلوں کے خطرے، ارادے نیتیں سب حضور پر روشن، لہذا جب کوئی گناہگار امتی اپنے گناہوں کی بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے محبوب کے دربار میں آئے اور حضور کا دربار ہر جگہ ہے کہ عالم میں کوئی ذرہ حضور سے پوشیدہ نہیں اور یہی معنی حاضر و ناظر کے ہیں اور یہ صفت خاص ضرور یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (پ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۵)۔

اے نبی بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ (یعنی حاضر و ناظر) خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

﴿دوسری آیت : وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (پ ۵ سورۃ النساء آیت ۴۱) ہم تمہیں ان سب (لوگوں) پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کی ساری

پڑا، اگر کلمہ پڑھنے والے صرف اسی بات کو سمجھ لیں اور یہی راز ان کی عقل میں آجائے تو سب کچھ ہے یعنی ابلیس کے مردود ہونے کا سبب صرف حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کا انکار ہے تو آجکل جو لوگ رسول پاک کی تعظیم سے جلتے ہیں وہ تو مردودیت اور کفر میں ابلیس سے بھی درجوں بڑھ گئے ہیں مولیٰ تعالیٰ ایمان دے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید (و رسالت) کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں، جیسے شرک کی شامت (اور رسولوں کی تعظیم کے انکار) سے سب اچھے کام ناکارے ہو جاتے ہیں، اور یہی حق ہے اسلئے کہ جب شرک سے آدمی پورا پاک ہوگا کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک (حقیقی) نہ سمجھے اور اس کے سوا کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے اور اسکے دل میں خوب ثابت ہو جائے کہ اس کے تقصیر وار کو اس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں اور اس کے مقابل کسی کا زور نہیں چلتا۔ (مگر یہ کہ مسلمانوں پر افتراء بہتان ہے کوئی گنوار سا گنوار جاہل سا جاہل مسلمان بھی کسی نبی یا ولی کے زور کو اللہ تعالیٰ کے مقابل ہرگز نہیں مانتا لیکن جو زور خود اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے اپنے محبوبوں کو عطا فرمایا ہے جس کو وہ حضرات اسی کے حکم اور اسی کی مرضی کے تحت استعمال فرماتے ہیں اس کا انکار کرنا بھی غلط اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے) اور اس کے رد و رد کسی کی حمایت نہیں چلتی، اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہیں کر سکتا (اللہ نے اپنے رسولوں کو شفاعت کا مالک فرما دیا ہے تو یہ اختیار اللہ ہی کا دیا ہوا ہے کہ وہ اپنے گنہگار امتیوں کی شفاعت کریں گے حمایت کریں گے) سو جب یہ بات خوب اس کے دل میں ثابت ہو جائے پھر جتنے گناہ اس سے ہوں گے سو بشریت کی راہ سے ہوں گے یا بھول چوک کر اور ان گناہوں کا ڈر اس کے دل پر گھرا ہوگا اور ان سے ایسا بیزار ہوگا اور شرمندہ کہ اپنی جان

سے بھی تنگ ہوگا اور بیشک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت آتی ہے (اور اللہ کی رحمت حضور ہی تو ہیں۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ) سو جوں جوں اس سے گناہ ہوں گے اسی کے موافق اس کی یہ حالت بڑھے گی اور جس قدر کہ یہ حالت بڑھے گی اسی قدر اللہ کی رحمت بڑھے گی سو جان لینا چاہئے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کر سکتی فاسق موحّد ہزار درجے بہتر ہے متقی شرک سے، جیسے رعیت تقصیر وار ہزار درجے بہتر ہے باغی خوشامدی سے کہ یہ اپنی تقصیر پر شرمندہ ہے اور وہ اپنے فریب پر مغرور (مگر یاد رکھو کہ اصل توحید کیا چیز ہے حقیقتاً توحید کا ماننا جب ہی کا را آمد ہوگا جب اس کے محبوبوں اور رسولوں کا حق بھی اچھی طرح پہچانے ابلیس کی توحید میں کوئی نقص نہ تھا مگر اس نے اللہ کے محبوب کا حق نہ پہچانا اور محبوب کی تعظیم کا انکار ایسا گناہ قرار پایا کہ ہزاروں برس کی عبادت خاک میں مل گئی اس کی توحید مردود کر دی گئی جو اس راز سے واقف ہے وہی ایمان میں کامل ہے اس عبارت میں مولوی اسماعیل دہلوی نے صاف بتا دیا کہ آدمی شرک ہوتے ہوئے بھی متقی ہو سکتا ہے) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنْ أَوْلَيْتُمْ أَهْلًا مِّنْكُمْ فَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۙ

سورۃ الانفال آیت ۳۳

تو امام ابوہامیہ نے مشرکوں کو بھی اللہ کا ولی بنادیا، اس سے بڑھ کر اور کیا کفر و شرک ہوگا یہ ہے دہابیوں کی شرک سے محبت اور توحید سے عداوت۔

ایمان والوں کیلئے ایک عجیب قابل قدر تحفہ،

حقیقت کا انکشاف

ہر شخص جو ذرا سی عقل رکھتا ہو، جانتا ہے کہ بجلی کی روشنی سے لوگوں کو کتنا بڑا

فائدہ ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ بجلی سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے دو تاروں کی ضرورت ہوتی ہے کبھی کسی جگہ ایک تار نہیں دیکھا گیا اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے ہیں کسی نے دوسرا تار جوڑ دیا ہو بلکہ اصل بجلی کے خزانہ ہی سے دونوں تار آپس میں ساتھ ساتھ ملے چلے آتے ہیں اور ہر شہر اور شہر کے ہر محلہ میں اور پھر بستی کے ہر ہر مکان میں اور دکان میں غرض جہاں جہاں تم بجلی کی روشنی وغیرہ دیکھو گے وہاں تار بھی دو ہی ملیں گے جن لوگوں نے بجلی ایجاد کی ہے وہ کوشش کرتے کرتے تھک گئے مگر ایک تار سے کام نہ چلا سکے پھر بھی شرط ہے اس میں ایک تار سرد ہے اور ایک گرم اگر تم لوگ اس راز سے خبردار نہ ہو تو جو لوگ بجلی کا کام کرتے ہیں اور اس کے اصلی راز سے واقف ہیں ان سے دریافت کر دیکھو وہ تمہیں بتائیں گے کہ ہاں واقعی، فی الحقیقت یہی بات ہے کہ اس میں ایک تار گرم ہے اور دوسرا ٹھنڈا، اس سے معصوم ہوا کہ بجلی کی روشنی اس وقت مل سکتی ہے جب دونوں تاروں کا جوڑ سے جوڑ خوب مضبوطی کے ساتھ جڑا ہوا ہو۔ اگر ایک تار جوڑا جائے کبھی روشنی حاصل نہ ہوگی اگر دونوں تار ٹھنڈے ہوں تب بھی روشنی نہیں ملے گی اور دونوں تار گرم ہوں تب بھی روشنی نہیں ملے گی۔ بلا تشبیہ

ایمان کی روشنی حاصل کرنے کیلئے گرم اور سرد دو تاروں کی

ضرورت ہے

جن کا کنکشن ہر کلمہ پڑھنے والا اپنے دل کے میٹر سے جب تک خوب پیشگی اور مضبوطی کے ساتھ نہ جوڑے گا۔ ہرگز ہرگز نور ایمان حاصل نہیں ہو سکتا، اب یہ بات

غور کرنے کی ہے کہ وہ دو تار کون سے ہیں۔

(۱) اللہ رب العزت جل وعلا اپنے لئے فرماتا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ حمد اسے جو رب ہے عالمین کا۔

(۲) اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً ۝ نہ بھیجا ہم نے تجھ کو مگر عالمین کیلئے رحمت

لِلْعَالَمِينَ ۝ (پ ۷ سورۃ الانبیاء بنا کر۔

آیت ۱۰۷)

یعنی اللہ رب العالمین اور حضور رحمۃ للعالمین، معلوم ہوا کہ رب کی ربوبیت گویا بجلی کا گرم تار ہے..... کہ اس میں شان جلال ہے۔ حضور کی رحمت گویا بجلی کا ٹھنڈا تار ہے..... کہ اس میں شان جمال ہے۔

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ عالمین کسے کہتے ہیں، عالمین کسی شہر کسی ملک کسی بستی کسی محلہ کا یا کسی قوم کا نام نہیں بلکہ عالمین کہتے ہیں ماسوی اللہ کو، یعنی اللہ کے سوا جو کچھ ہے اس سب کو عالمین کہتے ہیں، آسمان وزمین، عرش و کرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ، چاند و سورج، حور و ملک، جن و بشر، بحر و بر، سنگ و شجر، چرند و پرند انبیاء علیہم السلام اور ان کی ساری امتیں، آدم علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد سمندر کا ایک ایک قطرہ، زمین کا ہر ہر ذرہ، درخت کا ایک ایک پتہ وغیرہ وغیرہ یہ سب کے سب عالمین میں داخل ہیں، ان سب کا اللہ تعالیٰ جل و علا رب ہے اور ان سب کیلئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت۔

سے جس طرح رب کی ربوبیت عام اسی طرح حضور کی رحمت عام

ربوبیت کے معنی ہیں پرورش رحمت کے معنی ہیں بخشش

اور یہ بات عقل کی راہ سے یقینی طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ پرورش بغیر بخشش محال ہے یعنی اگر کوئی بادشاہ اپنی رعایا کی پرورش کرنا چاہے تو جب تک وہ اپنے خزانے سے تمام چیزوں کی بخشش نہ فرمائے تب تک پرورش نہیں ہو سکتی، معلوم ہوا کہ ربوبیت اور رحمت کے دونوں تار جس وقت اور جس ساعت سے ماسوی اللہ کا وجود ہوا یعنی ہر ہر شے پیدا ہوئی اسی وقت اور اسی ساعت سے ساتھ ساتھ ملے جملے چلے آتے ہیں اور ان دونوں تاروں کا وصل جب سے اب تک اور اب سے قیامت تک ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسی لئے اس قسم کے جملے فطرتاً ہر مسلمان کی زبان سے بے ساختہ اور بلا تکلف نکلنے رہتے ہیں کہ عالم میں جس کسی کو جو کچھ ملا اللہ کی رحمت سے ملا اور آئندہ جس کسی کو جو کچھ ملے گا اللہ کی رحمت سے، یعنی نبیوں کو نبوت ملی تو اللہ کی رحمت سے، ولیوں کو ولایت ملی تو اللہ کی رحمت سے، اماموں کو امامت ملی تو اللہ کی رحمت سے بادشاہوں کو بادشاہت ملی تو اللہ کی رحمت سے، ہمیں تمہیں اور سب مسلمانوں کو عزت ملی تو اللہ کی رحمت سے، رزق ملا تو اللہ کی رحمت سے، اولاد ملی تو اللہ کی رحمت سے، غرض دنیا میں دین میں ارض و سما میں آسمانوں کے اوپر اور زمین کے نیچے کے طبقوں میں جس کسی کو جو کچھ ملا یا ملتا ہے یا ملے گا سب اللہ کی رحمت سے ملا اور ملتا ہے اور ملے گا اسی لئے رب العزت جل و علا فرماتا ہے۔

رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (پارہ ۹) میری رحمت ہر چیز کو عام ہوئی۔

سورة الاعراف آیت ۱۵۶

آیات قرآنیہ سے معلوم ہو گیا۔ کہ تمام عالمین سارے جہان جملہ کائنات جمیع مخلوقات کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت پہنچنے کا ذریعہ و وسیلہ و واسطہ صرف حضور رحمة العالمین ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے معلوم ہوا اور آفتاب کی طرح یہ بات

روشن اور ظاہر ہو گئی۔ اور اس میں کسی عقلمند کو ذرہ برابر سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت نہ رہی کہ اللہ کی رحمت ہر جگہ موجود ہے تمام موجودات عالم کی ہر ہر چیز سے پہنچ رہی ہے۔ انسان ہوں یا حیوان جنات ہوں یا فرشتے، آسمان کا ستارا ہو یا زمین کا کوئی ذرہ غرض کہ سب کی ضرورتوں کا اللہ کی رحمت کو ہر وقت اور ہر ساعت کا علم ہے اللہ کی رحمت اس سے بھی واقف ہے کہ بارش کب ہونا چاہئے اور کب ہوگی۔ اللہ کی رحمت کو یہ بھی معلوم ہے کہ کس کو بیش دیں اور کس کو بیٹا، اللہ کی رحمت یہ بھی جانتی ہے کہ کون کہاں مرے گا اور کون کب پیدا ہوگا اور اللہ کی رحمت کو یہ بھی معلوم ہے کہ کس کو کیا ہوگا اور کس کو کیا دینا ہے، اللہ کی رحمت کو یہ بھی معلوم ہے کہ قیامت کے قریب کیا کیا نشانیاں ظاہر ہوں گی اور اللہ کی رحمت، عالم کی ہر ہر چیز سے خبردار نہ ہو تو اس تک کیسے پہنچ سکتی ہے عالم کا ذرہ ذرہ دریا کا قطرہ قطرہ اور درختوں کا پتہ پتہ یہ سب اللہ کی رحمت کے محتاج ہیں اگر اللہ کی رحمت ان سے بے خبر ہو تو ان کی پرورش ہو ہی نہیں سکتی پھر محض علم ہونا اس وقت تک کارآمد نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہر چیز تک پہنچنے کی اس میں قدرت نہ ہو بس یہی معنی حاضر و ناظر کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے جب اس کی رحمت ہر چیز کیلئے عام ہے تو کیا یہ صفت اور قدرت اللہ نے اپنی رحمت کو نہ دی ہوگی یقیناً اللہ کی رحمت ہر جگہ موجود ہے۔ اب صرف یہ بات سمجھنے کیلئے رہ گئی ہے کہ اللہ کی رحمت کیا چیز ہے۔ تو یہ سب سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو عالمین کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت ہی کا دوسرا نام محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی جس طرح اللہ رب العالمین اسی طرح اس کی عطا اور دین سے حضور

رحمۃ اللعالمین۔ اور اللہ سب کا پالنے والا ہے حضور اللہ کی رحمت اور رحمت کے معنی ہیں بخشش اور بخشش بغیر پرورش محال، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی عطا سے حضور یقیناً حاضر و ناظر ہیں کہ عالم کا کوئی ذرہ کسی درخت کا کوئی پتہ کسی کے دل کا کوئی خطرہ ایسا نہیں جو حضور پر روشن نہ ہو۔

یہاں ذاتی اور عطائی کا فرق ہے

یعنی اللہ اپنی ذات سے شہید و بصیر ہے اور حضور اللہ کی عطا سے حاضر و ناظر ہیں جس نے اس مضمون کو سمجھ لیا اس کو اب اس کی ضرورت نہیں رہی کہ حضور کے غیب دان یعنی عالم ماکان و مایکون ہونے میں اور حضور کے حاضر و ناظر ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ کرے کہ یہ دونوں صفتیں بھی اللہ تعالیٰ اپنے حبیب رحمۃ اللعالمین ﷺ کو عطا فرمائیں اگر دیگر آیات و احادیث و اقوال ائمہ مفسرین ان سب مسائل میں نہ بھی پیش کئے جائیں تو ایمان والوں کیلئے یہی ایک مثال تمام ہی صفات و کمالات، تصرفات و اختیارات وغیرہ کیلئے کافی زیادہ ہے کہ سب کچھ حضور کو عطا الہی حاصل ہے جو لوگ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے اور عالم ماکان و مایکون ہونے کے منکر ہیں انہوں نے اللہ کی رحمت کو نہیں پہچانا اور جو اللہ کی رحمت کو نہیں پہچان سکا۔ وہ اللہ کو کیا پہچانے گا ایسے لوگ حضور کی صفات کا انکار نہیں کرتے بلکہ حقیقت میں وہ خدا کی قدرت کے منکر ہیں اور تو حید کی آڑ میں خدا کی شان گھٹاتے ہیں۔ حضور کیلئے تو علم غیب کم و بیش منکرین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ زیادہ تر چون و چرا علوم خمسہ میں کرتے ہیں۔ جن کا اوپر ذکر کیا گیا یعنی (۱) بارش کب ہو گی۔ (۲) ماں کے پیٹ میں نر ہے یا مادہ (۳) کون کس زمین پر مرے گا (۴) اس کی خبر رکھنا کہ کل کیا ہوگا۔ (۵) قیامت کب ہوگی۔ اب یا تو یہ کہہ دیا

جائے کہ اللہ کی رحمت کو ان پانچوں باتوں کا علم نہیں تو اس سے ان دونوں آیتوں کا انکار لازم آئے گا جن کا اوپر بیان ہوا اور سب یہ کفر ہے اور اگر اللہ کی رحمت کیلئے یہ سب باتیں تسلیم ہیں تو حضور کیلئے کیوں انکار ہے۔ اللہ کی رحمت حضور ہی تو ہیں دوسری بات یہ کہ عالم میں جس کسی کو کچھ ملایا ملتا ہے یا ملے گا سب اللہ کی رحمت سے ملا اور ملتا ہے اور ملے گا۔ اس سے کسی کو انکار نہیں تو اس بات کے سمجھنے میں کیوں تاثر ہے۔ یہ کہتے کیوں زبان رکتی ہے اور مسلمانوں کے اس عقیدے کو کیوں شرک بتایا جاتا ہے جو کچھ ملا حضور سے ملا اور اسی راز کو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ظاہر فرمایا ہے۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي۔ جزیں نیست بے شک اللہ دیتا رہتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔ یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یعنی حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سہ رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

رب کی بخشش ان کا صدقہ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

غرض: یہ ہیں دونوں تاجر جن کا وصل ایسا ہے جو ایک آن کیلئے کسی وقت جدا نہیں اس حدیث میں کسی نعمت، کسی دولت، کسی فضل، کسی کمال کی تخصیص نہیں ہے۔ کہ کوئی چیز اللہ دیتا ہے کہ اسے حضور بانٹتے ہیں چونکہ ہر چیز اللہ ہی دیتا ہے اور جب حضور قاسم ہیں یعنی بانٹنے والے تو ہر چیز حضور ہی تقسیم فرماتے ہیں۔ اور جب اس حدیث سے یہ ثابت ہو گیا اور یہ بات آفتاب کی طرح روشن اور ظاہر ہو گئی کہ ہر چیز اللہ دیتا ہے اور بانٹتے والے حضور ہیں تو اب مانگنے والوں کے ہاتھ مانگتے وقت کس

کے سامنے پھیلنا چاہئیں اسی کے حضور پھیلنا چاہئیں۔ جو بانٹا ہے عام طور سے دیکھا گیا ہے کہ جب کسی جگہ تقریب وغیرہ میں کوئی چیز تقسیم ہوتی ہے تو مالک خود نہیں تقسیم کرتا بلکہ اپنے کسی خاص دوست کے سپرد کر دیتا ہے وہی دوست بانٹتا ہے اور لینے والے سب اسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں لہذا مسلمانوں کا حضور پر نور قاسم بر نعمت سے کسی حاجت یا مدعا کا طالب کرنا اور اَغْنِنِي بِرَسُولِ اللّٰہ کہہ کر لمداد طلب کرنا یقیناً اور درست اور بجا اور حق ہے ان باتوں کو ناجائز اور حرام یا شرک کہنے والے کا ایمان قرآن وحدیث پر نہیں ہے نہ وہ آج تک اس راز کو سمجھا ہے یا اگر سمجھا ہے تو جان بوجھ کر مخالفت کرتا ہے تو ایسے شخص کے کفر میں اور ابو جہل کے کفر میں کوئی فرق نہیں ابو جہل بھی جانتا تھا کہ حضور نبی ہیں اللہ کے رسول ہیں مگر پھر بھی زبان سے انکار ہی کرتا رہا قرآن شریف شاہد ہے کہ یہ لوگ آپ کو اپنی اولاد سے زیادہ پیچھانتے ہیں مگر شقاوت ازلی کلمہ پڑھنے سے روکتی ہے یہ حصہ صرف اہل ایمان ہی کا ہے دوسرے کا نہیں۔

مومن کامل خوب جانتا ہے کہ یہ دونوں تار جب تک دل کے میٹر سے نہ جوڑے جائیں نور ایمان حاصل ہونا محال ہے کوئی مشرک یا کافر جب اپنے شرک و کفر سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں آتا ہے تو سب سے پہلی شرط یہی ہوتی ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھے اور یہی نہیں کہ بس زبان سے کہہ لے بلکہ اسی کی دل سے تصدیق کرے غور تو کرو یہ کیا ہے یہ وہی دونوں تار ہیں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں شان جلال ہے یعنی گرم تار ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ میں شان جمال یعنی سرد تار ہے اور دونوں تار یا دونوں جملے ملکر ایک کلمہ کہلاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک تار پکڑے دوسرے کو توڑے یا ایک تار کا کنکشن دل کے میٹر میں لگائے اور دوسرے تار کا کنکشن دل کے

میٹر سے نہ جوڑے فقط زبان سے کہہ لیا کرے اس سے کیا ہوتا ہے نور ایمان کی ہو ابھی نہیں پاسکتا۔ مومن کامل ہونا تو بڑی بات ہے، اور اس کی بڑی مثال ابلیس لعین کی تمہارے سامنے موجود ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرف نور محمدی کی تعظیم کیلئے سجدے کا حکم دیا، بانکار پیش آیا یعنی سجدہ نہ کیا۔ ہزاروں برس کی عبادت خاک میں ملی۔ دیکھو ابلیس محض تو حید کا اقراری تھا۔ اگر رسالت کے تار کا کنکشن بھی دل کے میٹر سے لگا لیتا اور نور محمدی کی تعظیم سے انکار نہ کرتا۔ بارگاہ الہی سے مردود نہ ہوتا عبادت رائیگاں نہ جاتی۔ ہمیشہ کیلئے لعنت کا طوق گلے میں نہ پڑتا۔ کلمہ پڑھنے والے سبق لیں کہ ابلیس جو ہزاروں برس سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا ایک ہی مرتبہ نور حبیب کی تعظیم سے منہ موڑا ساری عبادت برباد ہو گئی آجکل جو لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے جلتے ہیں اور تعظیم کرنے والوں کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں ان کی چند روزہ عبادت کس کام آئے گی، اگر تم ٹھنڈے دل سے اس بات کو سوچو اور غور کرو تو اس نتیجے پر پہنچو گے کہ ایسے لوگ ابلیس سے بھی کہیں زیادہ مردود اور ملعون ہیں۔ کہ جو کام اس نے ایک دفعہ کیا یہ وہی کام روز کرتے ہیں اور حضور کی تعظیم سے جلنا اور حضور کی شان گھٹانا ان کا پیشہ ہو گیا ہے۔ افسوس صد افسوس، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سرسبز
ارے تجھ کو کھائے تپ ستر ترے دل میں کس سے بخار ہے
یہ بے دین کی تقویت اس کے گھریہ ہے مستقیم صراط شر
جوشقی کے دل میں گاؤں تو زباں پہ چوڑا پھار ہے

یاد رکھو! صنایع کی قدرت صنعت سے پہچانی جاتی ہے اگر کسی کی بنائی ہوئی چیز

میں کوئی عیب یا نقص نکالا جائے تو وہ عیب حقیقت میں اس چیز کے بنانے والے پر جاتا ہے اس صانع مطلق نے ساری مخلوق میں سب سے افضل و اعلیٰ بلند و بالا، رفعت و شان والا اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا، فن و کمال میں، جاہ جلال میں، حسن و جمال میں، اس محبوب کا سا آج تک کسی نے دیکھا نہ سنا، سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنی قدرت کاملہ کا نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ حضور کی ذات و صفات میں عیب نکالنا اللہ تعالیٰ کی شان گھٹانا ہے، منکرین اور منافقین اتنا ہی نہ سمجھ سکے کہ سوائے ذبح کے اور کوئی مقام ایسا ڈھونڈھے بھی شاید نہ ملے کہ جہاں اللہ نے اپنی یاد کرائی ہو اور ساتھ میں محبوب کی یاد نہ کرائی ہو، تکبیر میں دیکھو، کلمہ میں دیکھو اذان میں دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ساتھ حضور کا ذکر موجود، یہاں تک کہ نماز جیسی عبادت وہ بھی بغیر ذکر مصطفیٰ کے سرود یعنی نماز میں التہیات کے اندر حضور پر سلام عرض کیا جاتا ہے۔ پھر درود شریف پڑھا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بجلی کے دو تار گرم و سرد ملکر روشنی حاصل ہو سکتی ہے یہ دونوں تار ہیں جن کا جلوہ ایمان والے ہر جگہ دیکھتے ہیں۔

سے اذان کیا جہاں دیکھو ایمان والو پس ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ کا

تکبیر میں کلمہ میں نمازوں میں اذان میں ہے نام الہی سے ملا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کلام پاک میں ایسی آیتیں بکثرت ہیں جن میں یہی راز پوشیدہ ہے چند آیات نقل ہیں۔

﴿آیت پہلی کہ اللہ و رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا﴾

وَمَا نَقْمُوا إِلَّآ أَنْ أَغْنَيْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ (پ ۱۰) اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ انہیں دولت مند کر دیا۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے

ایمان والوں کو دیکھو تمہارا رب خود فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے دولت مند کر دیا اپنے فضل سے، لہذا عرض کرو کہ اے اللہ کے رسول مجھے اور سب مسلمانوں کو دین و دنیا کا دولت مند کراپے فضل سے،

۳۷ میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا نور دن و نیا ترادے ڈال صدقہ نور کا۔ آیت دوسری کہ اللہ و رسول کے دینے پر راضی ہونے والے اور اللہ و رسول دونوں ہی سے فضل کی امید رکھنے والے ہی اللہ کی طرف رغبت والے ہیں

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ (پ ۱۰، التوبہ آیت ۵۹)۔ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے اللہ ہمیں کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ فضل سے اور اللہ کا رسول ہم ان کی طرف رغبت والے ہیں

اللہ و رسول دونوں ہی سے فضل کی امید رکھنے والے ہی اللہ کی طرف رغبت والے ہیں

(ف) اس سے معلوم ہوا جو کوئی یہ کہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اس نے رسول کو نہیں پہچانا اور جو رسول کو نہیں پہچانتا وہ خدا کو نہیں پہچان سکتا، کیونکہ خدا وہی چاہتا ہے جو اس کا رسول چاہتا ہے کبھی ایسا ہوا ہی نہیں کہ رسول نے کسی بات کو چاہا ہو اور خدا نے وہی نہ کیا ہو جو خدا فرمائی ہو قبول نہ ہوئی ہو۔

تیسری آیت کہ رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری اللہ ہی کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق (پ ۵ سورۃ النساء آیت ۸۰) اس نے خدا کی اطاعت کی۔

(ف) اس آیت میں اللہ اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرما رہا ہے اور اطاعت بغیر غلامی ناممکن یعنی جیسے کوئی غلام اپنے آقا کی اطاعت کرتا ہے تم میرے حبیب کے غلام بن کر اس سے کہیں زیادہ اطاعت کرو کہ وہ میری ہی اطاعت ہے یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ اطاعت دو وجہ سے ہوتی ہے یا تو ڈر سے یا محبت سے، مگر ڈر سے جو کسی کا حکم مانا جاتا وہ قابل قدر نہیں ہوتا جتنا کہ کسی کی محبت میں سرشار ہو کر اس کے حکم پر عمل کرنے کی قدر ہوتی ہے۔ لہذا مسلمان کو چاہئے کہ اللہ کے اس فرمان کی قدر کریں کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر اس کے پیارے رسول کی اطاعت کریں تاکہ اللہ خوش ہو، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کی اطاعت حقیقتاً اللہ کی عبادت ہے۔

آیت چوتھی کہ اللہ کے رسول کے ہاتھ پر بیعت کرنا اللہ سے بیعت کرنا ہے

إِنَّا الَّذِينَ يَنْبَغِيكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ بے شک جواب (اے حبیب) تجھ

اللَّهُ يَدُ اللَّهِ قَوْفًا آيِدِيهِمْ (پ ۲۶) سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر

(ف) اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے یعنی رسول کی ہر چیز اللہ ہی کی ہے۔ ان کی اطاعت، اللہ کی اطاعت، ان کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ، ان کا دیدار، خدا کا دیدار، ان کی محبت خدا کی محبت، ان کی تعظیم خدا کی تعظیم، ان کا دربار خدا کا دربار، ان کی رضا خدا کی رضا، ان سے طلب خدا سے طلب، ان سے استعانت خدا سے استعانت، ان کا بندہ خدا کا بندہ، ان کی توہین خدا کی توہین، ان کی تعظیم سے انکار، خدا کی تعظیم سے انکار، ان کے دربار سے روگردانی خدا کے دربار سے روگردانی، جو رسول کیلئے ان تمام باتوں کو شرک کہے وہ مسلمان نہیں یہاں فرق حقیقت و مجاز کا ہے۔

ام المؤمنین حضرت صدیقہ آپ سے عرض کرتی ہیں مَا أُرَىٰ رَبِّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ آپ کی خواہش مراد میں جلدی و شتابی کرتا ہے۔ ہاں ہاں بے شک لَا رَادَّ لِقَضَائِهِ وَلَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ۔ یہ جو کچھ چاہتے ہیں وہی ان کا مولیٰ چاہتا ہے۔

آیت پانچویں کہ اللہ و رسول سے آگے نہ بڑھو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا اے ایمان والو۔ اللہ و رسول سے آگے

بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (پارہ ۲۶) نہ بڑھو۔

سورۃ حجرات آیت ۱

(ف) ایمان والو! دیکھا تم نے اپنے رسول کی شان، خوب یاد رکھو تمہارے

رسول کی سب شانیں اللہ ہی کی شانیں ہیں ان کی شان گھٹانے والا اللہ کی شان گھٹاتا ہے ایمان والا ہرگز ہرگز ایسی بات لکھنا یا کہنا تو درکنار سننا بھی گوارہ نہیں کریگا جیسی کہ تقویۃ الایمان میں وہابیہ کے پیشوائے لکھ ڈالی کہ معاذ اللہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چار سے زیادہ ذلیل ہے۔ دیکھو ایمان والو! انبیاء علیہم السلام، اللہ کی بڑی مخلوق ہیں اور سب نبیوں کے سردار تمہارے رسول ہیں اس کلمہ میں ان سب کی شان میں کتنی بڑی گستاخی ہے کہ یہ بددین چار سے زیادہ ذلیل لکھتا ہے یعنی چہار کی عزت ہے مگر معاذ اللہ بس قلم لکھتے ہوئے تھراتا ہے۔

دیکھو! تمہارے پیارے رسول کی شان کو اللہ کس طرح بڑھاتا ہے۔

آیت چھٹی کہ رسول کے حکم کو اپنا حکم فرما کر مسلمانوں کو حکم فرماتا ہے کہ جو نہ مانے گمراہ ہے

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا (پ ۲۲)

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم دیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا، اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

سورۃ الاحزاب آیت ۳۶

﴿آئمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل طلوع آفتاب اسلام، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مول (خرید کر) لیکر آزاد فرمایا۔ متنبی (یعنی بڑا بنایا تھا) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کا پیغام دیا اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرما رہے ہیں جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یا رسول اللہ میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا اس پر یہ آیہ کریمہ اتری اسے سکر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ فرض نہ ہو ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عز و جل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی بخواہی راضی ہو جائے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصاً جب کہ عورت کی شرافت خاندان کو اکسب ثریا سے بھی بلند و بالا تر ہو بائیں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزت جل جلالہ نے بعینہ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کیساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگرچہ ہمارا فرض نہ تھا تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائیگا۔ دیکھو! رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا لہذا ائمہ دین خدا اور رسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہو فرض اس فرض سے اتوی ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے اور ائمہ محققین فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو

چاہیں نا جائز فرمادیں جس چیز یا شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں زیادہ تفصیل کیلئے۔ ”الامن والعلیٰ“ دیکھئے۔

آیت ساتویں کہ ایمان والا وہی ہے جو اللہ و رسول دونوں ہی کو راضی کرے

وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَقُّ اَنْ يُرْضَوْهُ
اِنْ كُنْتُمْ اٰمُوْنَ بِمَا نَزَّلْنَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
(پ ۱۰) لوگ انہیں راضی کریں اگر ایمان رکھتے ہیں۔ (سورۃ توبہ آیت ۶۲)

مسلمانو! دیکھ رہے ہو دونوں تاروں کا وصل اور سنو۔

آیت آٹھویں کہ اللہ و رسول کا مقابلہ کرنے والا جہنمی ہے

اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنْهُ مَنْ يُحَادِدِ اللّٰهَ
وَرَسُولَهُ فَاَنْ تَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا
فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ
(پ ۱۰) سورۃ التوبہ آیت ۶۳

بڑی رسوائی ہے۔

آیت نویں کہ جو اللہ و رسول کو ایذا دے اس پر اللہ کی لعنت

دونوں جہاں میں

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآٰخِرَةِ
وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّبِيْنًا
(پ ۲۲) آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھی ہے عذاب کی مار۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

(ن) یہ معاملہ خاص حبیب کا ہے اللہ تعالیٰ کو کون ایذا دے سکتا ہے یعنی اللہ نے

اپنے حبیب کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے کو اپنی ایذا فرمایا کہ وہاں تو جو معاملہ رسول کے ساتھ برتا جائے اپنے ہی ساتھ قرار پایا ہے۔

ان تمام آیات سے ایمان والے بڑے بڑے نفیس فائدے حاصل کر سکتے ہیں مجھے تو صرف دونوں تاروں کا وصل دکھانا ہے جو اس کا لحاظ رکھے گا وہ مومن کامل ہے اور ایک کو توڑے دوسرے کو جوڑے وہ جھوٹا موجد، مثل ابلیس کے ہے جو کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو محبوب کی شان دکھاتا ہے اور دوسرے تار کو صحیح طریقہ سے جوڑنے کیلئے کیسی تاکیدیں فرماتا ہے۔

آیت دسویں کہ رسول کی بارگاہ میں چلا کر بولے تو سارے اعمال اکارت کر دیئے جائیں گے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا
اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا
تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْطَ
اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ
(پ ۲۱) سورۃ حجرات آیت ۲

خبر نہ ہو۔

آیت گیارہویں کہ مسلمانوں کے مددگار صرف اللہ و رسول

اولیاء کرام ہیں

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ
اے مسلمانو تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور رسول اور وہ ایمان والے جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور رکوع

(پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۵) کرنے والے ہیں۔

یعنی مسلمان خوب یاد رکھے اور اسے ہرگز نہ بھولے کہ جب کوئی مشکل پیش آئے حاجت طلب کرنا ہو تو سوائے اللہ و رسول اور اولیاء کرام کے کسی اور سے مدد نہ چاہیں بس اسی پر انحصار فرمایا، بے شک یہ خاص مدد ہے جس کو اللہ نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر حصر فرمادیا کہ اگر اللہ سے مدد مانگی تو بھی صحیح اور اس کے رسول سے مدد مانگی تو بھی درست اور اولیاء کرام سے استعانت کی وہ بھی اسی آیت سے ثابت۔ (ف) اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے اور حاجت طلب کرنے کو جو شرک کہتا ہے وہ اس آیت کے ساتھ کفر کرتا ہے مسلمانو! دیکھو مدد و قسم کی ہے ایک بالواسطہ اور دوسری بلا واسطہ، بلا واسطہ مدد وہ ہے جو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیبا ہے کہ ان کا رب ہر وقت اور ہر حالت میں اپنے حبیب کا مددگار ہے، مطلب یہ ہے کہ حضور یا دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خدا کے سوا کسی دوسرے سے مدد طلب نہیں کرتے۔ کیونکہ کسی دوسرے سے ان حضرات کا مدد چاہنا ان کی شایان شان نہیں اس لئے کہ یہ انبیاء و رسل اللہ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہیں، بندوں نے چونکہ اپنے نبی کے واسطے سے خدا کو پہچانا ہر حکم کو ہر فرمان کو بندوں نے اپنے نبی کے واسطے سے لیا، کسی بندہ خدا نے اپنے خدا سے نہیں پوچھا کہ تو نے نماز فرض کی تو ہی ہمارا خالق ہے تو ہی ہمارا رب ہے تو ہی بتا کہ نماز کیسے پڑھیں تو نے حج فرض کیا تو ہی یہ بھی بتا کہ حج کیسے کریں یہ سب باتیں اللہ کے بندوں کو حضور ہی سے ملیں تو جب دین کی نعمتیں امت نے اپنے نبی سے مانگیں اور نبی نے مرحمت فرمائیں تو دنیا کی نعمتیں بھی اسی نبی سے مانگو اللہ اس سے زیادہ خوش ہوگا کیونکہ فرما چکا کہ اللہ اور اس کا رسول اور اولیاء کرام

تمہارے مددگار ہیں۔ مسلمانو! دونوں تاروں کا وصل دیکھنا، اب اس مضمون کی حدیثیں بھی سنو اور دیکھو کہ یہ دونوں تار کار بوبیت اور رحمت کہ آپس میں کیسے واصل ہیں۔

﴿پہلی حدیث:﴾ بخاری شریف ص ۱۹۸ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”مَسَايِقُكُمْ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ ابْنُ جَمِيلٍ كَوَيْبِي نَاغُوَارٌ هُوَا كَمَا وَهُ فَقِيرٌ تَقْفِيْرًا فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ“ اللہ و رسول نے اس کو غنی کر دیا۔

(ف) اس حدیث میں بھی غنی کرنے کا ذکر ہے اور خود حضور نے اللہ کے ساتھ اپنے آپ کو ملایا۔ وہابی بتائیں کیا اسی کو شرک کہتے ہیں۔

﴿دوسری حدیث:﴾ ترمذی و ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

اللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَانِ مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ اللہ و رسول اس کے حافظ و نگہبان ہیں جس کا کوئی حامی و نگہبان نہ ہو

• وہابی صاحبان! ان آیات و احادیث کو انصاف کی نگاہوں سے دیکھیں اور پڑھیں اور بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حافظ و نگہبان ہیں یا نہیں اگر ہیں تو اس عقیدے کو شرک کہنے والا منکر بے دین ہوا کہ نہیں۔

﴿تیسری حدیث:﴾ کہ افتادہ زمین کے مالک اللہ و رسول ہیں۔ یہی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی راوی شہر اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَوْنَانِ الْاَرَضِ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَنْ لِي الْمَلِكُ نَبِيٌّ وَاللَّهُ وَرَسُولُ

﴿چوتھی حدیث :﴾ کہ قدیم زمینیں اللہ و رسول کی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”عَادِي الْأَرْضِ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ“ قدیم زمینیں اللہ و رسول کی ملک ہیں

هو بها عن طافس مرسلًا -

ان دونوں حدیثوں میں جنگل اور پہاڑوں اور شہروں کی افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ ان میں ظاہری ملک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص ملک خدا و رسول کی ہیں۔ (جل و علا صلی اللہ علیہ وسلم) ورنہ محلوں، گھروں، احاطوں، مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ و رسول کی ملک ہیں اگرچہ ظاہری نام میرا، تیرا، اس کا لگا ہوا ہے زبہ رشریف سے رب العزت کا ارشاد سن چکے کہ احمد مالک ہو اساری زمین کا اور تمام امتوں کی گردنوں کا، دیکھو ان احادیث میں مجازی مالک اور حقیقی مالک ہونے کا فرق بتایا چونکہ اللہ حقیقی مالک ہے اس کی حقیقی ملکیت میں اللہ کے محبوب نے اپنا ساتھ ساتھ ذکر فرمایا اور یہی مضمون اس حدیث میں ہے اور یہ بھی صحیح بخاری کی حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہیں، حضور مالک دنیا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

إِعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ

و رسول ہیں۔ (جل و علا صلی اللہ علیہ وسلم)

ان مضامین کی آیتیں اور حدیثیں اور بھی بہت ہیں جس کو دیکھنا ہوں وہ اعلیٰ

حضرت مجدد دین و ملت مولانا و مرشدنا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کی کتاب ”الْأَمْنُ وَالْعُلَى“ دیکھئے انشاء اللہ آنکھیں کھل جائیں گی، ”الْأَمْنُ وَالْعُلَى“ کو چھپے ہوئے تقریباً ستر سال ہونے آئے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوئی مگر آج تک کسی مشرک گر کو قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی اگر انصاف کی آنکھ میں ایمان کا نور ہوتا تو سارے دہائی توبہ کر کے سچے پکے سنی عقیدہ مسلمان بن جاتے مگر افسوس کہ اب تک اپنی ضد پر قائم ہیں مولیٰ تعالیٰ جل و علا صدقہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیں تمہیں اور سب کلمہ پڑھنے والوں کو حق بات کے سمجھنے کی توفیق بخشے اور مشرک گروں اور دین کے دشمنوں سے بچائے اور دوست و دشمن کو پہچاننے کی تمیز مرحمت فرمائے۔ آمین



پہچانا

الْفَصْلُ الثَّانِي فِي رَدِّ الْإِشْرَاكِ فِي الْعِلْمِ بِمَا فِي الْأَصْلِ
ترجمہ: فصل دوسری بیان برائی شرک فی العلم کی (ب) اس میں
ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی
ہے۔ (عبارت تقویۃ الایمان مع اصلاح)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَسْأَلُهَا أَحَدٌ إِلَّا هُوَ (پ)
فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اسی کے پاس ہیں
کنجیاں غیب کی نہیں جانتا ان کو مگر وہی

سورۃ الانعام آیت ۵۹

اصلاح: تو جسے اللہ چاہے وہی غیب پر مطلع ہو سکتا ہے بغیر اس کے بتائے کوئی
غیب نہیں جان سکتا (واحدی)

اسی آیت کے ساتھ یہ بھی آیت ہے۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبُحْرِ وَالْبَحْرِ وَمَا
تَسْقُطُ مِنْ زُرْقَةٍ إِلَّا يَدْرُسُهَا وَلَا
تَجِدُ فِي ظِلْمٍ الْأَرْضِ وَلَا
رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ
مُبِينٍ (پ) سورۃ الانعام آیت ۵۹

یعنی لوح محفوظ میں یہ تمام غیب کی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ اور یہی مضمون اس آیت
میں بیان فرمایا۔

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ
اور جتنے غیب میں آسمانوں اور زمینوں
کے سب ایک کتاب میں ہیں

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ذاتی علم غیب سوائے خدا کے قدوس جل وعلا کے کسی
دوسرے کو نہیں اور اس نے وہ غیبوں کی باتیں کتاب میں یعنی لوح محفوظ میں لکھ دی
ہیں، یہ بات ہر عقلمند جانتا ہے کہ کتاب کے اندر جو باتیں لکھی جاتی ہیں وہ یا تو اس
لئے کہ جب کبھی کوئی بات معلوم کرنا ہو تو اس میں دیکھ کر معلوم کر لے یا اسلئے کہ اس
کی لکھی ہوئی باتوں سے دوسروں کو معلومات ہو تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے
پاک ہے کہ کسی غیب کی بات معلوم کرنے کیلئے اس کو لوح محفوظ میں دیکھنے کی
ضرورت پڑے اس کا ہر علم ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ایک آن کیلئے بھی کوئی
بات اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں تمام غیبوں کا لکھ دینا
صرف اسی لئے تھا کہ اس سے اللہ کے خاص بندے ہر غیب کی بات کو جب
چاہیں معلوم کر لیں اس کے ثبوت اور دلائل میں فقیر بہت سے مفسرین اور محققین کی
عبارتیں پیش کر سکتا ہے کہ لوح محفوظ کا علم نہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ
انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو حاصل ہے مگر بہتر ہوگا کہ بجائے دیگر مفسرین کے
خود مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت جو انہیں کے ترجمہ والے قرآن شریف
میں ہے پیش کروں۔

ع مدعی لاکھ پ بھاری ہے گواہی تیری

مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔ (ترتیب قرآن شریف) قرآن شریف کی
موجودہ ترتیب خود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قائم کی ہوئی ترتیب ہے جو
ٹھیک ٹھیک مطابق ترتیب لوح محفوظ کے ہے مگر ضرورت مقام اور موقع کی وجہ سے
نزول آگے پیچھے ہوتا رہا، اسی وجہ سے جب کوئی آیت یا کامل رکوع یا سورۃ نازل
ہوتی تھی تو حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہ سے فرماتے تھے کہ اس کو قرآن کے

دریافت کرنے کا ارادہ ہوا منہ میں ڈال لیا نہ ارادہ ہوا نہ ڈالا۔ سو گویا کہ ان چیزوں کے دریافت کرنے کی کنجیاں ان کو دی ہیں جیسے جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے، اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہے کریں جب چاہیں نہ کریں سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔

(اصلاح) یہ اللہ تعالیٰ کیلئے دریافت کرنے کا جملہ جب چاہے دریافت کر لے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اللہ کس سے دریافت کر لے گا کیا اس کو کوئی اور بتانے والا ہے جس سے دریافت کرے گا، دوسرے اس جملہ میں اللہ رب العزت جل جلالہ کی کسی کھلی توہین ہے کہ جب چاہے دریافت کرے یعنی اگر نہ چاہے تو نہ دریافت کرے اس سے اللہ کا علم بھی ہر وقت یکساں نہ رہا۔ بلکہ دریافت نہ کرے تو جاہل رہے گا (معاذ اللہ) ایسے عقیدے سے کفر ثابت ہوتا ہے کیونکہ جو مثالیں لکھی ہیں کہ جب چاہے آنکھ بند کرے اور جب چاہے آنکھ کھول دے پھر یہی بات اللہ پاک کیلئے لکھ دی ایسا جملہ اللہ تعالیٰ جل و علا کی شان میں استعمال کرنا یقیناً کفر ہے کہ جب چاہے دریافت کر لے بلکہ اس کا علم ہمیشہ سے یکساں ہے اور ہمیشہ یکساں رہے گا عالمین کا کوئی ذرہ اس سے نہ کبھی پوشیدہ تھا نہ پوشیدہ ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ ہی کے علوم کو نہ پہچان سکا وہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی جو ان کے رب جل و علا نے عطا فرمائے ہیں کیا قدر کرے گا۔ دوسری بات یہ کہ اوپر تم نے ابھی پڑھا مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے۔ قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے کہ جب چاہے کھولے، جب چاہے نہ کھولے، اس لئے ضرورت ہے کہ فقیر اپنے

اس مقام پر رکھو اور اسی سلسلے میں یا اگر کسی صاحبِ کمال کے ہاتھ میں قفل ہے یا دکر تے۔ پھر اسی ترتیب کے مطابق صاحبِ کمال کے ہاتھ میں قفل ہے یا دکر تے۔ آگے موجود ہے (بخاری و بیہقی) فقیر نے یہ عبارت دیکھی ہے کہ ان مجید ترجمہ ۵۲ خونیوں والا مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۳ سے نقل کیا۔ اس باب میں مولوی صاحب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم تھا اور اس کی گامی ہولی بانیں سب ہر وقت حضور کے پیش نظر رہتی تھیں جیسی تو ہر آیت یا سورۃ کے نازل ہونے پر صاحبِ کمال دیتے تھے کہ اس کو قرآن شریف کے فلاں مقام پر رکھو اور اسی کے مطابق یاد کرو یہ ترتیب مطابق لوح محفوظ ہے۔ اب ہر وہابی کو بھی لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب میں ذرہ برابر شک و شبہ نہ کرے بلکہ یقین جانے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام غیب کی باتوں کا علم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے جو کوئی حضور کے علم غیب کا منکر ہے وہ حضور سے عداوت رکھتا ہے اور عداوت حضور سے رکھنے والا خدا ہی کا دشمن ہے جیسا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے تفسیر الایمان میں سورۃ الانعام کی آیت وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ الخ..... لکھی اور پھر ترجمہ لکھا یہ نہ سمجھا کہ اس سے ذاتی علم غیب مراد ہے اور تمام ان آیتوں اور حدیثوں سے جن سے حضور کا عالم ماکان و مایکون یعنی گزشتہ اور آئندہ کی سب باتوں کا علم حضور کو حاصل ہوتا ثابت ہوتا ہے۔ آنکھیں بند کر لیں اور یوں لکھنا شروع کر دیا۔ یعنی۔ اللہ صاحب نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں دریافت کرنے کو کچھ راہیں بتا دیں ہیں جیسے آنکھ دیکھنے کو، کان سننے کو، ناک سونگھنے کو، زبان چکھنے کو، ہاتھ ٹٹولنے کو، عقل سمجھنے کو اور وہ راہیں ان کے اختیار میں دی ہیں کہ اپنی خواہش کے موافق ان سے کام لیتے ہیں جیسے سب کچھ دیکھنے کو جی چاہا تو آنکھ کھولی، نہ چاہا، تو آنکھ بند کر لی، جس چیز کا نہ

مسلمان بھائیوں کے اطمینان کیلئے ایک دوحہ شیش اسی جگہ نقل کر دے کہ کون کون سی کنجیاں اللہ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں۔

حدیث کہ مدد دینے کی کنجیاں، نفع پہنچانے کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں اور زمین و آسمان کی سب مخلوق حضور کے قبضہ میں ہے اور ساری دنیا حضور کی مٹھی میں

ابو نعیم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

”لَمَّا خَرَجَ مِنْ بَطْنِي فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا أَنَا بِهِ سَاجِدًا ثُمَّ رَأَيْتُ سَحَابَةً بَيْضَاءَ قَدْ أَقْبَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى عَشِيَتْهُ بَغِيبٌ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ تَجَلَّتْ فَإِذَا أَنَا بِهِ مُدْرَجٌ فِي ثَوْبِ سُوفٍ أَبْيَضَ وَتَحْتَهُ حَرِيرَةٌ خَضِرَاءَ وَقَدْ قَبِضَ عَلَيَّ ثَلَاثَةُ مَفَاتِيحَ مِنَ اللُّوِّ الرُّطْبِ وَإِذَا قَائِلٌ يَقُولُ قَبِضْ مُحَمَّدٌ عَلَيَّ مَفَاتِيحَ النُّصْرَةِ وَمَفَاتِيحَ الْوَيْحِ وَمَفَاتِيحَ النُّبُوَّةِ ثُمَّ أَقْبَلَتْ سَحَابَةٌ أُخْرَى حَتَّى

دُشِنَتْ فَبَغِيبَ عَنِّي ثُمَّ تَجَلَّتْ فَإِذَا أَنَا بِهِ قَدْ قَبِضَ عَلَيَّ حَرِيرَةً خَضِرَاءَ مَطْوِيَةً وَإِذَا قَائِلٌ يَقُولُ بَخَّ بَخَّ قَبِضْ مُحَمَّدٌ عَلَيَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ أَهْلِهَا إِلَّا دَخَلَ فِي قَبْضَتِهِ“

نے قبضہ فرمایا، پھر اور ابر نے آکر ڈھانپا کہ میری نگاہ سے چھپ گئے پھر پردہ ہٹا تو دیکھتی کیا ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی، زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

حدیث دوسری: بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی کہ حضور فرماتے ہیں۔

”بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ جِئْتُ بِمَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعَتْ فِي يَدَيَّ“

حدیث تیسری: امام احمد مستدرک اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”وَأُوتِيتُ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا خَمْسَةً“

﴿﴾ علامہ حنفی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں ”ثُمَّ أَعْلِمَ بِهَا بَعْدَ ذَلِكَ“

یعنی پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں یعنی غیوب خمسہ کا علم بھی دیا گیا۔

﴿﴾ اسی طرح امام جلال الدین سیوطی نے بھی ”خصائص کبریٰ“ میں نقل فرمایا کہ

پھر بعد میں غیوب خمسہ کا بھی علم عطا ہوا اور صاحب ”شرح فتح المبین“ میں فرماتے ہیں کہ یہی حق ہے اور پھر یہی مضمون ”احمد ابو یعلیٰ“ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیوب خمسہ کا علم ملا، بہر حال یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی کنجیاں مع غیوب خمسہ کے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ادارہ کی دیگر مطبوعات

- ◎ قرآن پاک کے آداب
- ◎ مفہوم قرآن بدلنے کی خطرناک واردات
- ◎ غیر مقلدین کو دعوت انصاف
- ◎ دیوبند کا نیا دین
- ◎ مجموعہ رسائل علامہ مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ
- ◎ ۸۔ تراویح کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ
- ◎ شرک کی حقیقت

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

تعارف

تقویۃ الایمان

تصنیف

فقہ عصر مولانا مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی

ادارہ اشاعت و تبلیغ، محمد پورہ

فیصل آباد

فہرست

- ۱۔ حرف آغاز ۳۹۷
- ۲۔ مولوی اسماعیل دہلوی کا تعارف ۴۰۰
- ۳۔ مولوی اسماعیل دہلوی کا خاندان علمی گھرانہ تھا اور سب ادب و احترام میں رنگے ہوئے تھے۔ ۴۰۱
- ۴۔ مولوی اسماعیل کا اپنے چچا شاہ عبدالقادر کے سامنے لا جواب ہونے کے باوجود رفع یدین نہ چھوڑنا۔ ۴۰۲
- ۵۔ مولوی اسماعیل کی آزاد خیالی اور دین سے لا پرواہی۔ //
- ۶۔ تقویت الایمان کی اشاعت سے ہندوستان میں وہابیت کا آغاز ہوا۔ ۴۰۵
- ۷۔ تقویت الایمانی توحید کی بناء پر شان نبوت میں بے ادبیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ //
- ۸۔ تقویت الایمان کی اشاعت سے پہلے ہندوستان میں وہابی نہ تھے۔ ۴۰۶
- ۹۔ تقویت الایمان کی وجہ سے ہندوستان میں فرقہ واریت کی دبا پھیل گئی۔ ۴۰۷
- ۱۰۔ اسی کتاب کی وجہ سے ہندوستان معرکہ جنگ بن گیا۔ ۴۰۸
- ۱۱۔ مولانا مخصوص اللہ سے سوالات اور ان کے جوابات۔ ۴۱۰
- ۱۲۔ مولانا مخصوص اللہ کے نزدیک تقویت الایمان نبیوں رسولوں کی توحید کی خلاف ہے۔ //

- ۱۳۔ سرحدی مسلمانوں نے مولوی اسماعیل کی جماعت کو ان کے وہابی عقائد و غیرہ کی بناء پر قتل کر دیا۔ ۴۱۳
- ۱۴۔ انگریزوں نے تقویت الایمان کی ترویج و تقسیم میں دلچسپی لی۔ ۴۱۷
- ۱۵۔ مصنف کا اقرار کہ میں نے شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا ہے۔ ۴۱۸
- ۱۶۔ ولی کامل سید پیر مہر علی شاہ صاحب کے تقویت الایمان کے بارے میں تاثرات۔ ۴۱۹
- ۱۷۔ جن علمائے حق نے تقویت الایمان کا ردِ مبلغ کیا۔ ۴۲۰
- ۱۸۔ شرک کی بُرائی۔ ۴۲۱
- ۱۹۔ شرک کے متعلق دو الگ الگ نظر ہیں۔ ۴۲۱
- ۲۰۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی عطا سے تصرف کرنا ۴۲۷
- ۲۱۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی کا تصرف۔ ۴۲۸
- ۲۲۔ حبیب خدا ﷺ کا لفظ کن سے تصرف کرنا۔ ۴۲۹
- ۲۳۔ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ ۴۳۰
- ۲۴۔ سیدنا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصرف کے بارے میں ارشاد مبارک۔ ۴۳۲
- ۲۵۔ امام الادلیاء سیدی داتا گنج بخش جویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک۔ ۴۳۴
- ۲۶۔ دریائے نیل کا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے جاری ہونا۔ ۴۳۵

۲۷۔ سلطان السند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصرف
کے متعلق ارشاد مبارک۔

۲۸۔ تصرف اولیاء کا عظیم الشان کارنامہ۔

۲۹۔ مخدوم الاولیاء حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
تصرف سے مردہ زندہ ہو گیا۔

۳۰۔ خواجہ بہاؤ الحق غوث ملتانی کا تصرف۔

۳۱۔ صاحب تقویت الایمان کی تعلیم سے ان کے داو جان
شاہ ولی اللہ مشرک ٹھہرے۔

۳۲۔ شاہ ولی اللہ کا تصرف اولیاء کے متعلق اعلان۔

۳۳۔ خاتمہ۔

۳۴۔ رسول خدا سید الانبیاء ﷺ کی دعا۔

۳۵۔ ولیوں کی شان میں گستاخی کرنیوالے عموماً بے ایمان ہو کر مرتے ہیں

۳۶۔ نصیحت آموز واقعہ۔

۳۷۔ ولیوں کے ساتھ ادب کرنے سے گناہگار خوشا گیا۔

۳۸۔ اپیل! اسے ضرور پڑھیں بلکہ بار بار پڑھیں۔

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین
اما بعد:

کتاب تقویۃ الایمان سلفی یعنی غیر مقلدوں، اہلحدیثوں کے دینی مدارس
کے نصاب میں داخل کر دی گئی ہے تاکہ شروع سے ہی بچوں اور بچیوں کے خالی
ذہنوں میں منفی اثرات نقش ہو جائیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں یعنی نبیوں
‘ولیوں کی عظمت کو قبول کر ہی نہ سکیں کیونکہ اس کتاب کو اس انداز سے لکھا گیا
ہے کہ اس کے مندرجات نقش ہو جانے کے بعد پھر کوئی دوسری چیز اثر نہ
کر سکے یہی وجہ ہے کہ جب سلفی مدرسوں میں پے اور پچیاں اس کتاب کو پڑھ لینے
کے بعد اپنے نوخیز ذہنوں میں وہابیت کا نقشہ جمالیتے ہے تو پھر بے شک سارے
کاسار اقرآن مجید اور صحیح حدیثیں آپ پڑھ کر سنائیں کچھ اثر نہ ہوگا۔

الا ان یشاء اللہ رب العالمین۔ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے
میرے والد گرامی تدر فقیہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب لازال شمس
فیضانہم طالعیہ ابدانے زیر غور کتاب تعارف تقویۃ الایمان لکھی ہے تاکہ
مسلمان اندازہ تو کر سکیں کہ اس کتاب کے متعلق بزرگوں کے کیا تاثرات ہیں

اور کون کون اس کتاب ”تقویۃ الایمان“ کی زد میں آکر مشرک اور جہنمی قرار پاتا ہے کیونکہ مشرک کی سزا ہمیشہ دوزخ میں جلنا ہے۔ قرآن مجید میں ہے :

ان الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم

خالدین فیہا۔

یعنی بیشک جو لوگ اہل کتاب سے کافر ہیں اور مشرک لوگ جہنم جائیں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! اس کتاب تعارف تقویۃ الایمان کو پڑھو ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان اپنی اولاد کو دوزخ جانے سے بچالے۔

ان اریہ الا الا صلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ العلی

العظیم۔

حافظ محمد حبیب امجد، فیصل آباد

انتساب

فقیر اس کتاب کو ہر اس مسلمان کے نام انتساب کرتا ہے جو کہ اولیاء کرام مثلاً امام الاولیاء سید علی ہجویری داتا گنج نشین لاہوری، محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا غوث اعظم جیلانی، سلطان السند خواجہ غریب نواز سرکار اجیری، شیخ المشائخ حضرت بابا فرید گنج شکر، مخدوم الاولیاء خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند، شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین سروردی، امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہم و دیگر اولیاء کرام کے ساتھ نیاز مند ہوں ان حضرات کو اللہ تعالیٰ لاکاوی سمجھ کر ان کے ساتھ محبت و عقیدت رکھتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے اولیاء

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ

تعارف

تقویۃ الایمان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والہ واصحابہ اجمعین۔
اما بعد: اس کتاب میں تین فصلیں ہوں گی اور ایک خاتمہ پہلی فصل
میں مصنف کے متعلق مختصر معلومات دوسری فصل میں کتاب اور اس کے
مصنف کے بارے میں بزرگان دین کے تاثرات اور تیسری فصل میں بیان کیا
جائے گا کہ اس کی زد میں کون کون آتا ہے۔ خاتمہ میں چند نصیحت آموز باتیں
بیان ہوں گی۔

فصل اول

کتاب تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسماعیل دہلوی ہیں جو کہ شاہ
نور الدین دہلوی کے تلامذہ اور شاہ عبدالغنی دہلوی کے بیٹے تھے اور شاہ
نور الدین دہلوی کے تلامذہ اور شاہ عبدالغنی دہلوی کے بیٹے تھے۔

مصنف کتاب مولوی اسماعیل دہلوی ۱۲ ربیع آخر ۱۱۹۳ھ مطابق ۳۰
مارچ ۱۸۷۷ء میں بمقام پھلت ضلع مظفر نگر ہندوستان میں پیدا ہوئے اور ۲۴
ذوالقعدہ کو ۱۲۴۶ھ مطابق ۷ مئی ۱۸۳۱ء بالاکوٹ صوبہ سرحد میں قتل کر
دیئے گئے تھے۔ ان کی عمر قمری حساب سے ۵۳ سال ۷ ماہ ۱۲ دن ہے اور شمسی
حساب سے ۵۲ سال ۸ ماہ ۸ دن بنتی ہے۔

کتاب مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۲۵ ﴿﴾
مولوی اسماعیل دہلوی نے متعدد کتابیں لکھی ہیں جن میں سے زیادہ
مشہور تقویۃ الایمان ہے۔

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے یہ کتاب تقویۃ الایمان ۱۰ محرم
۱۲۴۰ء کو لکھی۔ ﴿﴾ مقدمہ تحقیق الفتوی ص ۲۵ ﴿﴾

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کا گھرانہ ﴿﴾ خاندان ﴿﴾ علمی گھرانہ تھا۔
ان کے دادا جان اور ان کے اعمام کرام ﴿﴾ چچے ﴿﴾ ادب و احترام میں رنگے
ہوئے تھے اور سیدھے راستہ پر گامزن رہے ان میں خود سری اور آزاد خیالی نہ
تھی۔ مگر مولوی اسماعیل صاحب آزاد خیال اور خود سر ہو گئے تھے۔ اور وہ کسی کر
پرواہ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ مولوی اسماعیل صاحب نے اپنی خاندانی روایات
کے خلاف نماز میں رفع یدین شروع کر دیا تو مولانا محمد علی اور مولانا احمد علی نے
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مولوی
اسماعیل نے رفع یدین شروع کر دیا ہے جس سے فساد پیدا ہو گا تو شاہ عبدالعزیز

نے اپنے چھوٹے بھائی شاہ عبد القادر سے کہا: میاں تم اسماعیل کو سمجھا دو کہ رفع یدین نہ کرے۔ شاہ عبد القادر نے کہا کہ حضرت میں کہہ تو دوں گا لیکن وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش کرے گا۔ پھر شاہ عبد القادر نے مولوی یعقوب کی معرفت مولوی اسماعیل کو کہلایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو خواہ فتنہ ہو گا۔ مولوی اسماعیل نے مولوی یعقوب سے کہا اگر عوام کے فتنے کا خیال کیا جائے تو پھر اس حدیث کے کیا معانی ہوں گے:

”من تمسك بسنتي عنه فسادا متي فله اجر مائة شهيد“

جب یہ جواب شاہ عبد القادر کو پہنچا تو انہوں نے کہا بابا ہم تو سمجھے تھے کہ اسماعیل عالم ہو گیا۔ مگر وہ ایک حدیث کا معنی بھی نہیں سمجھا۔ یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ سنت کے مقابلہ میں خلاف سنت ہو اور ”ما نحن فيه“ میں تو سنت کے مقابلے میں دوسری سنت ہے۔ اس پر مولوی اسماعیل خاموش ہو گئے لیکن رفع یدین ترک نہ کیا۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۳۷﴾ کتاب مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۳۹ ﴿مرزا حیرت دہلوی حیات طیبہ میں مولوی اسماعیل کی لا پرواہی اور آزاد خیالی کے متعلق لکھتے ہیں کہ نہ آپ مطالعہ کرتے نہ گھر جا کر سبق یاد کرتے تھے۔ تو اکثر یہ ہو جاتا تھا کہ جب آپ دوسرے دن سبق پڑھنے کے لیے کتاب کھولتے تھے تو یہ بھی بھول جایا کرتے تھے کہ کل سبق کہاں تک پڑھا تھا۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۳۷﴾

مصنف تقویۃ الایمان کے ہم عقیدہ اور نیاز مند مولوی عبد الرحمان صاحب مصنف کے حالات لکھتے ہیں کہ مولانا اسماعیل صاحب کو چنگن میں پتنگ اڑانے کا بہت شوق تھا جمعہ کے خطبہ کے وقت آپ کو اکثر موقع مل جاتا موضوع کی آیت سن کر چپکے سے نکل جاتے۔ ﴿شاہ صاحب﴾ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ﴿کو بھی معلوم ہو جاتا جمعہ کے بعد جب آپ﴾ مولوی اسماعیل ﴿اس حوالہ سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ مصنف تقویۃ الایمان کو نماز جمعہ اور خطبہ کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ خطبہ چھوڑ کر مسجد سے بھاگ کر پتنگ اڑانے کا شوق پورا کرتے۔ دوم یہ کہ جب شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں پوچھتے تو مولوی اسماعیل بر ملا جھوٹ بولتے کہ میں نے یہ تقریر سنی ہے۔ یہ بات کوئی اور لکھتا تو ہو سکتا تھا کہ تعصب کی وجہ سے غلط بیانی کر رہا ہے مگر یہاں تو ان کے ہم مسلک اور ان کے معتقد لکھ رہے ہیں۔ جو کہ سچ اور حقیقت ہے۔ رہی یہ بات کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ان خلاف شرع باتوں کو دیکھتے ہوئے کہ اس نے جمعہ نہیں پڑھا اور بر ملا جھوٹ بولا ہے اس کی تقریر سن کر کچھ نہ کہتے بلکہ خدا کا شکر ادا کرتے۔ یہ بات کوئی عقل سلیم والا تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایک شریعت کا ستون سرپا زہد و تقویٰ شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی دیکھ کر صرف ذہانت پر خوش ہو کیا شاہ عبد العزیز کوئی بھنگ گھوٹیلے مانگ تھے کہ شریعت مطہرہ کی کوئی پرواہ نہیں اور ان شریعت کی خلاف ورزی پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ حاشا اللہ تعالیٰ عن ذالک لئلا یہ مبالغہ آرائی ہی ہو سکتی ہے۔ الحاصل قابل غور بات یہ ہے کہ جو شخص اتنا آزاد طبع ہو کہ نماز جمعہ کی پرواہ نہ کرے اور عین خطبہ کے وقت مسجد سے نکل کر پتنگ بازی کا شوق پورا کرے اور بزرگوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کے سامنے بر ملا جھوٹ بولے وہ اگر عزت و عظمت مصطفیٰ ﷺ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آیات مبارکہ سے جھوٹے مطالب نکال کر قوم کو گمراہی میں ڈال دے تو کیا حید ہے۔ پس یہی کچھ ہوا۔

﴿ابو سعید غفرلہ﴾

سے پوچھا جاتا تو بر ملا کہہ دیجئے کہ میں نے تقریر سنی تھی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب ازراہ امتحان کچھ پوچھ بیٹھتے تو آپ اس موضوع کے ہر پہلو پر اس قدر روشنی ڈالتے کہ شاہ صاحب عیش عیش کراٹھتے۔ غلطی کی سرزنش کرنے کی بجائے عموماً فرمایا کرتے خدا کا شکر ہے کہ علم ہمارے خاندان سے ابھی مفقود نہیں ہوا۔ مختصر حالات مقدمہ تقویۃ الایمان ص ۵ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور۔ چنانچہ اسی لاپرواہی اور آزاد خیالی ہی کی وجہ سے یہ فتنا برپا ہوا کیونکہ جب محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تصانیف مطالعہ سے گزریں تو دل و جان سے ان پر فریفتہ ہو گئے اور ان افکار و نظریات کو اردو میں ڈھال کر تقویت الایمان کے نام سے فتنہ عوام کے لیے پیش کر دیا۔

مولوی اسماعیل نے پوری کوشش کی کہ امت مسلمہ کا تعلق سلف صالحین اور بارگاہ رسالت سے توڑ دیا جائے اور جو مسلمان اس تعلق کا تحفظ کرنا چاہیں انہیں بے دردی سے مشرک قرار دے دیا جائے۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۲۸﴾

فصل دوم

بزرگان دین و علمائے محققین کے تاثرات

﴿۱﴾

دہلی کے بڑے پیر حضرت علامہ ابو الحسن زید فاروقی مدظلہ اپنی تصنیف مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں کے درمیان بٹے رہے ایک اہلسنت و جماعت دوسرا شیعہ پھر مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز شاہ رفیع الدین شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان محمد بن عبد الوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کے رسالہ ”رد الاشراک“ ان کی نظر سے گذرا انہوں نے اردو میں تقویۃ الایمان لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا کوئی غیر مقلد ہوا کوئی وہابی بنا کوئی اہلحدیث کہلایا کسی نے اپنے کو فلسفی کہا۔ ائمہ مجتہدین کی جو قدور منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا۔ معمولی نوشت و خواند کے افراد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم میں جو تقصیرات ﴿بے ادبیوں﴾ کا سلسلہ شروع کر دیا۔

گیا یہ ساری قباہیں ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ کے بعد ﴿جب سے تقویۃ الایمان لکھی گئی﴾ سے ظاہر ہونا شروع ہوئی ہیں۔ اس وقت کے تمام جلیل القدر علماء کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور ان حضرات نے باتفاق اس کتاب کا رد کیا۔

﴿مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۰﴾

جس انسان کی طبیعت میں آزاد خیالی اور لاپرواہی ہو اس کا ایک ہی راستے پر چلتے رہنا مشکل ہوتا ہے بلکہ وہ ہر آنے جانے والے کے ساتھ جاسکتا

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب چونکہ آزاد خیال اور لاپرواہ تھے اسی

وجہ سے انہوں نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو اپنی خاندانی پختگی کو چھوڑ کر نجدی کے رنگ میں رنگے گئے۔ اور کتاب تقویۃ الایمان لکھ

ڈالی۔ جس کی وجہ سے ان کے اپنے خاندانی بزرگ شادولی اللہ سمیت مشرک اور جہنمی ٹھہرے۔ جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔ لیکن مولوی اسماعیل صاحب نے اس کی

پرواہ نہیں کی کیوں کہ وہ تھے ہی لاپرواہ بلکہ ان کی لاپرواہی کے ان کے عقیدت مند بھی معترف ہیں۔ چنانچہ مقدمہ تحقیق الفتویٰ میں ہے آزاد روی اور دین سے

بے قیدی ﴿لا پرواہی﴾ یہاں تک بڑھی کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تصانیف مطالعہ سے گزریں تو دل و جان سے ان پر فریفتہ ہو گئے اور ان کے افکار و

نظریات کو اردو زبان میں ڈھال کر تقویۃ الایمان کے نام سے فتنہ عوام کے لیے پیش کر دیا۔ ﴿ص ۲۸﴾ اور یہ لاپرواہی کا ہی کرشمہ ہے کہ خاندانی طریقہ کے

خلاف نماز میں رفع یدین شروع کر دیا اور پھر لا جواب ہونے کے باوجود اس سے

﴿۱﴾

اگر بس یا گارڈی وغیرہ کا ڈرائیور لاپرواہ ہو جائے تو کئی جانیں تباہ و ہال کر دیتا ہے یونہی جب ایک عالم دین لاپرواہ ہو جائے تو وہ بھی کئی مومنوں کے ایمان تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ بس یہی کچھ ہوا۔ حالانکہ اس سے پہلے ہندوستان کے مسلمان تمام کے تمان شیعہ فرقہ کو چھوڑ کر سنی حنفی عقائد کے پابند تھے۔

﴿۲﴾

چنانچہ مشہور اہلحدیث ﴿غیر مقلد﴾ عالم دین مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے وہ شیعہ توحید کے صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہیں :

امر تسری میں مسلمان آبادی ہندو سکھ وغیرہ کے مساوی ہے۔ ۸۰ سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل حنفی بریلوی خیال کیا جاتا ہے۔ ﴿مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۰﴾

﴿۳﴾

نیز محمد جعفر تھانسی نے تاریخ عجیب میں لکھا ہے :

میری موجودگی ہند کے وقت ۸ محرم ۱۲۹۲ھ تک شاید پنجاب بھر میں دس دہائی عقیدے کے مسلمان بھی موجود نہ تھے اور اب ۱۲۹۲ھ میں دیکھتا ہوں کہ کوئی گاؤں اور شہر ایسا نہیں ہے کہ جہاں کے مسلمانوں میں کم از کم چارم حصہ دہائی معتقد محمد اسماعیل کے نہ ہوں۔ ﴿مولانا محمد اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۰﴾

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ

اللہ علیہ کارشاد گرامی۔

اس تقویۃ الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم حصہ میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی اور ہر گھر مولوی اسماعیل کی بدولت معرکہ جنگ بن گیا۔ مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہوا ان کے پہلوؤں میں ان کے خونخوار دشمن پیدا ہو گئے جو انہیں مشرک جانتے اور رات دن ان سے لڑتے رہتے ہیں اور جس قدر اس کتاب کی اشاعت زیادہ ہوتی جاتی ہے اسی قدر جنگ وسیع ہوتی جاتی ہے۔

﴿طیب البیان ص ۴﴾

دہلی کے بڑے پیر حضرت علامہ زید ابو الحسن فاروقی مجددی

مد ظلم العالی تحریر فرماتے ہیں جب یہ کتاب ﴿تقویۃ الایمان﴾ لکھی گئی تو ایک فتنہ برپا ہو گیا۔ کیوں کہ یہ کتاب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندانی نظریات کے یکسر خلاف تھی اور اس کے شرک کی زد میں سب ہی آتے تھے۔ اس لیے خصوصاً دہلی میں ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا تو مولانا مخصوص اللہ صاحب جو کہ مولوی اسماعیل صاحب کے چچا زاد بھائی تھے ان کی موجودگی میں دہلی کی جامع مسجد میں جلیل القدر علماء کا اجتماع ہوا اور ان علماء نے باتفاق اس کتاب کا رد

کیا زان بعد حضرت مولانا فضل رسول بدایونی نے مولانا مخصوص اللہ کو خط لکھا

یہ خط اور اس کا جواب چھپ چکا ہے وہ خط اور اس کا جواب ملاحظہ ہو :

نوٹ :

خط میں پہلے سات سوالات ہیں پھر ان کے بالترتیب جوابات ہیں لیکن فقیر نے ہر سوال کے ساتھ ہی اس کا جواب درج کر دیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو۔

ابو سعید غفرلہ

مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا خط

بعد گذارش آداب تسلیمات عرض ہے کہ تقویۃ الایمان کے مشہور ہونے سے لے کر لوگوں میں بڑی نزاع ﴿جھگڑا﴾ ہے اس کتاب کے مخالف لوگ کہتے ہیں یہ کتاب تمام سلف صالحین اور سواد اعظم کے خلاف ہے۔ اور خود مصنف کے خاندان کے خلاف ہے اس کتاب کی رو سے مصنف کے استادوں سے لیکر صحابہ کرام تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچتا اور اس کے موافق ﴿ہم عقیدہ دہالی لوگ﴾ کہتے ہیں کہ وہ کتاب موافق سلف صالح اور ان کے خاندان کے ہے چوں کہ اس بات کو جیسا آپ جانتے ہو گئے غالباً دوسرا نہ جانتا ہو گا۔ اہل البیت ادوی بمافیہ اس خیال سے چند باتیں معروض ہیں امید ہے کہ جواب باصواب مرحمت ہو۔

سوال نمبر ۱

تقویۃ الایمان آپ کے خاندان کے موافق ہے یا مخالف۔

جواب

پہلی بات کا جواب یہ کہ تقویۃ الایمان کا میں نے نام تقویۃ الایمان ﴿ایمان کو برباد کرنے والی کتاب﴾ رکھا ہے۔ اس کے رد میں جو میں نے رسالہ لکھا ہے اس کا نام معید الایمان رکھا ہے۔ اسماعیل کا رسالہ ﴿تقویۃ الایمان﴾ ہمارے خاندان کے موافق کیا یہ تمام انبیاء اور رسولوں کی توحید کے خلاف ہے کیونکہ پیغمبر سب توحید سکھانے کو اپنے راہ پر چلانے کو بھیجے گئے تھے۔ اس کے رسالہ ﴿تقویۃ الایمان﴾ میں اس توحید کا اور پیغمبروں کی سنت کا پتہ بھی نہیں ہے اس پر شرک اور بدعت کے افراد گن کر جو لوگوں کو سکھلاتا ہے کسی رسول نے اور ان کے خلیفہ نے کسی کا نام لے کر شرک یا بدعت لکھا ہوا اگر کہیں ہو تو اس کے پیروں ﴿ہم عقیدہ لوگوں﴾ سے کہو کہ ہم کو بھی دکھائے۔

سوال نمبر ۲

لوگ کہتے ہیں کہ اس میں انبیاء اولیاء کے ساتھ بے ادبی کی ہے اس کا کیا حال ہے۔

جواب

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ شرک کے معنی ایسے کیے ہیں کہ اس کی رو سے فرشتے اور رسول خدا کے شریک بنتے ہیں اور خدا شرک کا حکم دینے والا ٹھہرتا ہے اور وہ شریک کہ شرک سے راضی ہو وہ مبغوض خدا ہوتا ہے۔ محبوب کو مبغوض بنانا اور کھلوانا ادب ہے یا بے ادبی ہے اور بدعت کے معنی وہ بتائے اور پھیلانے ہیں کہ اصفیاء اولیاء بدعتی ٹھہرتے ہیں تو یہ ادب ہے یا بے ادبی ہے۔

سوال نمبر ۳

شرعاً اس کے مصنف کا کیا حکم ہے۔

جواب

جواب یہ ہے کہ پہلے دونوں جواہروں میں سے دیندار اور سمجھنے والے کو ابھی کھل جائے گا کہ جس رسالے سے اور اس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ اور خلاف نسب انبیاء اولیاء کے ہو تو وہ گمراہ کرنے والا ہو گا یا ہدایت کرنے والا ہو گا۔ میرے نزدیک اس کا رسالہ علمنامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ گر اور مفسد اور غادی اور مغوی ﴿گمراہ اور گمراہ کرنے والا﴾ ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے دو شخص ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ

رہا تھا اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی سے سب چھٹن گیا تھا۔ مانند قول مشہور کہ ”چوں
حفظ مراتب نہ کنی زندیقی“ ایسے ہی ہو گئے۔

سوال نمبر ۴

لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں وہابی پیدا ہوا تھا اس نے نیاندھب بنایا تھا۔
علمائے عرب نے اس کی تکفیر کی تھی تقویۃ الایمان اس کے مطابق ہے۔

جواب

چوتھی بات کا جواب یہ ہے کہ وہابی کا رسالہ متن تھا۔ اور
﴿اسماعیل﴾ گویا اس کی شرح کرنے والا ہو گیا۔

سوال نمبر ۵

وہ کتاب التوحید جب ہندوستان میں آئی آپ کے حضرت عم بزرگوار
اور حضرت والد نے اسے دیکھ کر کیا فرمایا تھا۔

جواب

پانچویں بات کا جواب یہ ہے کہ بڑے عم ﴿چچا﴾ شاہ عبدالعزیز
رحمۃ اللہ علیہ بزرگوار کہ وہ بینائی سے معذور ہو گئے تھے اس کو سنا تو یہ فرمایا اگر
ہزار یوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ انشاء عشریہ کا سا جواب اس کا رد بھی لکھتا۔ اس
کی بخش وہاب بے منت نے اس بے اعتبار کو کی شرح کا رد لکھا۔ متن کا مقصد بھی
ناوود ہو گیا۔ ہمارے والد ماجد نے اس کتاب کو دیکھا نہ تھا۔ بڑے حضرت کے

نے سے کھا گیا کہ جب اس کو گروہ جان لیا تب اس کا رد لکھنا فرمایا۔

ال نمبر ۶

مشہور ہے کہ جب اس نئے مذہب کی شہرت ہوئی تو آپ جامع مسجد
اہلی میں تشریف لے گئے۔ مولوی رشید الدین خان وغیرہ تمام اہل علم آپ کے
ساتھ تھے اور مجمع خاص و عام میں مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحمی
صاحب کو سناکت اور عاجز کیا اس کا کیا حال ہے۔

جواب

چھٹی بات کا جواب یہ ہے کہ یہ بات تحقیق اور سچ ہے کہ میں نے
مشاورت کی راہ سے کہا تھا کہ تم نے سب سے جدا ہو کر تحقیق دین میں کی ہے۔
وہ لکھو کچھ ظاہر نہ کیا۔ ہماری طرف سے جو سوال ہوئے تھے اس کے جواب میں
ہاں جی ہاں جی کر کے مسجد سے چلے گئے۔

سوال نمبر ۷

اس وقت آپ کے خاندان کے شاگرد اور مریدان کے طور ﴿طریقے﴾
پر تھے یا آپ کے موافق۔

جواب

ساتویں بات کا جواب یہ ہے کہ اس مجلس تک سب ہمارے طور
﴿طریقے﴾ پر تھے۔ پھر ان کا جھوٹ سن کر کچے کچے آدمی آہستہ آہستہ پھرنے

لگے اور ہمارے والد کے شاگردوں اور مریدوں میں سے بہت بچے رہے شاید کوئی نادر پھر اہو تو مجھے اس کی خبر نہیں ہے۔

﴿مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان ص ۱۰﴾

﴿۶﴾

دہلی والے بڑے پیر حضرت علامہ ابوالحسن زید فاروقی

مدظلہ العالی کا فرمان

قمری حساب سے ۵ سال ۵ مہینے ۷ دن اور شمسی حساب سے ۵ سال ۳ مہینے ۲۰ دن یہ تحریک چلی مولانا اسماعیل نے نجدی ﴿محمد بن عبدالوہاب﴾ کی پیروی میں وہی قدم اٹھایا جو نجدی اٹھا چکا تھا کہ جو شخص اس کی تعلیمات کو تسلیم نہ کرے وہ قتل کر دیا جائے اور یہ مسلک اہل ہوا کا ہے۔

﴿۷﴾

مولانا عبدالحمیم شرف قادری نے فرمایا:

سرحدی مسلمان سکھوں کے ساتھ جماد کے نام پر مجاہدین کا ساتھ دے رہے تھے مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے ساتھیوں کے دہلیانہ عقائد بات بات پر کفر کا فتویٰ اور مجاہدین کے ساتھ پٹھان خواتین کے جبری نکاح وغیرہ ذالک وہ امور تھے جنہوں نے سرحد کے غیرت مند پٹھانوں کو مشتعل کر دیا۔ چنانچہ پشاور میں مجاہدین کی خاصی بڑی جماعت کو متبع کر دیا گیا۔ سرسید تو یہاں

نک کہتے ہیں کہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۱ء میں انہی کے ہاتھوں بالا کوٹ میں مولوی اسماعیل دہلوی اور سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا خاتمہ ہوا۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۲۴﴾

﴿۸﴾

نیز فرمایا قرآن و حدیث کی تعلیم کے مطابق راہ راست وہ صحیح طریقہ ہے جس پر نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام اور سلف صالحین چلتے رہے مولوی اسماعیل دہلوی نے پوری کوشش کی کہ امت مسلمہ کو صلف صالحین اور بارگاہ رسالت سے منقطع کر دیا جائے اور جو مسلمان اس تعلق کا تحفظ کرنا چاہیں انہیں بے دروی سے کافر و مشرک قرار دے دیا جائے۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۲۸﴾

﴿۹﴾

غیر مقلدوں کے مایہ ناز عالم دین و حید الزماں کا قول

ہمارے بعض متاخرین بھائیوں نے شرک کے بارے میں بہت شدت اختیار کی ہے اور اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا ہے اور مکروہ یا حرام امور کو شرک قرار دے دیا ہے ﴿ہدیۃ الہدی﴾ اور اس کے حاشیہ پر لکھا ہے وہ شیخ عبدالوہاب ہیں جنہوں نے ان امور کو شرک قرار دیا۔ جیسا کہ اہل مکہ کی طرف ارسال کردہ اس کے بیٹے محمد اور پوتے عبداللہ کے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے اور مولانا اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں اکثر امور میں اس کی پیروی کی ہے۔ ﴿ہدیۃ الہدی ص ۲۶﴾

حضرت مولانا سید نعیم الدین فاضل مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا

قول مبارک

مولوی اسماعیل دہلوی نے متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے تقویت الایمان بہت مشہور ہے اور اس کی بھرت اشاعت کی گئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی ہے اور ہزار ہا ہندوگان خدا اس کتاب سے گمراہ ہو گئے ہیں۔ مولوی اسماعیل کے مقدر نے یاروی نہ کی اور انہیں ہندوستان کی فرہاروائی نصیب نہ ہوئی لیکن اس کے پرپیگنڈہ سے ہزار ہا بلکہ لاکھوں آدمی بے دین اور بزرگان دین و اکابر اسلام حتیٰ کہ انبیاء علیہم صلوٰۃ السلام کی جناب میں گستاخ ہو گئے۔ جس سے ہند کے کفار کو ہمت ہوئی اور وہ آئے دن اسلام و پیشوایان اسلام کی شان میں گستاخانہ لب کشائی کرنے لگے۔

﴿۱۱﴾

دہلی کے بڑے پیر علامہ زید ابوالحسن فاروقی مدظلہ العالی کا ارشاد

گرامی

انگریزوں نے وہ ہنگامے دیکھے جو ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸۲۵ء میں دہلی کی جامع مسجد میں ہوئے اور پھر دیکھا کہ کس طرح مسلمان فرقوں اور ٹولیوں میں

ہئے۔ اور یہ سب کچھ اس کتاب ﴿تقویت الایمان﴾ کی وجہ سے ہوا لہذا اس کتاب کو ہندوستان کے گوشہ گوشہ تک پہنچایا جائے تاکہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں اور انگریز سکون کے ساتھ حکومت کرے۔

﴿مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان﴾

﴿۱۲﴾

پروفیسر محمد شجاع الدین کا اعتراف کہ انگریزوں نے کتاب تقویت الایمان مفت تقسیم کی

چنانچہ ڈاکٹر قمر النساء ایم اے نے لکھا ہے: ”اعترف پروفیسر محمد شجاع الدین المتوفی ۱۹۶۵ء رئیس قسم التاريخ بکلیتہ دیال سنگھ بلاہوری مکتوبہ الی البروفیسر خالد البز می بلاہوری ان الانجیز بین قدوز عوا کتاب تقویت الایمان بغیر شمن“ یعنی پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے جن کی وفات ۱۹۶۵ء میں ہوئی اپنے ایک خط میں پروفیسر خالد بزمی لاہوری کو لکھا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ انگریزوں نے کتاب تقویت الایمان مفت تقسیم کی ہے۔

﴿مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان ص ۵۱﴾

﴿۱۳﴾

دہلی کے حضرت علامہ ابوالحسن زید فاروقی کا ارشاد مبارک

مجھ کو تقویت الایمان میں وہابیت کے اثرات نظر آئے لہذا میں نے مختصر طور پر محمد بن عبد الوہاب کے حالات کا مطالعہ کیا اور ان کے رسالہ رد الاشترک کا

دقیق نظر سے مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ مولانا اسماعیل نے جو کچھ اس رسالہ ﴿تقویۃ الایمان﴾ میں لکھا ہے نجدی کے رد الاشرک سے لیا ہے۔

﴿۱۴﴾

مولوی اسماعیل دہلوی کا اپنا اقرار

میں نے یہ کتاب ﴿تقویۃ الایمان﴾ لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔

﴿مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۵۴﴾

تبصرہ

بی شک یہ وہ خرابی ہے جس کی وجہ سے ہندوستان کے مسلم حصہ میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی ہے معمولی معمولی باتوں کو شرک جلی قرار دینا کسی مسلمان کا کام نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے تمام ولی قطب ابدال اور غوث بلخہ انبیاء و مرسلین مشرک اور جہنمی ٹھہرتے ہیں۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ تعالیٰ

﴿۱۵﴾

حضرت پیر طریقت سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

مبارک

الحاصل بتوں اور کالمین کی ارواح میں فرق ظاہر و باہر ہے۔ لہذا بتوں

نے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کرنا جیسا کہ تقویۃ الایمان میں ہے نہایت قبیح تحریف اور بدترین تخریب کاری ہے۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۳۶﴾

﴿۱۶﴾

مولانا عبدالحمیم شرف قادری نے فرمایا

چوں کہ تقویت الایمان میں عامۃ المسلمین کو مشرک اور بدعتی قرار دیا گیا تھا اس لیے علمائے اہلسنت نے سختی سے اس کا نوٹس لیا یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی اس سے برأت اور بیزارگی کا اظہار فرمایا۔ مولانا مخصوص اللہ مولانا محمد موسیٰ حضرت شاہ احمد سعید مجددی مفتی صدر الدین آذرہ شاہ فضل حق خیر آبادی شاہ عبدالحمید بدایونی شاہ فضل رسول بدایونی قدست اسرار ہم ایسے اکابر معاصرین نے تقریر و تحریر کے ذریعہ ردِ تبلیغ کیا کچھ لوگوں نے ان نظریات کو اپنا کر حمایت کا راستہ اختیار کیا پھر فریقین میں وہ معرکہ آرائی ہوئی کہ پورا ہندوستان میدان کارزار دکھائی دینے لگا۔

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۵۱﴾

تبصرہ

اس کتاب کی بدولت آج اپنے آپ کو خفی کہلانے والے دو گروہوں

میں بٹ گئے ہیں ایک گروہ وہ ہے جو کہ حبیب خدا سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ

والسلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں نیاز مند اور اولیاء امت کے دامن کے ساتھ وابستہ ہے۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو اس کتاب تقویۃ الایمان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر عظمت مصطفیٰ ﷺ اور شان اولیاء سے کٹ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو بے اولیٰ سے بچائے اور منعم علیہم کے ساتھ وابستہ رکھے۔ آمین۔

ابوسعید محمد امین غفرلہ

فصل سوم

شرک کی برائی

یقین جان لینا چاہیے کہ شرک اور کفر ناقابل معافی جرم ہیں شرک کی بخشش ہو ہی نہیں سکتی۔ یعنی کافر شرک بغیر توبہ کیے مر جائے تو وہ ہرگز نہ بخشا جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے :

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء

یعنی بالتحقیق اللہ تعالیٰ لا شرک کو نہیں بخشے گا اور اس کے نیچے جو گناہ ہیں

وہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ جس کے لیے چاہے نیز قرآن مجید میں ہے :

ومن يشرك بالله فكأنما خر من السماء فتخطفه

ابطرا وتهوى به الريح في مكان سحيق

یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرے گویا وہ آسمان سے گر پڑا اور اسے پرندے اچک لیں یا اس کو آندھی دور کے مکان میں پھینک دے۔ نیز قرآن پاک میں ہے :

ان الذين كفروا من اهل الكتاب والمشرکین فی نار

جهنم خالدین فیہا اولئک ہم شرالبریہ

بے شک جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہیں اور مشرک لوگ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہے گے یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔

یہاں تک تو سب کا اتفاق ہے کہ شرک اکبر الکبار ہے اور مشرک بخشا نہیں جائے گا۔ لیکن یہ کہ شرک کیا ہے۔ اس میں دو الگ الگ نظریے ہیں۔ ایک نظریہ قرآن وحدیث کا ہے۔ نبیوں ولیوں صدیقوں کا ہے۔ دوسرا نظریہ خارجیوں کا ہے۔

قرآن وحدیث اور نبیوں ولیوں کا یہ نظریہ ہے کہ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کیساتھ برابر ماننا غیر اللہ کے لیے کوئی صفت ذاتی ﴿غیر عطائی﴾ ماننا غیر اللہ کو مستحق عبادت ماننا یہ شرک ہے لیکن یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی یا ولی کو علم یا اختیار یا تصرف عطا کرے یہ ہرگز شرک نہیں ہے۔

خارجیوں کا نظریہ یہ ہے کہ غیر اللہ کے لیے اختیار یا تصرف ماننا یہ

شرک ہے اور وہ کافروں اور بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات مبارکہ کو ایمان والوں ﴿نبیوں﴾ و لیوں ﴿پر چسپاں کرتے ہیں۔ اسی لیے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خار جیوں کو بدترین مخلوق جانتے تھے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے :

وكان ابن عمر يراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الى آيات نزلت في الكفار فجعلوها على المؤمنين.

﴿صحیح بخاری جلد دوم باب قتال الخوارج﴾

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خار جیوں کو بدترین مخلوق شمار کرتے تھے اور فرمایا یہ اس لیے کہ جو آئیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں خارجی لوگ ان آیتوں کو ایمان والوں ﴿نبیوں﴾ و لیوں ﴿پر چسپاں کرتے ہیں اور یہ خار جیوں والا نظریہ مولوی اسماعیل نے تقویت الایمان میں اختیار کیا ہے اور وہی آئیں جو کہ کافروں اور بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں لکھ کر تاثر دیا ہے کہ جو کوئی نبیوں و لیوں کے لیے اختیار یا تصرف ثابت کرے خواہ اللہ کی عطا سے ہی کرے وہ مشرک ہے۔ مثلاً تقویۃ الایمان کے پہلے باب توحید و شرک میں پہلی آیت مبارکہ لکھی ہے :

ويعبدون من دون الله مالا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله قل ابتنون الله بما لا يعلم في السموات ولا في الارض سبحانه وتعالى عما يشركون.

اس آیت مبارکہ کا پہلا لفظ ”ويعبدون من دون الله“ ثابت کر رہا ہے کہ یہ آیت بتوں اور ان کے پجاریوں کافروں مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ کفار مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اس آیت پاک کو ایمان والوں پر چسپاں کرنا خار جیوں کا ہی وطیرہ ہو سکتا ہے۔

کوئی مسلمان کسی بزرگ کسی نبی ولی کی عبادت نہیں کرتا۔ مسلمان عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کرتے ہیں۔ دوسری آیت مبارکہ اسی باب کی ملاحظہ ہو :

والذين اتخذوا من دونه اولياء ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفا

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں دوست بنا رکھے ہیں وہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی اس لیے عبادت کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں۔

اور یہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ کوئی مسلمان غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتا۔ لہذا یہ آیت بھی بتوں کے پجاریوں کافروں کے بارے میں ہے۔

پھر تیسری آیت مبارکہ جو کہ تقویت الایمان کے ردالاشرک فی التصرف میں لکھی ہے اس میں صراحتہ لفظ عبادت کا موجود ہے :

ويعبدون من دون الله مالا يملك لهم رزقامن السموات ولاارض شياء ولا يسقطنيعون.

اور ظاہر کہ ”من دون اللہ“ کی عبادت کافر ہی کرتے ہیں۔ ایمان والے ہرگز ”من دون اللہ“ کی عبادت نہیں کرتے یوں ہی رد الا شرک فی العبادۃ میں ”الا تعبدوا الا اللہ“ میں لفظ عبادت صراحۃً موجود ہے جو کہ ثابت کر رہا ہے کہ یہ آئیں کافروں بت پوجنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ ان آیات مبارکہ کو ایمان والوں۔ نبیوں۔ ولیوں۔ بزرگوں پر لگانا اپنے خارجی ہونے کا ثبوت فراہم کرنا ہے۔ اور تقویت الایمان کے مصنف نے اپنی کتاب میں یہی کچھ کیا ہے۔ یعنی سیدنا الن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرمان کے مطابق خارجیوں کا رول ادا کیا ہے۔ کافروں اور بتوں والی آئیں لکھ لکھ کر ایمان والوں ﴿نبیوں۔ ولیوں اور بزرگوں﴾ پر چسپاں کی ہیں اور اس دھوکہ دہی سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مسلمان گمراہ ہوئے اور شان رسالت و شان ولایت میں گستاخ ہو گئے۔ ﴿فالی اللہ المشتکی﴾۔

اب چند باتیں جو تقویت الایمان میں کافروں کے بارے میں نازل شدہ آیات مبارکہ کو نبیوں ولیوں پر لگا کر بیان کی ہیں۔ وہ درج کی جاتی ہیں۔

﴿اول﴾ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

﴿تقویت الایمان ص ۷ مطبع دفتر اخبار محمدی دہلی﴾

﴿دوم﴾ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

﴿تقویت الایمان ص ۷ مطبع دفتر اخبار محمدی دہلی﴾

ذرا اس بات کا عنوان ملاحظہ ہو جس کا نام محمد یا علی ہے کتنے گرے

ہوئے الفاظ ہیں گویا کہ مصنف کو ان حضرات کے ساتھ کوئی محبت و عقیدت نہیں ہے۔ انسان بالکل بیگانہ ہو تو بھی اس کا ذکر اچھے الفاظ سے کر دیتا ہے۔ اب ذرا غور کیجئے کہ جو شخص تقویت الایمان پر اعتقاد رکھے گا وہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا کیا ادب کرے گا۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

بلکہ تقویت الایمان کی تعلیم ہی بے ادنیٰ اور گستاخی پر ہے۔ چنانچہ تقویت الایمان کے صفحہ ۱۵ پر لکھا

جان لیان چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چہرہ سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ ﴿معاذ اللہ﴾

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

اے ایمان والو جو تم میں سے متقی پرہیزگار ہیں وہ بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و آبرو والے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وکان عند اللہ وجیہا۔

کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و آبرو والے تھے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وجیہا فی الدینا ولاحرة۔

عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دربار دونوں دنیا میں عزت و آبرو

نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن ذیشان میں فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ.

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول اور ایمان دار عزت والے ہیں لیکن منافق لوگ نہیں جانتے۔

ان چاروں آیتوں کی موجودگی میں کوئی مسلمان بھلا یہ کہہ سکتا ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چہرے سے زیادہ ذلیل ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

﴿سوم﴾ معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ ﴿ص ۷﴾

﴿چہارم﴾ اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ ﴿ص ۳۲﴾

﴿پنجم﴾ اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود خود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ ﴿ص ۱۰﴾

زال بعد قرآن و حدیث اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے نظریات تحریر کیے جاتے ہیں تاکہ پڑھنے والے حضرات غلطی جان لیں کہ تقویت الایمان میں جو نظریات درج ہیں یہ ہرگز نبیوں و دیوں کے نظریات نہیں ہیں بلکہ یہ خارجیوں کے نظریات ہیں اور ان تقویت الایمانی نظریات کی رو سے سارے نبی ولی، غوث، قطب اور ان کے ماننے والے مشرک ٹھہرتے ہیں۔ ﴿معاذ اللہ ثم معاذ اللہ﴾

﴿۱﴾

قرآن پاک میں ہے حضرت عیسیٰ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ۔ ﴿قرآن مجید سورۃ آل عمران﴾

یعنی مٹی سے پرندہ میں بناتا ہوں پھر اس میں پھونک میں لگاتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور عطائے پرندہ بن کر اڑ جاتا ہے۔

اس پر غور کیجئے تخلیق کس کا کام ہے۔ یہ کام یعنی پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن یہ تصرف اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام کر رہے ہیں۔ ”خلق“ صیغہ واحد بتکلم کا ہے۔ یعنی میں پیدا کرتا ہوں فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فعل خلق ذاتی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا فعل خلق عطائی ہے۔ مگر صاحب تقویت الایمان اسے بھی شرک قرار دے رہے ہیں۔ پڑھئے عبارت نمبر ۴: ”جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اپنا وکیل

سمجھ کر اس کو مانے اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔“

نیز یہ کہ ”پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود خود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔“

اور قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی عطا سے عیسیٰ علیہ السلام کیلئے تصرف ثابت کر رہا ہے۔ ہمیں تفاوت راواست از کجائنا کجا۔

﴿۲﴾

ذرا اس پر بھی غور کیجئے کہ مردے زندہ کرنا یہ کس کا کام ہے ہر کوئی جانتا ہے کہ مردے زندہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے مگر قرآن مجید یہی کام عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ثابت کر رہا ہے۔

”واحي الموتى باذن الله“

یعنی مردے میں زندہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے۔

﴿قرآن مجید سورۃ آل عمران﴾

اس سے بڑا تصرف کیا ہو گا مگر تقویت الایمانی نظریات کی رو سے یہ محض شرک ہے۔ لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

﴿۳﴾

قرآن پاک کے نظریہ کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی نے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ایسا تصرف کیا کہ بلفیس کا نہایت ہی وزنی

تحت آنکھ جھبکنے میں سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر کر دیا۔

﴿قرآن مجید سورۃ نمل﴾

اور ایسا تصرف کرنا خواہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہو تقویۃ الایمان نظریہ کی رو سے محض شرک ہے۔

احادیث مبارکہ سے تصرف باعطا اللہ

﴿۴﴾

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان بیان فرمائی ہے :

”انما قولنا لشئ اذا اردنا ان نقول له کن فیکون“

﴿سورۃ نمل﴾

یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جب ہم کسی چیز کا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے کن فرماتے ہیں تو وہ چیز ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے رسول اکرم ﷺ نے لفظ کن سے ہی تصرف فرمایا چنانچہ حکم بن ابوالعاص نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھتا اور جب رسول اکرم ﷺ کچھ ارشاد فرماتے تو اپنا منہ میڑھا کرتا رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا تو فرمایا :

”کن کذا لک“

ایسے ہی ہو جا تو اس کا منہ مرتے دم تک میڑھا ہی رہا یہ حدیث پاک

علامہ سیوطی نے مستدرک، بھیقی اور طبرانی سے خصائص کبریٰ میں تحریر کی ہے نیز فرمایا کہ اس حدیث مبارک کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے۔

﴿خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۹۷﴾

﴿۵﴾

نیز امام بھیقی سید نانن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے خطبہ دیا تو ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی نقل کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”كذلك فكن“

ایسے ہی ہو جا تو وہ مخبوط الحواس ہو گیا۔ دو مہینے یونہی رہا پھر جب اسے ہوش آیا تو اس کا منہ ٹیڑھا ہی تھا۔

﴿خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۹۷﴾

غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کن فرمائے تو کام ہو جاتا ہے وہی لفظ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ تصرف سے اللہ تعالیٰ کے حبیب نے فرمایا تو ویسے ہی ہو گیا۔ لیکن تقویت الایمان کے مطابق یہ محض شرک ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

﴿۶﴾

تقویت الایمانی نظریہ یہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ عبارت نمبر ۱ ملاحظہ ہو۔ لیکن یہ نبیوں ولیوں کے نظریہ کے سراسر خلاف ہے حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں رہ کر کچھ لکھا کرتا تھا وہ اسلام سے مرتد ہو کر چلا گیا تو حبیب خدا ﷺ کی زبان

حق ترجمان پر جاری ہوا:

”ان الارض لا تقبلہ“

زمین اسے ہرگز قبول نہیں کرے گی وہ شخص مر گیا اور حضرت ابو طلحہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس علاقے میں گئے۔ جہاں وہ مرا تھا دیکھا کہ وہ مردہ زمین کے اوپر پڑا ہوا ہے پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اسے کئی بار دفن کیا ہے مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ اسے نکال باہر پھینکا ہے۔

﴿بخاری و مسلم مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۶﴾

﴿۷﴾

صحیح مسلم میں ہے ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کر دیا۔ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کل بيمينك“

دائیں ہاتھ سے کھا تو اس نے براہ منکر کہہ دیا۔ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”ما استطعت“

تو دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکے گا تو پھر اس کے بعد اس کا دائیں ہاتھ منہ تک نہ اٹھ سکا۔ حاصل کلام یہ کہ جس دل میں ایمان کی رمت باقی ہے وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی تصرف کرنا محض شرک ہے اور یہ کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا

مختار نہیں اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطا کرے اور صریح حدیثوں کی خلاف ورزی سے بچائے۔

بجاء حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی الہ واصحابہ وسلم۔

﴿۸﴾

تقویۃ الایمانی نظریہ یہ ہے کہ جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے لیکن سارے ولیوں، غوثوں، قطبیوں کا نظریہ یہ ہے کہ اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کی عطا سے جہاں میں تصرف کرتے ہیں بلکہ تصرف تو ولایت کی طاقت کا دوسرا نام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کو عطا کرتا ہے۔

ولیوں غوثوں اور قطبیوں کا نظریہ

محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم جیلانی قدس سرہ نے اپنی کتاب

فتوح الغیب میں تحریر فرمایا: اذا كنت في امره كانت الاكوان في امرك. ﴿فتوح الغیب مقالہ نمبر ۱۳﴾

یعنی اے بندے جب تو اللہ تعالیٰ کے زیر فرمان ہو جائے گا تو سارے جہاں تیرے زیر حکم ﴿تیرے تصرف میں﴾ ہو جائیں گے۔

نبیوں، ولیوں کے تصرف کے متعلق تفصیل کیلئے کتاب ”خلیفۃ اللہ“ کا مطالعہ کریں۔

﴿۹﴾

نیز فرمایا غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ نے: قال اللہ تعالیٰ فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ الذی لا الہ الا انا اقول للشیئ کن فیکون اطعنی اجعلک تقول للشیئ کن فیکون۔

﴿فتوح الغیب مقالہ نمبر ۱۳﴾

یعنی اللہ تعالیٰ کا بعض کتابوں میں یہ فرمان آچکا ہے کہ اے بندے میں ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں جب کسی چیز کے متعلق کہتا ہوں ”کن“ ہو جاتا وہ ہو جاتی ہے اے میرے بندے تو میری اطاعت کرتے ہیں تجھے ایسا کروں گا کہ تیری زبان سے کن نکلے تو وہ کام ہو جائے گا۔

﴿۱۰﴾

نیز فرمایا: ثم یرد علیک التکوین فتکون بالاذن الصریح۔ یعنی اے بندے تجھے سلوک کی منزلیں ملے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ مرتبہ تکوین ﴿تصرف﴾ عطا کرے گا کہ تو صریح اذن کے ساتھ تصرف کرے گا۔

﴿۱۱﴾

نیز فرمایا: ثم یرد الیہ التکوین فیکون جمیع ما یحتاج الیہ باذن اللہ۔

﴿فتوح الغیب ص ۴۶﴾

یعنی پھر سالک کو مرتبہ تمکین عطا ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے ہر اس کام میں تصرف کرتا ہے جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔ نتیجہ

یہ نکلا کہ تقویت الایمان کا نظریہ یہ ہے کہ جہان میں کسی کے لیے تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے خواہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہو اور غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ویوں کے لیے تصرف ثابت کر رہے ہیں اور بڑے وثوق سے ثابت کر رہے ہیں تو تقویت الایمانی نظریہ کے مطابق العیاذ باللہ العیاذ باللہ، غوث اعظم محبوب سبحانی بھی مشرک اور ان کے ماننے والے بھی ان کے نظریہ کو مان کر سب کے سب مشرک اور دوزخی ٹھہرے کہ شرک کی سزا ہی ہمیشہ دوزخ میں جلنا ہے۔ ان الزین کفروا من اهل الكتاب والمشرکین فی نار جہنم خالدین فیہا۔

وَعَا: یا اللہ ہمیں نظر بصیرت عطا کر کہ ہم حق و باطل میں فرق کر سکیں۔

﴿۱۲﴾

امام الاولیاء سید علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے کچھ ولی ہیں کہ انہیں ولایت خاصہ عطا فرمائی ہے اور وہ

اولیاء کرام والی ملک وے اند۔

یعنی وہ اولیاء اللہ تعالیٰ کے ملک کے والی ﴿منتظم﴾ ہیں۔

نیز فرمایا: و مرایشان و اولیاء عالم گردا بندہ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو جہان کا والی ﴿منتظم﴾ بنایا ہے تو کیا اگر

وہ کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتے تو والی کسی پتھر کا نام ہے بلکہ آگے چل کر

صراحت فرمادیا: واما آنجہ اہل حل و عقد اند و سرنگان درگاہ

حق جل و علا سے صد تن دند۔ ﴿کشف الجوب ص: ۱۹۱﴾

یعنی اولیاء کرام جو اہل حل و عقد ﴿تصرف کرنے والے﴾ اور دربار الہی کے سپہ سالار اور کوتوال ہیں۔ وہ تین سو ہیں۔ ﴿کشف الجوب فارسی ص: ۱۹۰-۱۹۱﴾

پھر اسی سلسلہ میں سرکار داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک واقعہ بھی تحریر فرمایا کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں دریائے نیل اپنی عادت کے مطابق خشک ہو جایا کرتا تھا اور رسم جاہلیت کی بنا پر انہیں ایک لڑکی کو آراستہ کر کے ڈال دیا کرتے تھے تاکہ دریا جاری ہو۔ فاروق اعظم نے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھا اے دریا اگر تو اپنے آپ ٹھہر جاتا ہے تو بے شک جاری نہ ہو اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکتا ہے تو "عمر میگوید بود" یعنی تجھے عمر حکم دیتا ہے کہ تو جاری ہو اور جب یہ ٹکڑا کاغذ کا دریا میں ڈالا تو دریا جاری ہو گیا۔

”واہیں امارت بہ حقیقت بود“

یعنی یہ حکومت حقیقی حکومت تھی اور میری مراد اس واقعہ سے یہ ہے کہ ولایت کی شان ثابت کی جائے تاکہ اے عزیز تو جان لے کہ ولی ایسے کو کتنا روا ہے جس کے اندر ایسی شان ولایت موجود ہو۔ ﴿کشف الجوب ص: ۱۹۰﴾

سلطان الہند خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

قدس سرہ نے فرمایا:

چہ چیز است کہ در قدرت خدا تعالیٰ نیست مرد را باید

کہ در فرمانہائے او تقصیر نہ کند تاہر چہ خواہد آن شود۔

﴿در لیل العارفين مؤلفہ خواجہ قطب الدین عتیار کا کی قدس سرہ ص ۲۵﴾

یعنی وہ کون سی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں لیکن مرد کو مرد بننا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں کوتاہی نہ کرے پھر سالک جو چاہیگا وہ ہو جائے گا۔ خواجہ غریب نواز تو فرمائیں کہ سالک جو چاہے وہ ہوتا ہے مگر صاحب تقویۃ الایمان کہتا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یہ بھی عجب مسلمانی ہے۔

اس کے بعد خواجہ غریب نواز قدس سرہ نے تصرف اولیا کا ایک عجیب

و غریب واقعہ بیان فرمایا:

فرمایا کہ ایک دن میں اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں حاضر تھا اور کچھ درویش اور بھی موجود تھے کہ ایک بوڑھا کمزور

جس کی کمر ٹیڑھی ہو چکی تھی لاٹھی ٹیکتا ہوا حاضر ہوا اور اس نے سلام عرض کیا

میرے خواجہ نے سلام کا جواب دیا اور کھڑے ہو گئے اور نہایت ہی شفقت

فرماتے ہوئے اسے اپنے پاس بٹھایا اور آنے کا سبب دریافت کیا تو اس بوڑھے نے

عرض کی کہ میرا لڑکا تیس سال سے لاپتہ ہے جس کی جدائی سے میرا یہ حال ہو

گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے سر مراقبہ میں جھکایا کچھ دیر بعد سر مبارک

اٹھایا اور حاضرین سے فرمایا اس کے لڑکے کی واپسی کے لیے فاتحہ و اخلاص پڑھ

کر دعا کریں دعا کے بعد فرمایا: باباجی جلا تھوڑی دیر کے بعد تم اپنے لڑکے کو لے

کر یہاں آؤ گے۔ یہ سن کر باباجی آداب جلال کر خوشی خوشی واپس ہوئے ابھی گھر

بھی نہ پہنچے تھے کہ کسی آنے والے نے باباجی کو بشارت دی اور کہا باباجی مبارک ہو

تمہارا بیٹا گھر پہنچ گیا ہے باباجی خوشی خوشی گھر پہنچے اور لڑکے کو ملے باباجی کی نظر

جو کمزور ہو چکی تھی روشن ہو گئی اور وہ اپنے لڑکے کو لے کر واپس حضرت خواجہ

قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت خواجہ نے اس لڑکے کو پاس بلا کر

پوچھا تو کہاں تھا عرض کیا مجھے جنوں نے پکڑ کر ایک جزیرہ میں باندھ رکھا تھا اور

آج جب کہ میں بندھا بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ جو آپ کے ہی ہم شکل تھے گویا وہ

آپ ہی تھے آئے اور ہاتھ ڈال کر زنجیر کھول دیئے اور مجھے اپنے سامنے کھڑا کر

کے فرمایا کہ تو میرے پاؤں پر پاؤں رکھ اور آنکھیں بند کر لے۔ میں نے تعمیل

حکم کی پھر فرمایا آنکھیں کھول میں نے آنکھیں کھولیں اور اپنے آپ کو اپنے گھر

کے دورازے پر دیکھا پھر کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ حضرت خواجہ نے اشارہ

کر کے منع فرمادیا۔ ﴿در لیل العارفين ص ۲۵﴾

سبحان اللہ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سلطان کا عالم کیا ہو گا۔

مخدوم الاولیاء خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند قدس سرہ کا تصرف
حضرت خواجہ شاہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا:

میں اور میرا ساتھی محمد زاہد جنگل کی طرف گئے اور معرفت پر بات چل -
نگلی میں نے کہا عارف وہ ہوتا ہے جو کسی کو کہے مر جا تو وہ مر جائے اور میں نے
اپنے ساتھی محمد زاہد کو کہہ دیا مر جا تو وہ مر گیا اور آدھے دن تک وہ مردہ ہی رہا اور
اس کے جسم پر گرمی کی وجہ سے تغیر بھی ہو چلا تھا تو میرے دل میں یہ القا ہوا کہ
اسے کوئی زندہ ہو جا میں نے تین مرتبہ اس کو کہا زندہ ہو جا تو وہ زندہ ہو
گیا ﴿مخلصاً﴾ یہ واقعہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب جمال
الاولیاء کے ص ۳۹ پر لکھا ہے ﴿

قابل غور بات ہے کہ مردے زندہ کرنا کس کا کام ہے یہ صرف اللہ
تعالیٰ کا کام ہے وہی زندہ کرنا اور مارنے والا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا سے
اللہ کے ولی حضرت خواجہ شاہ نقشبند قدس سرہ نے یہ تصرف کیا کہ مردہ زندہ
ہو گیا۔

حضرت خواجہ بہاؤ الحق غوث ملتانی سرور دی قدس سرہ کا تصرف

ایک دفعہ شیخ الاسلام ﴿خواجہ بہاؤ الحق ملتانی﴾ کے چند ارادت مند
بغداد سے ملتان چلے آتے تھے اتفاق سے وہ ایسے صحرائیں پھنسے جہاں انہیں پانچ

دن تک پانی نہ ملا۔ پیاس سے وہ سخت پریشان ہوئے اور مرنے کے قریب پہنچ
گئے۔ موت و حیات کی کشمکش کے دوران انہوں نے شیخ الاسلام ﴿خواجہ
ملتانی﴾ کا نام لے کر پکارا۔ اسی اثناء میں ایک درویش ظاہر ہوئے اور انہیں پانی پلا
کر چلے گئے ان لوگوں نے اس سے پہلے حضرت خواجہ بہاؤ الحق ملتانی کو نہیں
دیکھا ہوا تھا۔ اور جب ملتان پہنچے تو دیکھا کہ جس بزرگ نے صحرائیں پانی پلایا تھا
وہ شیخ الاسلام خواجہ ملتانی ہیں یہ دیکھ کر انہوں نے بے اختیار ٹوپیاں اتار کر
حضور کے قدموں میں ڈال دیں۔ ﴿تذکرہ بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی ص ۲۵۵﴾
میرے عزیز یہ چاروں سلسلوں قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ،
کثر ہم اللہ تعالیٰ کے چاروں بزرگوں کے چند ارشادات اور تصرف کے
واقعات بطور نمونہ بیان کئے ہیں ورنہ ان حضرات کے اور ان کے خلفاء اور ان
سلسلوں کے اولیاء کرام کے تصرفات جو ان کو ان کے رب کریم نے عطا
فرمائے ہیں اتنے بے شمار ہیں کہ بڑی سے بڑی ضخیم کتاب بھی ان کا احاطہ نہیں
کر سکتی۔ ان چند واقعات اور ارشادات کو پڑھ کر مسلمان کی آنکھیں کھل جانی
چاہیں اور دیکھ لینا چاہئے کہ تقویت الایمان نے کس بے دردی سے سب کو ہی
مشرک قرار دے دیا ہے۔ اس کی تعلیم کی رو سے سیدنا داتا گنج بخش سیدنا غوث
اعظم جیلانی محبوب سبحانی سیدنا سلطان الہند خواجہ غریب نواز سیدنا خواجہ
بہاؤ الدین شاہ نقشبند سیدنا بہاؤ الحق ذکر یا ملتانی قدس سرہم اور ان سلسلوں کے
اولیاء کرام خواہ وہ چورہ شریف کے ہوں خواہ گولڑہ شریف کے وہ تو نسہ شریف

کے ہوں خواہ علی پور شریف کے وہ پاکپتن شریف کے ہوں خواہ سرہند شریف کے اور ان کے متوسلین قادری، چشتی، سروروی، نقشبندی کثر ہم اللہ تعالیٰ کے سارے کے سارے مشرک ٹھہرے مگر آج کے نام نہاد مسلمان کے دل میں ایسی منافقت گھس گئی ہے کہ وہ ہر ملایہ کہہ رہا ہے کہ جی سب ٹھیک ہیں سب حق پر ہیں جیسے منافق کہا کرتے تھے رسول اللہ کی پارٹی بھی ٹھیک ہے اور ابو جہل کی پارٹی بھی ٹھیک ہے۔

لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

میرے عزیز تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسماعیل دہلوی نے تو اپنے باپ دادا اور اپنے خاندان کو بھی معاف نہیں کیا بلکہ سب کو مشرک بنا کے چھوڑا ہے۔ دادا جان کہتے ہیں کہ اولیاء کرام کیلئے باعطاء الہی تصرف حق ہے۔ ثابت ہے چنانچہ مصنف کے دادا جان حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "القول الجلیل" میں فرمایا:

وللنقشبندیۃ تصرفات عجیبۃ من جمع الہمة علی مراد
فیكون علی وفق الہمة والتأثیر فی الطالب ودفع المرض عن
المريض وإفاضة التوبة علی العاصی والتصرف فی قلوب الناس
حتى یحبو او یعظموا وفی مدارکهم تتمثل فیہا واقعات عظیمة
والاطلاع علی اهل اللہ من الاحیاء واهل القبور والاشراف
علی خواطر للناس وما یختلج فی الصدور کشف الوقائع

المستقبلة ودفع البلیۃ اللانازلة و غیرہا۔ ﴿القول الجلیل ص ۸۷﴾
یعنی نقشبندی بزرگوں کے عجیب و غریب تصرفات ہیں کہ وہ کسی مراد پر ہمت لگا دیں تو وہ پوری ہمنو جائے وہ مریض پر ہمت لگا دیں تو وہ مرض جاتا رہے۔ گناہ گار پر تصرف کریں تو وہ تائب ہو جائے وہ لوگوں کے دلوں میں تصرف کریں تو لوگ محبت کرنے لگ جائیں۔ اور تعظیم کریں اور وہ زندوں خواہ مردوں پر ہمت لگا دیں تو وہ ان کے دلوں کی نسبت معلوم کر لیں اور وہ خدا داد تصرفات سے دلوں کے بھید دلوں پر مطلع ہو جائیں اور آئندہ کے رد نما ہونے والے واقعات جان لیں اور تصرف کریں تو آنے والی بلائیں دفع ہو جائیں اور ان کے اور بہت سے تصرفات ہیں۔

ذرا مندرجہ بالا الفاظ کو غور سے پڑھیں اور دل کی آنکھیں ٹھنڈی کریں
ولیکن پوتے کی تعلیم و تقویۃ الایمانی نظریہ کے مطابق دادا جان بھی مشرک
ٹھہرے اور دادا جان کے نظریہ کو مان کر ان کا سارا خاندان بھی مشرک ٹھہرا
کیونکہ پوتا کہتا ہے۔

جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اپنا دلیل سمجھ
کر اس کو مانے اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ ﴿تقویت الایمان ص ۳۲﴾
پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے
خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کی ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک
ثابت ہوتا ہے۔ ﴿تقویت الایمان ص ۱۰﴾

یہ دونوں سچے نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً ان دونوں یعنی داد پوتا میں سے ایک سچا ایک جھوٹا ہے جیسے کہ دن کے بارہ بجے ایک ککے کہ دن ہے دوسرا ککے رات ہے تو دونوں میں سے ایک سچا ہو گا اور سچا وہ ہے جس کی تائید سورج کی موجودگی کر رہی ہو گی۔ یہاں بھی یقیناً داد ا جان ہی سچے ہیں کیونکہ ان کی تائید سارے ولی، غوث، قطب، کبدال کر رہے ہیں ان کی تائید احادیث مبارکہ کر رہی ہیں ان کی تائید رب تعالیٰ کا قرآن پاک کر رہا ہے جیسے کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے اور یقیناً یہی حق یہی سچ ہے یہی صراط مستقیم ہے۔ یہ منعم علیہم کا راستہ ہے۔

اللهم اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین

انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین

بجاء حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

۴۴۳ خاتمہ

اے میرے عزیز! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے ولیوں کا نیاز مند رکھے۔ فقیر نے خیر خواہی کے جذبہ سے تقویت الایمان کے متعلق اپنی بساط کے مطابق چند معلومات سپرد قلم کی ہیں۔ ہدایت اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔

”یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔“

ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ہدایت دینا چاہا ہے اور فقیر کے اس رسالہ کو ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

فقیر نے اپنے لیے اور آپ کے لیے مندرجہ بالا دعا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے ولیوں کا نیاز مند رکھے یہ دعا اس لیے کی ہے کہ اولیاء کرام کی نیاز مندی ان کے ساتھ محبت بہت بڑی سعادت ہے جو انکا ہو گیا وہ اللہ تعالیٰ کا ہو گیا اور جو ان سے کٹ گیا وہ دھتکارہ ہوا اور ہمارا الہی سے مردود ہوا۔

چوں شدی دور از حضور اولیاء در حقیقت گشتہ دور از خدا

کیوں نہ ہو جب کہ حبیب خدا سید انبیاء علی نبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

یوں دعا کرتے ہیں :

اللهم اجعلنا ها دين مهتدين غير ضالين ولا مضلين
سلما لا وليائك وعدوا لا عدائك نحب بحبك من احبك ونعادي
بعد اوتك من خالفك اللهم هذا الدعاء وعليك الاجابة.

﴿ترمذی شریف جلد دوم ص ۸۷﴾

یا اللہ! ہمیں ہدایت دہندہ، ہدایت یافتہ کر یا اللہ! ہمیں گمراہ اور گمراہ
کنندہ نہ بننا۔ یا اللہ! ہمیں اپنے ولیوں کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے والا اور اپنے
دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنے والا کر یا اللہ! ہم تیرے ولیوں کے ساتھ تیری
محبت کی وجہ سے محبت کریں اور تیرے مخالفین کے ساتھ ان کی مخالفت کی وجہ
سے مخالفت و دشمنی رکھیں یا اللہ! یہ ہماری دعا ہے اس کا قبول کرنا تیرے فضل پر
ہے۔

اے میرے عزیز جن کی دوستی اور محبت کے لیے رسول اکرم شفیع
اعظم ﷺ رب تعالیٰ سے دعائیں کریں تو جو ان ولیوں کو مشرک کہے تیرا
ایسے لوگوں کے ساتھ کیا تعلق ہونا چاہیے مگر افسوس صد افسوس کہ صلح کلی کا
مرض ایسا پھیلا ہوا ہے کہ اچھے خاصے سمجھ دار لوگ بر ملا کہتے ہیں جی سب
ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ لا نظر بصیرت عطا کرے۔

اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے ساتھ نیاز مندی کا ثمرہ

علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

”ما تعبد متعبد اکثر من التحبب الی اولیاء الرحمان۔“

﴿روض الریاضین﴾

یعنی اللہ کے ولیوں کے ساتھ محبت کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور
ان کے ساتھ محبت کرنے والا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عابد ہے اور ان ولیوں کے
منکر پر زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ وہ دنیا سے بے ایمان جائیگا۔

علامہ یافعی فرماتے ہیں :

”قال الشیوخ رضی اللہ عنہم اقل عقوبة المنکر علی

الصالحین ان یحرم برکتهم قالوا ویخشى علیہ سؤ الخاتمة۔“

﴿روض الریاضین﴾

یعنی مشائخ کرام کا ارشاد ہے کہ اللہ والوں پر انکار کرنے کی کم از کم سزا
یہ ہے کہ ایسا انسان اولیاء کرام کی برکتوں سے محروم رہتا ہے اور اس بات کا
خوف ہے کہ ایسا گستاخ بے ایمان ہو کر مرے گا۔

ایک نصیحت آموز واقعہ

مشہور الہمدیث عالم دین مولانا عبد الجبار کو کسی نے بتایا کہ مولوی
عبد العلی الہمدیث جو کہ امتز تسر کی مسجد تیلیانوالی کا امام ہے اور وہ آپ کے مدرسہ

غزنویہ میں پڑھتا بھی ہے اس مولوی عبدالعلی نے کہا ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں اچھا اور بڑا ہوں کیوں کہ ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں یہ سن کر مولانا عبدالجبار صاحب جو کہ بزرگوں کا نہایت ہی ادب و احترام کیا کرتے تھے حکم دیا اس نالائق عبدالعلی کو مدرسہ سے نکال دو اور ساتھ ہی فرمایا کہ وہ عنقریب مرتد ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کو مدرسہ سے نکال دیا گیا اور پھر ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ مولوی عبدالعلی مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے بھی نکال دیا۔ زان بعد کسی نے مولانا عبدالجبار سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کافر ہو جائے گا۔ فرمایا کہ جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی خبر ملی اسی وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آئی :

”من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب.“ حدیث قدسی
یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس کسی نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اس کے خلاف میں اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور میری نظر میں امام ابو حنیفہ ولی اللہ تھے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز چھینتا ہے اور اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلیٰ کوئی چیز نہیں ہے اس لیے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا۔

کتاب مولانا دود غزنوی ص ۱۹۱

اور اس کے برعکس جو لوگ اولیاء کرام کے ساتھ محبت کرتے ہیں

ولیوں کا ادب کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے با ایمان جاتے ہیں اور جنت حاصل کرتے ہیں۔

واقعہ۔

ایک شخص فاسق و فاجر تھا ایک دن وہ دریائے دجلہ کے کنارے ہاتھ پاؤں دھونے بیٹھا۔ دیکھا کہ نیچے پانی کے بہاؤ کی طرف امام احمد بن حنبل وضو کر رہے ہیں اس نے خیال کیا کہ یہ تو بے ادبی کی بات ہے کہ ایک اللہ کے ولی وضو کر رہے ہوں اور میرے جیسا ایک نالائق انسان ان سے اوپر بیٹھ کر ہاتھ منہ دھوئے یہ خیال کر کے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور نیچے بہاؤ کی طرف بیٹھ کر ہاتھ منہ دھو کر چلا گیا۔ جب وہ مرا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا اس نے کہ امام احمد بن حنبل کے ساتھ ادب کرنے سے میری بخشش ہو گئی اور واقعہ سنایا۔

تذکرۃ الاولیاء و ذکر خیر

۴۴۸ اپیل

اے میرے مسلمان بھائیو! میرے آقا کے بھولے بھالے اہلوائے
 قادر یوں چشتیو سہروردیو نقشبندیو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے پیارے ولیوں کے
 فیوض و برکات سے بالامال فرمائے اور ان سرکاروں کی سچی محبت اور عقیدت عطا
 کرے۔ کیا تم اتنے ہی بے غیرت ہو گئے ہو کیا تمہارے اندر عقیدت اور محبت
 بھی نہ رہی کہ جو لوگ تمہارے سلسلہ کے بزرگوں ولیوں کو تمہارے سلسلہ کے
 اکابر سمیت مثلاً سید ناد اتاسیخ بخش لاہوری، سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی، شیخ
 الشیوخ خواجہ سہروردی، سلطان الہند خواجہ غریب نواز مخدوم الادلیاء خواجہ
 بہاؤ الدین بخاری شاہ نقشبند رضی اللہ عنہم کو مشرک کہیں تم ان کو چندے دوہالی
 خدمت کر۔ ان کے مدارس میں چوں بچوں کو پڑھاؤ انہیں تم اپنا معزز جانوان کی
 تقریریں سنو۔ تمہیں کیا ہو گیا اور تمہاری ایمانی غیرت کہاں گئی تم اتنے ہی بے
 ضمیر ہو گئے ہو یا پھر اس فرمان عالی کا مظاہرہ کر رہے ہو کہ قیامت کے قریب
 میں اپنی امت پر ضعیف یقین کا خوف کرتا ہوں تمہارے عقیدے اتنے ہی ناچختہ
 ہو گئے کہ تم اپنے آقاؤں کے دشمنوں کو گلے لگاتے ہو ان کے پیچھے نمازیں
 پڑھتے ہو ان کے ساتھ بیاہ شادیاں رشتے ناٹے کرتے ہو اپنی بیٹیاں بے ادبوں
 گستاخوں کو دیتے ہو حالانکہ یہ خطرناک کھیل ہے ایمان کی بربادی کا سامان ہے۔
 سنو اور گوش ہوش سے سنو حضرت خواجہ ابو بکر جوزجانی قدس سرہ

کے زمانہ میں ایک حنفی نے کسی اہلحدیث سے رشتہ طلب کیا اس اہلحدیث نے یہ شرط لگائی کہ اگر تو حنفی مذہب چھوڑ دے نماز میں فاتحہ خلف الامام پڑھے رفع یدین وغیرہ کرے تو میں رشتہ دے دیتا ہوں اس حنفی نے یہ شرط قبول کر لی اور نکاح کر لیا پھر یہ مسئلہ حضرت خواجہ جوزجانی قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ یہ نکاح ہوا ہے یا نہیں تو آپ نے ﴿مراقبہ﴾ کیا سر جھکا یا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ نکاح تو ہو گیا مگر مجھے ڈر ہے کہ یہ حنفی دنیا سے بے ایمان جائے گا۔ آخری وقت اس کا ایمان چھن جائے گا۔ کیوں کہ اس نے گندے چمڑے کی خاطر اپنا حق مذہب چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ ردالمحتار فتاویٰ شامی میں ہے :

حکى ان رجلا من اصحاب ابى حنيفة خطب الى رجل

من اهل الحديث ابته في عهد ابى بكر الجوزجاني فابى الا ان

يترك مذهبه فيقرأ خلف الامام ويرفع يديه عنه الانحطاط وغير

ذالك فاجابه فزوجه فقال الشيخ بعد ماسئل عن هذه واطرق

راسه التكاك جائز ولكنى اخاف عليه ان يذهب ايمانه وقت

النزع لانه استخف بمذهبه الذى هو حق عنده و تركه لاجل

حنفية منتنة . ﴿فتاویٰ شامی باب التعزیر﴾

میرے عزیز غور کر کہ اس وقت کے اہلحدیث وہابی نہ تھے۔ رسول کریم ﷺ کے گستاخ نہ تھے صرف ایک معین امام کی تقلید کو برا جانتے تھے جب ان کے ساتھ میہ شادی کرنے سے ایمان کو خطرہ ہے تو آج کل کے اہل

فرمایا فقیر فلاں شخص سے دو وجہ سے خوش نہیں ہے اول یہ کہ وہابیوں سے میلان ﴿میل ملاپ﴾ رکھتا ہے دوسرے یہ کہ مولوی غلام مرتضیٰ پیر بل والوں کا سخت مخالف ہے۔ ﴿ص ۳﴾

﴿۲﴾

حضرت خواجہ عبدالرسول نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا خط مبارک ملاحظہ ہو جو کہ آپ نے اپنے ایک مرید کے نام لکھا ہے۔
خط مبارک

پس سلام مسنون آنکہ خط مرسلہ تمہارا پہنچا دیکھ کر سخت افسوس ہوا جس کا کچھ حساب نہیں افسوس اس لیے ہوا کہ اس وقت تمہارے ایمان میں بڑا خلل ہے کیونکہ تمہاری صحبت ایک غیر مقلد کے ساتھ ہے۔ لعنت ایسی شاگردی پر اور پھٹکار ہے ایسے علم پر جو ایسے شخص سے حاصل کیا جائے۔ میں نے تو تم کو ایک اچھا دانا بنایا تھا مگر کوراہی نکلا بھلا جسکی صحبت وغیرہ نے پہلے ہی ایمان چھین لیا اسکی بد عاکیا لگے گی ہرگز ہرگز یہ کوئی بات نہیں اپنا ایمان چاہتے ہو تو مجلس کیا اس کا منہ تک نہ دیکھو سخت تاکید ہے۔ ﴿ذکر الصالحین ص ۶۲﴾

﴿۳﴾

حضرت شاہ محمد مظہر مجددی نے اپنے والد محترم خواجہ شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی قدس سرہ کے متعلق فرمایا:

ولم يذكر احده ابالسوء الا الفرقة الضالة الوهابية لتحزير الناس من قباحة افعالهم و اقوالهم. ﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۳۷﴾
یعنی حضرت خواجہ احمد سعید قدس سرہ وہابیوں گمراہوں کے سوا کسی کو برا نہیں کہتے تھے اور وہابیوں کو اس لیے برا کہتے تھے تاکہ لوگ ان کے اقوال و افعال سے بچ رہیں نیز فرمایا:

وكان قدس سرہ يقول ادنى ضرر صحبتهم ان محبة النبي ﷺ التي هي من اعظم اركان الايمان تنقص ساعة فساعة حتى لا يبقى منها غير الاسم والرسم فكيف يكون اعلاه فالحذر الحذر عن صحبتهم ثم الحذر الحذر عن رويتهم.

﴿مقدمہ تحقیق الفتویٰ ص ۳۷﴾

یعنی حضرت خواجہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ وہابیوں کی صحبت کا سب سے ادنیٰ نقصان یہ ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی محبت جو کہ ایمان کا سب سے بڑا رکن ہے یہ محبت آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ ایمان کا صرف نام اور رسم باقی رہ جاتی ہے تو ان کی صحبت کے بڑے نقصان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ اے عزیزو وہابیوں کی صحبت سے چوچو بکھ ان کو دیکھنے سے بھی

ہو جو۔ اے میرے عزیز یہ چند سطریں میں نے مسلمانوں کی خیر خواہی کو پیش نظر رکھ کر تحریر کی ہیں آگے مسلمان بھائیوں کی اپنی مرضی ہے نہ میں نے کسی کی قبر میں جانا ہے نہ کسی نے میری قبر میں آنا ہے۔ اگر ان صاحبانہ باتوں پر عمل کر لو گے تو تمہارا فائدہ ہے نہ کرو گے تو تمہارا نقصان ہو گا۔ اے اپنی سرکاروں کے دشمنوں سے دوستی کرنے والو قیامت کے دن ان سرکاروں کے سامنے کونسا چہرہ لے جاؤ گے کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ان سرکاروں کے بد خواہوں کو پالوان سے دوستی کرو تو یہ سرکاریں یہ اولیاء کرام تمہارا ہاتھ پکڑیں گے (۱) یہ سراسر ﴿یشک ان اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ یہ عزت بخشے گا کہ یہ جس جس کا ہاتھ پکڑ کر جنت لے جائیں کوئی روکنے والا نہ ہو گا۔ حدیث پاک میں ہے: روى عن النبى ﷺ انه قال اکثر و امن معرفة الفقراء اتخذو عنه هم الا يادى فان لهم دولة قالوا بارسل الله وما دولتهم فقال صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة قيل لهم انظرو الى من اطعمكم كسرة او كساكم ثوبا او سقاكم شربة فى الدنيا فخذوا بيده ثم افوضوا به الى الجنة وفى رواية فيتخلل الصفوف و ينظر من فعل به ذالك فى الدنيا فباخذ بيده ويدخله الجنة ﴿روض الریاحین﴾ یعنی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم درویشوں (ولیوں) کے ساتھ اچھی طرح دوستی جان پہچان کر لو اور ان کا دامن پکڑ لو کیونکہ روز قیامت ان کی عزت افزائی ہوگی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ: عزت افزائی کیسی ہوگی تو فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان اپنے پیاروں سے فرمائے گا جہنم کی صفوں میں گھس جاؤ اور دیکھو کہ جس کسی نے تمہیں روٹی کا ٹکڑا کھلایا تھا یا کپڑا پہنایا تھا یا پانی کا گھونٹ تمہیں پلایا تھا اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت لے جاؤ۔

ہو کہ بازی ہے فریب ہے یہ تمہارا گمان سراسر غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی قرآن مجید میں سزا بیان فرمائی ہے:

”ان المنافقين فى الدرك الا سفلى من النار“

یعنی قیامت کے دن منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے۔ اور یہ بات بھی مسلم کہ کافر، مشرک، بت پرست دوزخ میں جائیں گے اور ہمیشہ دوزخ میں جلیں گے ولیکن منافق لوگ باوجود اس کے کہ وہ نمازیں بھی پڑھتے رہے روزے بھی رکھتے تھے صدقہ و خیرات بھی کرتے تھے باوجود اس کے وہ دوزخ میں سب سے نیچے ہوں گے۔ غور کرو کہ یہ کیوں؟ کیا یہ اس لیے تو نہیں کہ:

”لا الى هؤلاء ولا الى هؤلاء“ ﴿قرآن پاک﴾

نہ ادھر کے نہ ادھر کے یہ بھی ٹھیک ہیں وہ بھی ٹھیک ہیں۔

اے میرے عزیز ذرا اگر بیان میں منہ ڈال کر سوچ کہ کہیں تو بھی منافقوں کا رول تو ادا نہیں کر رہا یہ بھی حق پر ہیں وہ بھی حق پر اللہ تعالیٰ کے ولی بھی حق پر ہیں اور انکو مشرک کہنے والے بھی حق پر ہیں۔ میرے عزیز ایسا نہ کرو دور لگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا۔ تو اللہ کے پیاروں کی خلاف گستاخی کی باتیں سننے لوگ اس کے ولیوں کو مشرک کہیں اور تو اس سے مس نہ ہو تو پھر یہ اسید رکھے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے جنت بھیج دے گا۔

”اس خیال است و محال است و جنوں“

اے میرے عزیز اگر کوئی تیرے باپ ک جھوٹا اور دغا باز کہہ دے تو ٹو عمر بھر اس کا منہ دیکھنا پسند نہ کرے مگر ایک سید انبیاء رحمۃ للعالمین شفیع المذمبن ﷺ کی ذات گرامی ہے جو کہ میری تیری بخشش کا سہارا ہیں ان کو کوئی جھوٹا اور دغا باز کہہ دے تو تو اس کو بھی حق پر جانے افسوس ایسی مسلمانی پر دیکھ اسی کتاب تقویت الایمان کے باب رد الاشراک صفحہ ۳۶ پر کیا لکھا ہے غور سے پڑھ :

کوئی کشف کا دعویٰ رکھتا ہے۔ کوئی استخارہ کا عمل سکھاتا ہے کوئی تقویم اور پترا نکالتا ہے کوئی رمل قرعہ پھینکتا ہے۔ کوئی فالنامہ لیے پھرتا ہے۔ یہ سب جھوٹے اور دغا باز ہیں۔

غور کیجئے استخارہ کا عمل کس نے سکھایا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ یہ رسول خدا سید الانبیاء ﷺ نے امت کو سکھایا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے :

”عن جابر قال کان ﷺ يعلمنا الاستخارہ فی الامور کما يعلمنا السورۃ من القرآن۔“

یعنی حضرت جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ استخارے کا عمل یوں سکھاتے جیسے ہمیں قرآن پاک کی سورت سکھاتے تھے اور صاحب تقویت الایمان لکھ رہے ہیں کہ یہ سب جھوٹے ہیں اور دغا باز ہیں۔ میرے عزیز نیتوں کا حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن بے ادنیٰ کا وبال

دیکھ کہ قلم کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ کس ذات گرامی قدر کو جھوٹا اور دغا باز کہا جا رہا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اے میرے عزیز بھائی یہ تیرے امتحان کا وقت ہے کہ تو محبت مصطفیٰ ﷺ کو ترجیح دیتا ہے یا صاحب تقویت الایمان کو۔ اگر تجھ میں ایمان کی رمت باقی ہے تو تیری آنکھیں کھل جانی چاہیں کہ میں کس کے پیچھے جا رہا ہوں اور اگر تو تقویت الایمان کے رنگ میں رنگا جا چکا ہے اگر تجھ پر اسی کی محبت کا غلبہ ہے تو

”حیک والشئ یعمی ویصم“

یعنی محبت اندھا بہرہ کر دیتی ہے تو بے شک تو اندھا بہرہ ہو کر اپنے محبوب کے پیچھے چلتا رہے یہ تیری مرضی ہے اور اگر تیرا نیاز مندی سے تعلق اس ذات کے ساتھ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے جو گنہگاروں کے لیے شفیع بن کر تشریف لائے جو عاصیوں کی بخشش کا سہارا ہیں جس ذات پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھنے سے دس گناہ مٹ جائیں دس نیکیاں نامہ اعمال میں لکھی جائیں دس درجے بلند ہو جائیں تو پھر تو گریبان میں منہ ڈال کر سوچ کہ کیا کرنا چاہیے۔ اے مسلمان بھائی یہ مختصر رسالہ تیرے ایمان کے لیے آئینہ ثابت ہو گا تو آسانی سے دیکھ لے گا کہ دل میں کس کی محبت ہے اور کس کا بغض ہے میں نے ”الدین نصیحة“ خیر خواہی کے طور

پر یہ چند صفحات تحریر کر دیئے ہیں ہدایت اس قادر قیوم کے قبضہ قدرت میں ہے۔

یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

میرے عزیز محبت کا قانون ہے کہ دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے۔ لہذا اگر دوست کے دشمن کیساتھ دوستی رکھیں تو یہ قانون محبت بخلاف اور توہین محبت ہے۔ فافصصم ولا تکن من الفافلین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وصلى الله تعالى على سيد المرسلين وعلى اله واصحابه اجمعين۔

ابو سعید محمد امین غفر له ولوالديه

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ

۲۵۹ اہمیت عقیدہ

بسم الله الرحمن الرحيم

دین کے دو جز ہیں :

﴿۱﴾ عقائد ﴿۲﴾ اعمال

اعمال یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ کے طور طریقہ میں اختلاف بری بات نہیں بلکہ امت کے والی جان دو عالم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے اختلاف امتی رحمة ﴿او کما قال﴾ یعنی میری امت کا آپس میں اختلاف رحمت ہے لیکن عقائد و ایمانیات میں اختلاف سراسر تباہی اور آخرت کی بربادی ہے۔ آخرت میں وہی نجات حاصل کر سکتا ہے جس کے عقائد اہلسنت و جماعت کے مطابق ہوں گے اور یہ صرف لفاظی نہیں بلکہ حقیقت ہے سید العالمین ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے بہتر ۷۲ فرقے ہوئے اور میری امت کے تتر ۷۳ فرقے ﴿گروہ﴾ ہو گئے ان میں سے بہتر ۷۲ دوزخ جائیگے اور صرف ایک گروہ جنت جائیگا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ کونسا گروہ جنتی ہے تو فرمایا: مانانا علیہ واصحابی اور ایک روایت میں ہے وواحدة فی الجنة وهي الجماعة یعنی جنتی گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلیگا اس کا نام جماعت ہے۔ ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

اور اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فلا شک ولا ریب انہم اہل السنۃ والجماعۃ۔
 ﴿مرقاۃ شرح مشکوٰۃ﴾
 یعنی اس بات میں شک و شبہ نہیں ہے کہ وہ نجات پانے والی جماعت اہلسنت وجماعت ہیں۔

نیز خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا: اگر ہمیں تمام احوال و مواجید و ولایت کی منزلیں مل جائیں لیکن ہمیں اہلسنت وجماعت کے عقائد عطا نہ ہوں تو ہم اسے سراسر خرائی جانتے ہیں اور اگر ہم پر ساری خرابیاں جمع ہو جائیں لیکن ہمیں اہلسنت وجماعت کے عقائد عطا ہو جائیں تو ہمیں کچھ فکر اور ڈر نہیں ہے۔ ﴿تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص: ۱۵۲﴾

اور یہی ارشاد مبارک سیدنا امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ نے مکتوبات مجددیہ، مکتوب ص ۶۷ جلد سوم میں فرمایا ہے۔ بلکہ سیدنا امام ربانی قدس سرہ نے عقائد کی اصلاح پر بہت زور دیا ہے اور سخت تاکید فرمائی ہے کہ آخرت میں نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کیلئے عقائد اہلسنت وجماعت کا حامل ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ مکتوبات مجددیہ میں فرمایا: انسان کیلئے اہلسنت وجماعت کے عقائد کے مطابق عقیدہ رکھنے کے سوا چارہ نہیں تاکہ آخرت کی کامیابی اور نجات حاصل ہو اور اہلسنت وجماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا زہر قاتل ہے جو کہ ہمیشہ کی موت اور دائمی عذاب کا سبب ہے۔ عمل میں کوتاہی ہو تو نجات کی امید کی جاسکتی ہے لیکن اگر عقیدہ میں کوتاہی ہو تو بخشش کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ ﴿مکتوب ص: ۷ جلد سوم﴾

نیز سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا: پس چاہئے کہ اپنا عقیدہ اہلسنت وجماعت کے عقائد کے مطابق رکھے اور زید و عمر کی باتوں پر کان نہ دھرے دوسروں کی لفاظیوں اور بناوٹی باتوں پر اعتبار کرنا اپنے آپ کو تباہی میں ڈالنا ہے۔ ﴿مکتوب ۲۵۱ جلد اول﴾

نیز سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہلسنت وجماعت جو کہ نجات پانے والی جماعت ہے اس کی پیروی کے بغیر نجات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اگر ہاں برابر بھی ان کی مخالفت ہوگی تو خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات کشف صحیح سے بھی یقین کے درجے تک پہنچ چکی ہے اس لئے اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے۔ پس خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اہلسنت وجماعت کی پیروی کی توفیق ملی اور ان کی تقلید کا

شرف حاصل ہوا اور ہلاکت ہے ان لوگوں کیلئے جو اہلسنت وجماعت کے خلاف چلے اور ان سے منہ موڑا اور ان کی جماعت سے نکل گئے وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ﴿مکتوب ۵۹ جلد دوم﴾

﴿۷﴾

نیز سیدنا امام ربانی قدس سرہ نے یہاں تک فرمادیا ہے کہ عقلمندوں پر پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اہلسنت وجماعت کے مطابق اپنے عقائد درست کریں کیونکہ اہلسنت وجماعت ہی جنتی گروہ ہے۔ ﴿مکتوب ۲۶۶ جلد اول﴾

میرے عزیز اے میرے مسلمان بھائی مندرجہ بالا اقوال مبارکہ پر غور کر کہ عقائد کا معاملہ کس قدر نازک ہے مگر آج کل یہ دھندلایا جا رہا ہے کہ انسان عقیدہ کوئی بھی رکھے بس نماز روزہ ضروری ہے۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اے میرے مسلمان بھائی ہوش کر اور اپنے آپ کو آوارہ نہ چھوڑ۔ بزرگان دین کا دامن تھام کر چل تاکہ تو بھی عذاب الہی سے بچ کر جنت فردوس حاصل کر سکے۔ واللہ تعالیٰ الموفق وهو نعم الوکیل۔

سوال: یہ عقائد پر زور صرف امام ربانی نے ہی دیا، یا کسی اور بزرگ نے کچھ فرمایا۔
جواب: اکابر امت بزرگان دین علماء و محدثین کا یہی ارشاد ہے کہ عقیدہ ہی اصل چیز ہے اور عقائد اہلسنت وجماعت ہی عذاب الہی سے بچا سکتے ہیں۔

﴿۸﴾

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

فلا شک ولا ریب انہم اہل السنۃ والجماعۃ۔ ﴿مرقاۃ﴾

﴿۹﴾

نیز غنیۃ الطالبین کتاب جو کہ حضور غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ کی طرف منسوب ہے اس میں ہے: واما الفرقۃ الناجیۃ فہی اہل السنۃ والجماعۃ۔ ﴿غنیۃ الطالبین جلد اول﴾ یعنی عذاب الہی سے نجات پانے والا گروہ اہلسنت وجماعت کا گروہ ہے۔

﴿۱۰﴾

نیز تمہید ابوالشکور میں حدیث پاک لکھ کر جس میں فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے کہ میری امت کے تتر فرقے ہونگے ان میں سے بہتر دوزخ جائینگے اور ایک جنت جائے گا یہ لکھ کر فرمایا: وہی اہل السنۃ والجماعۃ۔

﴿تمہید ابوالشکور سالی ص: ۷۳﴾

یعنی عذاب الہی سے نجات والی جماعت اہلسنت وجماعت ہے۔

﴿۱۱﴾

نیز رسالہ ابدالیہ میں خواجہ یعقوب چرخنی قدس سرہ نے فرمایا: واضح ہو کہ خضر و الیاس علیہما السلام اور سب کے سب اولیاء کرام حاضر و غائب مذہب اہلسنت پر ہیں۔ ﴿رسالہ ابدالیہ ص: ۳۰﴾

﴿۱۲﴾

سیدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آیت مبارکہ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ کی تفسیر میں فرمایا قیامت کے دن اہلسنت کے چہرے چمکتے ہوئے اور بد مذہبوں کے چہرے سیاہ ہوئے قال تبیض وجوہ

اہل السنۃ وتسود وجوہ اہل البدع ﴿تفسیر مظہری﴾

﴿۱۳﴾

نیز حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ قدس سرہ نے فرمایا: انہ لا یفتح علی العبد الا اذا کان علی عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ ولیس للہ ولی علی عقیدۃ غیرہم: ولو کان علیہا قبل الفتح لوجب علیہ ان یتوب بعد الفتح ویرجع الی عقیدۃ اہل السنۃ ﴿الابریص: ۲۳﴾
یعنی ولایت صرف ایسے شخص کو مل سکتی ہے جس کا عقیدہ اہلسنت وجماعت ہو اور کوئی ایسا ولی نہیں جس کا عقیدہ اہلسنت نہ ہو اور اگر کسی کو ولایت عطا ہونے سے پہلے اس کا عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کا کہ ولایت ملنے کے بعد عقیدہ اہلسنت اپنائے۔

﴿۱۴﴾

حضرت خواجہ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عقیدہ اہلسنت وجماعت کا ملزم ہو کر حدیث و فقہ سیکھنا چاہیے۔

﴿حالات مشائخ نقشبندیہ﴾

﴿۱۵﴾

حضرت خواجہ نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: عقیدہ اہلسنت وجماعت کو لازم پکڑو۔

﴿حالات مشائخ نقشبندیہ﴾

﴿۱۶﴾

نیز شیخ الحدیث شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ نے فرمایا: فان الاعتبار

بالفطرۃ والاعتقاد ﴿لمعات﴾

اور یہ فرمان رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ کے اس ارشاد مبارک کی شرح میں فرمایا جو کہ رسول اکرم حبیب مکرم ﷺ نے حضرت عمر صحابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: یا عمر انک لاتسنل عن اعمال الناس ولكن تسئل عن الفطرۃ ﴿مشکوٰۃ﴾

یعنی اے عمر تجھ سے لوگوں کے اعمال کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا بلکہ ان کے عقائد کے متعلق پوچھا جائے گا۔

الحاصل مندرجہ بالا اقوال مبارکہ سے ثابت ہوا کہ تمام ولیوں، غوثوں، قطبوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بلکہ خود امت کے والی رحمت کائنات ﷺ کے نزدیک عقیدہ ہی اہم چیز ہے اور وہ عقیدہ کہ جس کی وجہ سے انسان نجات حاصل کر سکتا ہے وہ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے اور عقیدہ کی اصلاح کیلئے مقالات امینیہ کا مطالعہ کریں جو کہ گیارہ کتابوں پر مشتمل ہے۔ پڑھیں اور نظریات کا قبلہ درست کریں۔ ہدایت اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔ وماذا لك علی اللہ بعزیز۔

محتاج دعاء

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ والوالدیہ ولا حبابہ

ادارہ کے ایک تازہ پیشکش

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت و بشریت

تصنیف :

محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی بی ایڈ / ایم اے اردو - پنجابی - تاریخ

صفحات ۹۲۸

ہدیہ ۲۸۰ روپے

ناشر :

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عُروسُ مملکتِ اللہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

مولوی اسلمیل دہلوی نے مخلوق کو چار سے مثال دی۔ یہاں کے وہابی
کہتے ہیں کہ مخدوم صاحب بہاری نے میگنی سے مثال دی ہے۔
اس اعتراض کی تحقیق میں یہ رسالہ مبارکہ

حجۃ العمارین مخدوم بہار

تصنیف لطیف : اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ
مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْاِسْمَاءُ مُحَمَّدٌ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَىٰ آلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مسئلہ ازدانا پور مرسلہ محمد حنیف خاں 8 شعبان 39ھ

بخدمت فیض درجست جناب اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب مدظلہ العالی۔ گزارش یہ ہے کہ اسماعیل نے چمار کے لفظ سے مثال دی۔ یہاں کے غیر مقلد کہتے ہیں مخدوم صاحب نے بیگنی سے مثال دی۔ اس کا کیا جواب ہے؟ حضور کا کوئی رسالہ یافتہ کی ہے اس بارے میں یا نہیں۔

الجواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

اولاً کوئی کتاب یا رسالہ کسی بزرگ کے نام منسوب ہونا اس سے ثبوت قطعی کو مستلزم نہیں۔ بہت رسالے خصوصاً حضرات اکابر چشت کے نام منسوب ہیں جس کا اصلاً کوئی ثبوت نہیں ثانیاً کسی کتاب کا ثابت ہونا اس کے ہر فقرے کا ثابت ہونا نہیں بہت اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں جن کا مفصل بیان کتاب البیواقیت والجاہر امام عارف باللہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے۔ خصوصاً حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں تو الحاقات کی گنتی نہیں کھلے ہوئے صریح کفر بھردیے ہیں جس پر درمختار میں علامہ مفتی ابوالحسن سے نقل کیا تھا ان بعض الیہود افتراھا علی الشیخ قدس اللہ سرہ ہم کو یقین ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ پر یہ عبارتیں بعض یہودیوں نے گھڑ دی ہیں حضرت مخدوم صاحب ہی کی کتاب عقائد ترجمہ عمدة الکلام میں ہے "قریش اعلیٰ جد مصطفیٰ بود او دو پسر داشت یکے را نام ہاشم بود دوم را نام تیم پیغامبر از نسل ہاشم است و

ابو بکر از نسل تیم است۔ کوئی جاہل سا جاہل ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ ہاشم کے باپ کا نام قریش تھا اور ان کے دو بیٹے تھے۔ ایک ہاشم دوسرا تیم۔ ہم ہرگز ایسی نسبت بھی مخدوم صاحب کی طرف نہیں مان سکتے ضرور کسی جاہل کا الحاق ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ۔ توہین شان رسالت۔ یہ وہابیہ ہی میں سے کسی کا الحاق ہے۔ ثالثاً امام حجتہ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی اہیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ لا تحوز نسبة مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یحوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا وقتل ابو لؤلؤ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فان ذلك ثبت متواترا فلا یحوز ان یرمی المسلم بفسق او کفر من غیر تحقیق یعنی کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت بلا تحقیق حرام ہے ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے مولیٰ علی اور ابولؤلؤ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید کیا کہ یہ تو اتر سے ثابت ہے تو کسی مسلمان کی طرف بلا تحقیق کفر یا فسق کی نسبت اصلاً ناجائز نہیں۔ اس کے بعد وہ احادیث ذکر فرمائیں جن سے ثابت ہے کہ کسی کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کافر نہ تھا یونہی فسق کی طرف نسبت کرنے والا فاسق ہو جاتا ہے اگر وہ فاسق نہ تھا۔ کتاب کا چھپ جانا اسے متواتر نہیں کر دیتا کہ چھاپے کی اصل وہ نسخہ ہے جو کسی الماری میں ملا اس سے نقل کر کے کاپی ہوئی۔ سیدھی صاف باتوں میں کسی کتاب سے کہ ظنی طور پر کسی بزرگ کی طرف منسوب ہو۔ استناد اور بات ہے اور ایسے امر میں جسے مسند کہہ کفر بنایا اور اس سے توہین شان رسالت کے جواز پر سند لاتا ہے اس پر اعتماد اور بات علماء کے نزدیک اولیٰ درجہ ثبوت یہ تھا کہ ناقل کے لیے مصنف تک سند مسلسل متصل بذریعہ ثقات ہو۔ خطیب بغدادی بطریق عبدالرحمن سلمیٰ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرمایا اذا وجدنا حدکم کتبنا بافیہ علم لم یسمعه عن عالم فلیدع باباء و ماء فلیتفعہ

فیہ حتی یختلط سوادہ فی بیاضہ جب تم میں کوئی ایک کتاب پائے جس میں علم کی بات ہے اور اسے کسی عالم سے نہ سنا تو برتن میں پانی مٹگا کر وہ کتاب اس میں ڈبو دے کہ سیاہی سپیدی سب ایک ہو جائے۔ فتاویٰ حدیثیہ میں امام زین الدین عراقی سے ہے نقل الانسان ما لیس له بہ رواۃ غیر سائغ بالاجماع عند اہل الدراۃ یعنی علماء کرام کا اجماع ہے کہ آدمی جس بات کی سند نہ رکھتا ہو اس کا نقل کرنا اسے حلال نہیں۔ ہاں اگر اس کے پاس نسخہ صحیحہ معتمدہ ہو کہ خود اس نے یا کسی ثقہ معتمد نے خود اصل نسخہ مصنف سے مقابلہ کیا یا اس نسخہ صحیحہ معتمدہ سے جس کا مقابلہ اصل نسخہ مصنف یا اور ثقہ نے کیا و سائر ائمہ ہوں تو سب کا اسی طرح کے معتمدات ہونا معلوم ہو تو یہ بھی ایک طریقہ روایت ہے اور ایسے نسخہ کی عبارت کو مصنف کا قول بتانا ناجائز۔ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے قالوا ما وجد فی نسخة من تصنیف فان وثق بصحة النسخة ثقة بان قابلها المصنف او ثقة غیرہ بالاصل او بشرع مقابل بالاصل و هكذا جاز الحزم بنسبتها الی صاحب ذلك الكتاب وان لم یوثق لم یحزم یعنی علماء نے فرمایا جو عبارت کسی تصنیف کے نسخہ میں ملے اگر حجت نسخہ پر اعتماد ہے یوں کہ اس نسخہ کو خود مصنف یا کسی اور ثقہ نے خاص اصل مصنف سے مقابلہ کیا ہے یا اس نسخہ سے جسے اصل پر مقابلہ کیا تھا یونہی اس ناقل تک جب تو یہ کہنا جائز ہے کہ مصنف نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ورنہ جائز نہیں۔ مقدمہ امام ابو عمرو ابن الصلاح میں عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ انہوں نے اپنے صاحبزادے ہشام سے فرمایا تم نے لکھ لیا کہا ہاں فرمایا مقابلہ کر لیا کہا نا فرمایا لم تکنب تم نے لکھا ہی نہیں۔ اسی میں امام شافعی و یحییٰ بن ابی کثیر سے ہے کہ دونوں صاحبوں نے فرمایا من کتب ولم یعارض کمین دخل الخلاء ولم یستنج جس نے لکھا اور

مقابلہ نہ کیا وہ ایسا ہے کہ پاخانہ گیا اور استنجانہ کیا۔ اسی میں ہے اذا اراد ان ينقل من كتاب منسوب الى مصنف فلا يقل قال فلان كذا الا اذا وثق بصحة النسخة بان قابليها هو او ثقة غيره باصول متعددة جب کسی کتاب سے کہ کسی مصنف کی طرف منسوب ہے کچھ نقل کرنا چاہے تو یوں نہ کہے کہ مصنف نے ایسا کہا جب تک کہ صحت نسخہ پر اعتماد نہ ہو یوں کہ اس نے خود خواہ اور ثقہ نے اسے متعدد صحیح نسخوں سے مقابلہ کیا ہو۔ اسی میں ہے يطالع احدهم كذا بامتنسوبا الى مصنف معين فينقل منه عنه من غير ان يثق بصحة النسخة فانما قال فلان كذا وكذا او الصواب ما قد مناه ولفظ الفتاوى الحديشية عنه والصواب ان ذلك لا يجوز کسی مصنف کی طرف منسوب کتاب میں ایک عبارت دیکھ کر آدمی نقل کر دیتا ہے کہ مصنف نے ایسا کہا حالانکہ صحت نسخہ پر وثوق (بروجہ مذکور کہ اصل نسخہ مصنف سے بلا واسطہ یا بوساطت ثقات اس نے یا اور ثقہ نے مقابلہ کیا ہو) حاصل نہیں حق یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے امام نووی نے تقریب میں فرمایا فان قابليها باصل محقق معتمد اجزاء اگر ایک اصل تحقیقی معتد سے اس نے مقابلہ کیا ہے تو یہ بھی کافی ہے یعنی اصول معتدہ متعدد سے مقابلہ زیادت احتیاط ہے۔ یہ اتصال سند اصل وہ شے ہے جس پر اعتماد کر کے مصنف کی طرف نسبت جائز ہو سکے۔ اور متاخرین نے کتاب کا علماء میں ایسا مشہور و متداول ہونا جس سے اطمینان کہ اس میں تغیر و تحریف نہ ہوئی اسے بھی مثل اتصال سند جانا اور وہ ایسا ہی ہے مقدمہ امام ابو عمرو نوع اول میں ہے ان الامر ان الاعتماد على ما نص عليه في تصانيفهم المعتمدة المشهورة التي بومن فيها لشهرتها من التغيير والتحريف يعني آخر قرار داد اس پر ہوا کہ اعتماد اس پر ہے جو ایسی مشہور و معتد کتابوں میں جو جن کی شہرت کے سبب ان میں تغیر و

تحریف سے امان ہو۔ فتح القدیر و بحر الرائق و نہر الفائق و مخ الفکار میں فرمایا علی هذا لو وجد بعض نسخ النواذر في زماننا لا يحل عزوما فيها الى محمد ولا الى ابی يوسف لانها لم تستشهر في ديارنا ولم تند اول يعني اگر کتب سند کے سوا اور کتب تلامذہ امام کے بعد نسخے پائیں تو حلال نہیں کہ ان کے اقوال کو امام محمد یا امام ابو یوسف کی طرف نسبت کریں کہ وہ کتابیں ہمارے دیار میں مشہور و متداول نہ ہوئیں۔ تد اول کے یہ معنی کہ کتاب جب سے اب تک علماء کے درس و تدریس یا نقل و تمسک یا ان کی مطمع نظر رہی ہو جس سے روشن ہو کہ اس کے مقامات و مقالات علماء کے ذریعہ نظر آچکے اور وہ بحالت موجودہ اسے مصنف کا کلام مانا کیجیے۔ زبان علماء میں صرف وجود کتاب کافی نہیں کہ وجود تد اول میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پر ظاہر کہ یہاں دونوں باتیں مفقود۔ تد اول درکنار کوئی سند متصل بھی نہیں۔ نہ کہ تواتر جو ایسی نسبت کے لیے لازم ہے۔ رہا وجود نسخہ انصافاً متعدد بلکہ کثیر وافر قلمی نسخے موجود ہونا بھی ثبوت تواتر کو بس نہیں جب تک ثابت نہ ہو کہ یہ سب نسخے جدا جدا اصل مصنف سے نقل کیے گئے یا ان نسخوں سے جو اصل سے نقل ہوئے۔ ورنہ ممکن کہ بعض نسخہ محرفہ ان کی اصل ہوں ان میں الحاق ہو اور یہ ان سے نقل و نقل ہو کر کثیر ہو گئے۔ جیسے آج کل کی محرفہ بائبل کے ہزار و ہزار نسخے فتوحات مکہ کے تمام مصری نسخے نسخہ محرفہ سے منقول ہوئے اور اسی کی نقلیں مصر میں چھپیں اور اب وہ گھر گھر موجود ہیں۔ حالانکہ تواتر درکنار ایک سلسلہ صحیحہ آحاد سے بھی ثبوت نہیں واللہ يقول الحق وهو بهدي السبيل۔ علامہ شامی کا نظن پر اکتفاء صاف باتوں کے لیے وجہ ہے مگر ایسے امور میں اس پر قناعت قطعاً حرام ہے۔ ورنہ معاوۃ اللہ اکابر ائمہ و اعظم علماء کی طرف نسبت کفر لہ غنی پڑے ہماری نظر میں ہیں۔ وہ کلمات جو اکابر اولیاء سے گزر کر اکابر علماء

معتقدین مثل امام ابن حجر مکی و ملا علی قاری وغیرہما کی کتب مطبوعہ میں پائے جاتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ الحاقی ہیں۔ ایک ہلکی نظیر علی قاری کی شرح فقہ اکبر ص 47 پر ہے۔ ما سمي به الرب نفسه ويسمى به مخلوقاته مثل الحي والقيوم والعليم والقدير اس میں مخلوقات پر قیوم کے اطلاق کا جواز ہے۔ حالانکہ ائمہ فرماتے ہیں کہ غیر خدا کو قیوم کہنا کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے اذا اطلق على المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق نحو القدوس والقيوم والرحمن وغیرہا یکفر اسی طرح اور کتابوں میں ہے حتیٰ کہ خود اسی شرح فقہ اکبر ص 245 میں ہے من قال للمخلوق يا قدوس او القیوم او الرحمن کفر جو کسی مخلوق کو قدوس یا قیوم یا رحمن کہے وہ کافر ہو جائے۔ پھر کیونکر مان سکتے ہیں۔ کہ وہ ص 47 کی عبارت علی قاری کی ہے ضرور الحاق ہے اگرچہ کتاب اجمالاً مشہور و معروف ہے بخلاف کلمات التعلیل کہ موافق و مخالف کے نزدیک اس سے متواتر ہیں۔ مخالفین رد کرتے ہیں موافقین تاویل میں کرتے ہیں۔ اب یہیں دیکھئے اس چار والے کلام پر سے دفع ایراد کو یہ عبارت پیش کی۔ خود التعلیل کی زندگی اس پر مواخذے ہوئے جامع مسجد دہلی میں شاہ عبدالعزیز صاحب کے اعزہ و اخس تلامذہ مثل مفتی رشید الدین خاں صاحب و شاہ موسیٰ صاحب نے مناظرے کیے الزام دیئے نہ اس نے کہا یہ کلمات میرے نہیں نہ اس کے ہوا خواہوں نے۔ جب سے آج تک تو اس سے ثبوت یقینی ہے اور وہابیہ کہ بحالت موجودہ اسے مثل قرآن و عین ایمان مان رہے ہیں ان پر رد میں تو کسی ثبوت کی بھی حاجت نہیں کمالا تکلی رابعاً ایسی جگہ خلق سے مراد وہ ہوتے ہیں جو عظمت دینی سے اصلاً حصہ بھی نہیں رکھتے۔ شیخ سعدی ہی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

نگہدارِ آں شوخ در کیسہ در کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر

ابلیس ہوگا وہ جو کہے گا کہ اس سے عام مراد ہے کہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام کو بھی معاذ اللہ گرہ کاٹ جاتے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ مخلوق دو قسم کی ہے اول وہ کہ عظمت دینی رکھتے ہیں جن کے سر و سرور مطلق حضور سید المرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اہل بیت و صحابہ پھر دیگر علماء و صلحاء و اتقیاء و سلم۔ پھر باقی حضرات انبیاء و ملائکہ و اولیاء و اہل بیت و صحابہ پھر عام مومنین۔ نیز صحائف و بیہ مثل مصحف شریف و کتب فقہ و حدیث صفات جمیلہ مثل ایمان و علم و عمل صالحہ مثل نماز و حج اخلاق فاضلہ مثل زہد و تواضع۔ اماکن مقدسہ مثل کعبہ مکرمہ دروضہ منورہ غرض جملہ اشخاص و اشیاء جن کو مولیٰ عز و جل سے علاقہ قرب ہے۔ اس علاقہ کے سبب ان کی تعظیم اللہ عز و جل ہی کی تعظیم ہے۔ اور ان کی عزت اسی کی عزت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان من اجلال الله اکرام ذی الشیبة المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ و اکرام ذی السلطان المقسط۔ بیشک اللہ کی تعظیم سے ہے بوڑھے مسلمان کی عزت کرنی اور حافظ قرآن کی کہ نہ اس میں حد سے بڑھے نہ اس سے دوری کرے اور حاکم عادل کی رواہ ابو داؤد بسند حسن عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مولیٰ عز و جل فرماتا ہے فان العزۃ لله جمیعاً عزت ساری اللہ ہی کے لیے ہے اور خود ہی فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْبُعْزَةُ وَلِیُّسُوْلِهِ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیُّکُمْ الْمُتَّقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ عِزَّتِ اللّٰہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ رسول اور مسلمانوں کی عزت اگر عزت الہی سے جدا ہوتی تو عزت کے حصے ہو جاتے ایک حصہ اللہ کے لیے ایک رسول کا ایک مومنین کا۔ حالانکہ رب عز و جل فرما چکا کہ عزت ساری اللہ ہی کے لیے ہے۔ تو قطعاً ان کی عزت اللہ ہی کی عزت سے ہے۔ اور ان کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم۔ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفرقہ کریں ان کو قرآن

عظیم کافر فرماتا ہے۔ ایک قوم کا حال ارشاد فرمایا یدون ان یفرقوا بین اللہ ورسولہ اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔ پھر فرمایا اولئک ہم الکافرون حقا یہی کچے کافر ہیں۔ رسولوں کی عزت رسولوں کی عظمت اللہ عزوجل کی عزت و عظمت سے جدا مانتی اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی ہے۔

خاصاں خدا خدا نباشند لیکن زخدا جدا نباشند

ولہذا ان کی تعظیم مدار ایمان ہوئی۔ اور ان کی ادنیٰ تو بہن کفر

ارسال رسول پاک کا ایک مقصد علی تعظیم و توقیر رسول پیغمبر ہے قال اللہ تعالیٰ اِنَّا ارسلناک شاحدا و مبشرا و نذیرا لنؤمنوا باللہ ورسولہ و نعتز وہ و توقروہ۔ اے نبی ہم نے تجھے بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ۔ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ دوم وہ کہ عظمت دینی سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتے کہ اللہ عزوجل سے انہیں کوئی علاقہ قرب نہیں ہے تو بعد ہی ہے ان کے بدر ذلیل ترککار و مشرکین و مرتدیں مثل وہابیہ دیوبند و غیر مقلدین ہیں۔ پھر باقی ضالین۔ نیز صفات رذیلہ مثل کفر و ضلال۔ اعمال خبیثہ مثل زنا و شرب خمر و اخلاق رذیلہ مثل تکبر و عجب اما کن مجسمہ مثل معابد کفار غرض دنیا و مافیہا جس جس کو اللہ عزوجل سے علاقہ قرب نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ الدنیا ملعونہ ملعون ما فیہا الا ما کان منها للہ عزوجل دنیا ملعون ہے اور میں جو کچھ ملعون ہے مگر وہ جو اس میں سے اللہ عزوجل کے لیے ہو رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ والضياء فی المختارۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بسند حسن اور فرماتے ہیں یتلئے الدنیا منعوۃ ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ و عالما او متعلما دنیا پر لعنت ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب پر لعنت ہے۔ مگر اللہ کا ذکر اور جسے اس سے علاقہ قرب ہے

اور عالم یا طالب علم دین۔ رواہ ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور فرماتے ہیں یتلئے الدنیا ملعونہ و ملعون ما فیہا الا ما ابتغی بہ وجہ اللہ تعالیٰ۔ دنیا لعینہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب لعین ہے مگر جس سے رضائے الہی مطلوب ہو۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رب عزوجل فرماتا ہے ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلیلین ۱ بیشک اللہ ورسول کے مخالف و بی سب ذلیلوں سے ذلیل تروں میں ہیں اور فرماتا ہے تبارک و تعالیٰ ان الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خللین فیہا اولئک ہم شر البریۃ ۲ ان الذین امنوا و عملوا الصلحت اولئک ہم خیر البریۃ ۳ بے شک تمام کافر کتابی و مشرک جہنم کی آگ میں ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ تمام مخلوق الہی سے بدتر ہیں۔ (اونٹ کی بیٹنی سے بدتر کتے سور کے غلیظ سے بدتر) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ تمام مخلوق الہی سے بہتر ہیں (کعبہ و عرش سے بہتر ملائکہ سے بہتر) جب یہ دونوں قسمیں معلوم ہو گئیں اور واضح ہوا کہ قسم اول کی تعظیم تعظیم الہی سے جدا نہیں بلکہ بعینہ اسی کی تعظیم تو محل تحقیر میں غیر اللہ یا خلق سے یقیناً وہی مراد ہوتا ہے جسے مولا عزوجل سے علاقہ قرب نہیں علاقہ قرب والے تو جانب خالق میں ہیں نہ جانب غیر میں دیکھو علماء فرماتے ہیں غیر خدا کے لیے تو اضیع حرام ہے۔ ملقط پھر در مختار میں قبیل فصل فی البیج نیز فتاویٰ عالمگیریہ باب 28 میں ہے۔ التواضع لغیر اللہ حرام حالانکہ ماں باپ کے لیے تواضع کا قرآن عظیم میں حکم ہے۔ و اخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ ماں باپ کے لیے نرم دلی سے ذلت کا بازو بچھا۔ اپنے استاد شاگردوں کے لیے بھی تواضع کا حدیث میں حکم ہے۔ تواضعوا لمن تعلمون منہ و تواضعوا لمن تعلمونہ ولا تکتونوا جبابرۃ العلماء جس سے علم سیکھتے ہو اس

عظیم کافر فرماتا ہے۔ ایک قوم کا حال ارشاد فرمایا یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسولہ اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔ پھر فرمایا اولئک ہم الکافرون حقا یہی کچے کافر ہیں۔ رسولوں کی عزت رسولوں کی عظمت اللہ عزوجل کی عزت و عظمت سے جدا نہ تھی اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی ہے۔

خاصان خدا خدا نباشند لیکن زخدا جدا نباشند

ولہذا ان کی تعظیم بدار ایمان ہوئی۔ اور ان کی ادنیٰ توہین کفر

ارسال رسول پاک کا ایک مقصد اعلیٰ تعظیم و توقیر رسول ہے قال اللہ تعالیٰ اِنَّا ارسلناک شاحدا و مبشرا و نذیرا لئلا یقولوا باللہ ورسولہ و تعزروہ و توقروہ۔ اے نبی ہم نے تجھے بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرسانے والا تاکہ اے لوگو تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ۔ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ دوم وہ کہ عظمت دینی سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتے کہ اللہ عزوجل سے انہیں کوئی علاقہ قرب نہیں ہے تو بعد ہی ہے ان کے بدتر ذلیل تر کفار و مشرکین و مرتدیں مثل وہابیہ و یوہند و غیر مقلدین ہیں۔ پھر باقی ضالین۔ نیز صفات رذیلہ مثل کفر و ضلال۔ اعمال خبیثہ مثل زنا و شرب خمر اخلاق رذیلہ مثل تکبر و عجب اماکن مجسمہ مثل معابد کفار غرض دنیا و مافیہا جس جس کو اللہ عزوجل سے علاقہ قرب نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ الدنیا ملعونہ ملعون ما فیہا الا ما کان منها للہ عزوجل دنیا ملعون ہے اور میں جو کچھ ملعون ہے مگر وہ جو اس میں سے اللہ عزوجل کے لیے ہو رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ والاضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بسند حسن اور فرماتے ہیں ﷺ الدنیا ملعونہ ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ و ما والاہ و عالما او متعلما و نیا پر لعنت ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب پر لعنت ہے۔ مگر اللہ کا ذکر اور جسے اس سے علاقہ قرب ہے

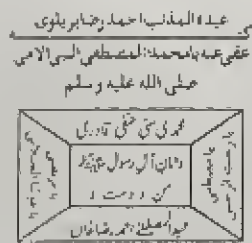
اور عالم یا طالب علم دین۔ رواہ ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ و الطبرانی فی الاوسط عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور فرماتے ہیں ﷺ الدنیا ملعونہ و ملعون ما فیہا الا ما ابتغی بہ وجہ اللہ تعالیٰ۔ دنیا لعینہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب لعین ہے مگر جس سے رضائے الہی مطلوب ہو۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رب عزوجل فرماتا ہے ان الذین یجادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلیلین ۱ بیشک اللہ و رسول کے مخالف وہی سب ذلیلوں سے ذلیل تروں میں ہیں اور فرماتا ہے تبارک و تعالیٰ ان الذین کفروا من اہل الکتاب و المشرکین فی نار جہنم خللین فیہا اولئک ہم شر البریۃ ۲ ان الذین امنوا و عملوا الصلحت اولئک ہم خیر البریۃ ۳ بے شک تمام کافر کتالی و مشرک جہنم کی آگ میں ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ تمام مخلوق الہی سے بدتر ہیں۔ (اونٹ کی یٹگی سے بدتر کتے سور کے غلیظ سے بدتر) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ تمام مخلوق الہی سے بہتر ہیں (کعبہ و عرش سے بہتر مکانک سے بہتر) جب یہ دونوں قسمیں معلوم ہو گئیں اور واضح ہوا کہ قسم اول کی تعظیم تعظیم الہی سے جدا نہیں بلکہ بعینہ اسی کی تعظیم تو محل تحقیر میں غیر اللہ یا خلق سے یقیناً وہی مراد ہوتا ہے جسے مولا عزوجل سے علاقہ قرب نہیں علاقہ قرب والے تو جانب خالق میں ہیں نہ جانب غیر میں دیکھو علماء فرماتے ہیں غیر خدا کے لیے تو اضیع حرام ہے۔ ملقط پھر درمختار میں قبیل فصل فی البیع نیز فتاویٰ عالمگیریہ باب 28 میں ہے۔ التواضع لغیر اللہ حرام حالانکہ ماں باپ کے لیے تواضع کا قرآن عظیم میں حکم ہے۔ و احفض لہما جناح الذل من الرحمة ماں باپ کے لیے نرم ولی سے ذلت کا بازو بچھا۔ اپنے استاد شاگردوں کے لیے بھی تواضع کا حدیث میں حکم ہے۔ تواضعوا لمن تعلمون منہ و تواضعوا لمن تعلمونہ ولا تکتونوا جبارۃ العلماء جس سے علم سیکھتے ہوں

کے لیے تواضع کرو اور جسے سکھاتے ہو اس کے لیے تواضع کرہ اور گردن کش عالم نہ بنو رواہ الخطیب عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو رب عزوجل نے صحابہ کی تواضع فرمانے کا حکم دیا و اخفض جناحتک لمن اتبعک من المؤمنین اپنے پیرو ایمان والوں کے لیے اپنا بازو نرم فرمائیے بات وہی ہے کہ ایسی جگہ غیر اللہ سے وہی مراد جسے اللہ سے علاقہ نہ ہو۔ ولہذا رد المحتار میں اس عبارت در مختار کی شرح کی ای اذلال النفس لنیل الدنیا یعنی تواضع لغیر اللہ کا یہ مطلب ہے کہ دنیا ملنے کے لیے اپنے آپ کو کسی کے سامنے ذلیل کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کی لعنت اس پر جو غیر خدا کے لیے ذبح کرے رواہ احمد و مسلم والنسائی عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حالانکہ خود حدیث کا ارشاد ہے من ذبح لضیفہ ذبیحة کانت فداۃ من النار جو اپنے مہمان کے لیے جانور ذبح کرے وہ دوزخ سے اس کا فدیہ ہو جائے۔ رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وجہ وہی ہے کہ اکرام مہمان مکارم اخلاق سے تھا اور مکارم اخلاق سے رضا الہی مطلوب مہمان کے لیے ذبح کرنا غیر اللہ کے لیے ذبح نہ ہوا بلکہ اللہ عزوجل ہی کے لیے۔ صوفی کہ غیر خدا کی تحقیر کرے اور اسے اونٹ کی بیگنی سے حقیر جانے قطعاً اسی کی تحقیر کرتا ہے جن کی تعظیم تعظیم الہی نہیں جسے صوفی عزوجل سے علاقہ نہیں ورنہ جانب خالق کی تحقیر کرے تو خود رب عزوجل کی تحقیر کرے گا۔ یہ صوفی کا کام ہو گا یا ابلیس لعین کا۔ ملعون ملعون ملعون ہے وہ کہ اس سے یہ سمجھے کہ مصحف شریف و انبیاء اکرام کو بیگنی سے حقیر تر بتایا ہے۔ کیا ایسا بتانے والا قرآن عظیم کی تکذیب نہیں کرتا کیا خود اللہ عزوجل کو گالی نہیں دیتا کیا تمام دین و شریعت و اسلام کو پامال نہیں کرتا۔ قرآن و حدیث و شریعت و دین و اسلام و ایمان جن کی تعظیم کے حکم سے ملو ہیں جن کی ادنیٰ توہین کو کفر بتا رہے ہیں۔ کیا انکی ایسی تحقیر کرنے والا جہنم۔ اس مردود کو مسلمان جاننے

والا مسلمان رہ سکتا ہے۔ کلا واللہ بل لعنہم اللہ بکفرہم فقلیلا ما یؤمنون۔ حضرت مخدوم صاحب تو معاذ اللہ اس معنی ملعون کے وہم سے بھی پاک ہیں۔ ہاں یہی کافر و ملعون و مرتد و شیطان و ابلیس ہیں جو ان کے کلام کو (اگر ان کے کلام ہے) ایسے گندے کفر پر ڈھالتے ہیں و ما کفر سلیمان و لکن الشیطان کفر و سلیمان نے تو کفر نہ کیا ہاں یہ شیطان ہی کافر ہوئے۔ فانلہم اللہ انی یوفکون بخلاف ذلیل ضلیل دہلوی استلعل علیہ اللوم والتذلیل کہ اس نے چوڑھے چہار اور چہار سے بھی ذلیل اور ناکارے لوگ اور ذرۃ ناچیز سے کم تر یہ ناپاک الفاظ صراحتہ تمام انبیائے کرام و اولیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کہے۔ اس نے شرک کی چار قسمیں گھڑیں اور ان میں صراحتہ انبیاء اولیاء بھوت پر ہی سب کو یکساں رکھا۔ تقویت الایمان مطبع صدیقی دہلی 1270ھ ص 9 مشکل کے وقت پکارنا شرک ہے اس بات میں اولیاء انبیاء شیطان بھوت میں کچھ فرق نہیں جس سے یہ معاملہ کرے گا شرک ہو جائے گا خواہ انبیاء و اولیاء سے کرے خواہ بھوت سے ص 12 جو کوئی پیر پیغمبر بھوت کو ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو یا دور سے قصد کر کے جائے یا وہاں روشنی کرے ان کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے وہاں کے گرد پیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے۔ ص 25۔ جو کوئی کسی نبی ولی بھوت پر کی کو ایسا جانے و دشمن کرے۔ ص 51۔ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے۔ ولی نبی بھوت و غیر ذلک مقامات تو اس کا کلام قطعاً ماسوی اللہ کو عام اور خود حضرات انبیاء و اولیاء کے بالخصوص نام انہیں بیانات ص 9، 11، 12 کے ثبوت کو اس نے پانچ فصلیں باندھیں جن میں سے فصل اول ص 22 میں کہا "ہمارا جب خالق اللہ ہے تو ہم کو بھی چاہئے اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا۔ اور کسی چوڑے چہار کا کیا ذکر۔" ص 16 میں کہا جس نے

اللہ کا حق مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل کو دیا۔ جیسے بادشاہ کا تاج چہار کے سر پر اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چہار سے بھی ذلیل ہے، فصل سوم ص 35 پر کہا ”ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے فصل پنجم ص 74 پر کہا ”سب انبیاء و اولیاء اس کے رد و رد ایک ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں۔“ ان صریح ملعون کلاموں کی سند میں وہ عبارت پیش کرنی کیسی شدید کھلی بے ایمانی ہے۔ مخدوم صاحب نے اگر کہا تو دنیا اور دنیا کی چیزوں کو کہا۔ جن کو اللہ سے علاقہ نہیں۔ بیشک وہ بیگنی سے حقیر تر ہیں۔ اور اس گمراہ نے صاف صاف یہ چوڑے چہار چہار سے زیادہ ذلیل ناکارے لوگ ذرہ ناچیز سے کمتر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود سید الانبیاء ﷺ کو کہا و سب معلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون O خامسا و بابہ ان میں سے کچھ نہیں مانتے خواہی نحو ای مدعی ہیں کہ حضرت مخدوم نے ایسا فرمایا اور یہ کہ تمام انبیاء و اولیاء حضور نبیہ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کو کہا و العیاذ باللہ تعالیٰ اب ان سے پوچھئے کہ یہ کہنا تمہارے نزدیک حق ہے یا باطل اگر باطل ہے تو باطل سے سند لانے والا مکار عیار اور اس سے تو جہن شان رسالت کا ہلکا پن چاہنے والا کافر بے دین فی النار ہے یا نہیں اور اگر وہ کہیں کہ وہ حق ہے اور حضرات انبیاء و سید الانبیاء ﷺ معاذ اللہ اس ناپاک مثال کے لائق ہیں تو پردہ کھل گیا۔ ہر بچہ ہر سب علم ہر ناخواندہ بشرطیکہ مسلمان ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت پر ایمان سے اس کا دل کچھ بھی حصہ رکھتا ہو وہ تین باتوں پر فوراً یقین کر لے گا۔ (1) یہ جو انبیاء کرام و اولیاء عظام و خود حضور اقدس سید الانام علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس ناپاک گندی مثال کے لائق بتا رہے ہیں قطعاً کافر ہیں۔ اور اللہ و رسول کے کھلے دشمن۔ کیا اسلام نے محمد رسول اللہ ﷺ کی یہی عظمت سکھائی ہے الا

لعنة الله على الظلمین (2) اسے صاف روشن ہو جائے گا کہ ہرگز حضرت مخدوم صاحب نے ایسی ملعون بات نہ فرمائی نہ وہ یا کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے۔ جن کے غلامان غلام کے غلامان غلاموں کی عمر بھر کفش برداری سے حضرت مخدوم صاحب حضرت مخدوم صاحب ہوئے اگر انہیں کو ایسا بتاتے تو خود کہاں رہتے اور اپنے آپ اس کے کتنے لاکھ درجے بدتر گندی گھناؤنی ذلیل ناپاک مثال کے قابل ہوتے نہ کہ سند لانے کے لائق مگر حاشا اللہ بات وہی ہے کہ وما کفر سلیمان ولكن الشیاطین کفروا۔ حضرت مخدوم صاحب نے تو کفر نہ کیا یہ شیاطین ہی کفر رہے ہیں۔ (3) کھل جائے گا کہ اسماعیل دہلوی کے جن اقوال ایسے ہی خبیث و ناپاک ہیں کہ ان کو بنانے کے لیے انبیاء و اولیاء خود محمد رسول اللہ ﷺ کو ایسی گندی مثال ایسی سڑی دشنامیں دینے کی حاجت ہوتی ہے پھر وہ گالیاں اللہ و رسول پر تو چسپاں ہو نہیں سکتیں وہ پاک و منزہ ہیں۔ انہیں اسماعیل پرستوں کے کفر خبیث پر اور رجسری ہوتی ہے کہ ان کے دل میں اتنی قدر ہے اللہ واحد قہار کے حبیب اکرم و خلیفہ اعظم محمد رسول اللہ کی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اخذ اعداء ہ باشند النقم امین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم



مسئلہ:- از گزھی اختیار خاں تحصیل خان پور ریاست بہاول پور مرسلہ جناب محمد یار صاحب واعظ 9 شعبان المعظم 1344ھ قبلہ معتقدین دام ظلہم۔ از خاکسار محمد یار مشتاق ویدار بعد نیاز۔ شب معراج آپ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا جس پر وہابیوں نے دولہا دلہن کے متعلق شورا اٹھایا کہ اللہ جل جلالہ و حضور نبی اصلوٰۃ و السلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجب کفر ہے۔ شب برات کو یہاں گزھی اختیار خاں میں ان الفاظوں کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ ایک طویل بحث ہونے والی ہے۔

اے مجدد دین ہے سر و سماں مددے قبلہ دین مددے کعبہ ایمان مددے ضرور مہربانی فرما کر دلائل قاطع سے اس تشبیہ کا ثبوت مدلل کر کے اس ہفتہ میں بھیج کر مسلمانان اہل سنت و جماعت کو عزت بخشی حضور پر فرض بھیجی جا رہی ہے۔ یہ فی سبیل اللہ بصدقہ روضہ رسول اللہ ﷺ اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرما کر وہ تحریر فرما دیں کہ موجب اطمینان اہل اسلام ہو۔

الجواب

اللہ عز و جل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے انہیں ہر جگہ کفر ہی کفر سوچتا ہے۔ قصیدہ مذکورہ میں دو جگہ دلہن کا لفظ ہے اور چار جگہ دولہا کا وہ اشعار یہ ہیں۔

نئی دلہن کی پھین میں کعبہ نکھر کے سنورا، سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بخت سے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑا رہا تھا غزال نائفے بسا رہے تھے

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تھے وہ عالم
جب ان کی جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے
بچا جو تلووں کا دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے
ان میں کوئی جگہ اللہ عز و جل کو معاذ اللہ دلہن یا دولہا کہا گیا ہے و لکن الوہابیہ قوم یفترون۔ وہابیہ کی بنائے مذہب کذب و افترا پر ہے اور کیونکر نہ ہوان کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے اپنے معبود کے لیے جھوٹا ہونا روا رکھا ہے۔ ہاں مشیت بنی رکھنے کے لیے جھوٹ سے بچتا ہے اب اگر یہ بھی جھوٹ سے بچیں تو عابد و معبود برابر ہو جائیں۔ اس لیے ان کے دین میں نماز سے بھی بڑھ کر فرض ہوا کہ جھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں۔ ضعف الطالب والمطلوب لبئس المولیٰ و لبئس العشیر۔ شعر اول میں تو دلہن کسی کو بھی نہ کہا۔ اپنے معنی حقیقی پر ہے زینت کعبہ کوئی دلہن کی زیبائش سے تشبیہ دی ہے جس طرح ان حدیثوں میں جنت کی جنبش سرور کو دلہن کی نازش سے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دوتوں اور ازدی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن و امام حسین علیہما السلام اکرم و بیہا اصلوٰۃ و النسیم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہوا ماست الحہ میسا کما تمیس العروس فی خدرھا جنت خوشی میں جھومنے لگی جیسے نئی دلہن فرحت سے

جھومے۔ شعر سوم میں کعبہ معظمہ کو دلہن کہا اور مکان آراستہ کو دلہن کہنا محاورہ صحیح شائع ہے۔ امام احمد مسند میں انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔
 عسقلان احدى العروسين يبعث منها يوم القيمة سبعون الفا لا حساب
 عليهم۔ عسقلان دو دلہنوں میں کی ایک ہے۔ روز قیامت اس میں سے ستر ہزار ایسے
 انھیں گے جن پر حساب نہیں۔ مسند الفردوس میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے
 کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں طوبی لمن اسكنه الله تعالى احدى العروسين
 عسقلان او غرة شادمانی ہے اسے جس کو اللہ تعالیٰ دو دلہنوں میں سے ایک میں
 بسائے عسقلان یا غرہ۔ باقی چار اشعار میں حضور اقدس ﷺ کو دولہا کہا ہے۔ اور وہ
 بے شک تمام سلطنت الہی کے دولہا ہیں۔ امام احمد قسطلانی، مواہب لدنیہ شریف میں
 نقل فرماتے ہیں۔ هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای صورة ذاته المباركة
 فی الملكوت فاذا هو عروس المملكة نبی ﷺ نے شب معراج عالم ملکوت میں
 اپنی ذات مبارکہ کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنت الہی کے دولہا ہیں
ﷺ دلائل الخیرات شریف میں ہے اللهم صلی علی محمد بحر انوارك و
 معدن اسرارك ولسان حجتك وعروس مملکتك۔ الہی درود بھیج محمد ﷺ اور
 آپ کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی
 زبان اور تیری سلطنت کے دولہا ہیں۔ علامہ محمد قاسمی اس کی شرح مطالعہ المسرات میں
 فرماتے ہیں۔

مملکتك هو موضع الملك شبه بمجتمع العرس وما
 فيه من الاحتفال و التناهي في الصنيع والتناق في
 محسناته وترتيب اموره وكونه جديد اظريفا واهله

فی فرح و سرور و نعمة و حبور فرحين بعروسهم
 راضين به فحبين مكرمين له مؤتمرين لاهله متنعمين
 به بانواع لمستهيات بدليل اثبات اللازم الذي هو
 العروس والمعهود تشبيه مجتمع العرس بالمملكة
 وعكس التشبيه هنا لا اقتضاء المقام ذلك ليفيدان
 سر المملكة ونكتتها ومعناها الذي لاجله كانت هو
 المصطفى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم كما ان سر
 مجتمع العرس ونكتته ومعناه الذي لاجله كان هو
 العروس والمصطفى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو
 الانسان الكبير الذي هو الخليفة على الاطلاق في
 الملك والمملکوت قد خلعت عليه اسرار الاسماء
 والصفات ومكن من التصرف في البسائط
 والمركبات والعروس يحاكي شأنه شأن الملك
 السلطان في نفوذ الامر وخدمة الجميع له وتفرغهم
 لشأنه ووجدانه ما يحب ويستهي مع الراي
 واصحابه في مؤنته وتحت اطعامه فتم التشبيه
 وتمكنت الاستعارة۔

اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ
 الشریف نے اس درود مبارک میں سلطنت کو برات کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا
 اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائشیں انتہا کو پہنچائی جاتی ہیں سب کام قرینے سے ہوتے
 ہیں ہر چیز نئی اور خواہش آئندہ لوگ دولہا پر شاد و فرحان اس کے چاہنے والے اس کی

تعظیم و اطاعت میں مصروف اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانی نعمتیں پاتے ہوئے اور عادت یوں کہ برات کے مجمع کو سلطنت سے تشبیہ دیتے ہیں یہاں اس کا عکس سمجھا جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز و سبب دولہا ہوتا ہے۔ یوہیں تمام سلطنت الہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصل و راز و مغز و معنی صرف مصطفیٰ ﷺ ہیں ع دولہا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے۔ اس لیے کہ حضور تمام ملک و ملکوت پر اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عزوجل نے اپنے تمام اسماء و صفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد و مرکب میں تصرف کا اختیار دیا۔ دلہا بادشاہ کی شان دکھانا ہے اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے سب اس کی خدمت کرتے اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے جین میں ہوتا ہے اور سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں یوہیں مصطفیٰ ﷺ عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں ان کا حکم نافذ ہے سب ان کے خدمتگار زیر فرمان ہیں وہ جو چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کر دیتا ہے کہ ماری رینٹ الا یسارع فی ہواک صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس ﷺ سے عرض کرتی ہیں۔ حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔ تمام جہان حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھانا ہے۔ انما انا قاسم واللہ المعطی صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس ﷺ تمام سلطنت الہی کے دولہا ٹھہرے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ ان تقریرات سے واضح ہوا کہ ان معانی پر دولہا زوج و زوجہ کی طرح ہم مفہوم متضاد نہیں۔ عسقلان وغرہ کو حدیث نے دلہنیں فرمایا دولہا کون ہے۔ بہت سی شعب الایمان میں امیر المؤمنین مولانا علی رضی اللہ عنہ سے سند حسن روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ

ﷺ فرماتے ہیں۔ لکل شی عروس وعروس القرآن الرحمن ہر شے کی جس میں ایک دلہن ہوتی ہے اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمن دلہن ہے۔ یہاں کہے دولہا ٹھہرایے گا۔ تو قصیدہ سے وہ مہمل ملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہوگا مگر حدیثیں تو اس سے بڑھ کر اوہام باطلہ پر قہر ڈھائیں گی۔ حاکم صحیح مستدرک اور امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی سنن میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ یبعث الایام یوم القیامۃ علی ہیاتہا ویبعث یوم الجمعة زہراء منیرۃ اہلہا یحفون بہا کالعروس تہدی الی کربمہا۔ بے شک اللہ عزوجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے گا اور جمعہ کو چمکتا ہوا روشنی دیتا جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کیے ہوئے جیسے فی دلہن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کر کے لے جاتے ہیں۔ امام اجل ابو طالب کی قوت القلوب اور امام حجت الاسلام محمد غزالی احیاء میں فرماتے ہیں۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الکعبۃ تحشر کالعروس المزفوفۃ (وقال الشارح الی بعلہا) وکل من حجبھا بتعلق باستارھا یسعون حولہا حتی تدخل الجنة فیدخلون معہا یعنی رسول ﷺ نے فرمایا بے شک کعبہ روز قیامت یوں اٹھایا جائے گا جیسے شب زفاف دلہن کو دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔ تمام اہل سنت جنہوں نے حج مقبول کیا اس کے پردوں سے لٹکے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہوں گے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور اس کے ساتھ یہ سب داخل جنت ہوں گے۔ نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے۔ منہ الحدیث یزف علی بینی و بین ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام الی الجنة ان کسرت الزای فمعناہ یسرع من زف فی مشیہ وازف اذا اسرع وان فتحت فہو من زففت العروس از فہا اذا اہدیہا الی زوجہا یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کی مطبوعات

✽ سیرت رحمۃ اللعالمین ﷺ

✽ غیر مقلدین کو دعوت انصاف (جلد چہارم)

✽ قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ (جلد اول)

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمروں کاموئے

شُرک کے موضوع پر لا جواب کتاب

شُرک کی حقیقت

(صفحات ۶۴۸: خوبصورت جلد)

تصنیف: محمد نعیم اللہ خاں قادری
(ابن عربی - ابن کثیر - ابن قیم - ابن عساکر - ابن کثیر - ابن عساکر)

باہتمام: خالد محمود عطاری

آج ہی طلب فرمائیں۔

مکتبہ فیضانِ اولیاء جامع مسجد عمروں کاموئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذکرِ روئے فضل کا لئے نقص کایاں رہے

چیز کچے نجدی کہ ہوں امت رسول اللہ (ﷺ)

☆☆☆☆☆☆☆☆

ان چند ورقوں میں ایک حقی اور وہابی کا مکالمہ ہے جس میں

وہابیت کی تصویرِ عریانی

دکھائی گئی ہے۔

اور بتایا گیا ہے کہ وہابیوں کو اپنے مذہب میں یہ یہ

مزرے اور عیش ہیں جنکی وجہ سے یہ اپنے مذہب کو

ترک کرنا نہیں چاہتے اور جن کی وجہ سے بعض جاہل

مسلمان وہابیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

مؤلفہ: حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں

بسم الله الرحمن الرحيم

السلام على محمد وآل محمد

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله
وعلى آلك واصحابك يا حبيب الله

بسم الله الرحمن الرحيم

پہلا باب

ایک روز کا ذکر ہے کہ ہم نے کسی شہر میں دو آدمی آپس میں مذہبی باتیں کرتے ہوئے دیکھے۔ چونکہ ہمیں بھی مذہبی باتوں کے ساتھ دلچسپی ہے۔ اس لیے ہم سننے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ایک ان میں سے حنفی مقلد تھا۔ جس کا نام ”محمد حنیف“ ہے۔ دوسرا وہابی غیر مقلد جس کا نام ”عبدالوہاب“ ہے۔

محمد حنیف :- کیوں عبدالوہاب! تم جو ہر روز مجھے اپنے مذہب کی طرف بلایا کرتے ہو۔ اور اس امر کی ترغیب دیا کرتے ہو کہ میں تقلید سے منہ موڑ امام صاحب کو چھوڑ فرقہ دہابیہ میں چلا آؤں۔ فرمائیے تو! وہابیت میں وہ کون سے ایسے فوائد موجود ہیں جو حنفی مذہب میں مفقود ہیں۔ میں خدا کے فضل سے حنفی ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں۔ روزہ رکھتا ہوں۔ زکوٰۃ دیتا ہوں۔ فریضہ حج ادا کر لیا ہے۔ اب جو تین الہی نقلی حج بھی کرنے کا ارادہ ہے اللہ اور اس کے ملائکہ و رسل اور اس کی کتابوں پر میرا ایمان ہے اور اس امر کا مصدق ہوں کہ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین ہیں اور آپ کی بعثت پچھلے دو جہان ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے اکمال دین ہوا اور حضور کا وجود باوجود خاتم النبیین ہوا۔ آپ کے بعد کسی نبی و رسول کا پیدا ہونا محال ہے اور آپ کے بعد مدعی ہونے والا کافرو دجال ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی میرے دل میں عزت و محبت ہے۔ ان سے بغض رکھنے والوں سے مجھے نفرت و عداوت ہے۔ مانتا ہوں کہ بعد المرسل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ جانتا ہوں کہ آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین اور خلیفہ اول ہیں۔ آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل و ذیشان ہیں۔ ان کے بعد فضیلت دہری کے مالک حضرت عثمان ہیں۔ ان کے بعد فضیلت حضرت علی کرم

اللہ وجہ کے سر پر ہے۔ اصحاب ثلاثہ کے بعد پھر آپ ہی کا مرتبہ ہے۔ تو فرمائیے کہ ایک بکے سچے مومن و مسلمان میں جن اعتقادات اعمال کا ہونا ضروری ہے۔ وہ حنفی مذہب کی تعلیم ہے ہی۔ پھر وہ کون سے ایسے فوائد ہیں۔ جن پر فرقہ دہائیہ کو ناز ہے۔ اور جن پر یہ فرقہ دوسروں کو اپنی طرف بلاتا ہے اور اپنے مذہب کی مدح سرائی میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔ عبد الوہاب! آج میں تم سے یہی دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ مہربانی سے اپنے مذہب کے فوائد سناؤ۔ اور مجھے سمجھاؤ کہ تمہارے مذہب میں کیا خوبی ہے۔

عبد الوہاب:- ارے یار اچھی کہی! آج تک تمہیں ہمارے مذہب کے فوائد ہی نامعلوم ہیں۔ میرے خیال میں اسی لاعلمی کی وجہ سے احناف ہمارا مذہب اختیار کر لینے سے مجبور ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج تمہیں ہمارے مذہب کی خوبیاں اور اس کے فوائد دریافت کرنے کا شوق تو ہوا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ تم اقرار کرو گے کہ جو خوبیاں ہمارے مذہب میں ہیں۔ وہ مذہب حنفی میں ہرگز نہیں۔ اچھا لو سنو! یہ تو ہے ہی کہ حنفی اپنے آپ کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب بتاتے ہیں۔ اور ہم لوگ اپنے آپ کو محمدی کہلاتے ہیں۔ حنفی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے۔ اگر انہیں مانتے تو بجائے حنفی کے محمدی کہلاتے۔ یونہی حنفی امام صاحب کا ہی فرمان تسلیم کرتے ہیں۔ حدیث سے ان کا واسطہ نہیں۔ ہم لوگ محمدی ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا ایمان ہے۔ ان کی احادیث پر ہم میں سے ہر ایک قربان ہے۔ ہم نہ حنفی نہ شافعی..... نہ حنبلی نہ مالکی بلکہ ہم.....

محمد حنیف:- قطع کلام معاف! مہربانم اپنے مذہب کے فوائد بیان فرمائیے۔ ادھر ادھر مت جاسیے۔ حنفی کہلانا اس امر کو مستلزم نہیں کہ ہم محمدی نہیں۔ مثلاً ایک شخص.....

عبد الوہاب:- یہ مثلاً دیکھی ہوئے گی۔ تمہیں اگر کچھ دریافت کرنا ہو تو کرو۔ تم تو لگے مناظرہ کرنے، میں مناظرہ و ناظرہ نہیں جانتا۔ اگر خاموش رہ کر سنو! تو بیان کروں۔ ورنہ سلام علیکم!

محمد حنیف:- ارے یار! چلے کہاں! ڈرو مت۔ میں مناظرہ نہیں کرتا۔ میں تو صرف یہ کہنے کو تھا کہ حنفی کہلانا اس امر کو مستلزم نہیں کہ ہم محمدی نہیں مثلاً زید کہتا ہے۔ انا کاتب میں کاتب ہوں۔ زید کے اس قول سے یہ لازم نہیں آتا کہ زید عالم نہیں ہو سکتا ہے کہ زید کاتب بھی ہو۔ عالم بھی۔ پھر زید کے اس قول سے کہ انا کاتب یہ کہہ دینا کہ زید عالم نہیں، سخت حماقت ہے۔ جناب والا! جو اپنے آپ کو محمدی فرماتے ہیں۔ تو کیا آپ اللہ تعالیٰ کے منکر ہوئے۔ اس لیے کہ اگر آپ اللہ کے ماننے والوں میں سے ہوتے تو بجائے محمدی کے آپ اپنا نام اللہ ہی رکھتے۔ یونہی آپ قرآن پاک کے بھی منکر ٹھہرے۔ اس لیے کہ اگر آپ کا قرآن پاک پر ایمان ہوتا تو بجائے اہل حدیث کہلانے کے اہل قرآن کہلاتے۔ اور اگر آپ حضرات محمدی کہلا کر بھی اللہ والوں میں سے ہو سکتے ہیں۔ اہل حدیث کہلا کر بھی قرآن کے ماننے والوں میں سے ہو سکتے ہیں۔ تو ہم حنفی کہلا کر محمدی کیوں نہیں ہو سکتے کیوں جناب میں تو صرف اتنی ہی عرض کرنے کو تھا مگر تم تو لگے بگڑنے۔ کہ میں مناظرہ و ناظرہ کرنا نہیں جانتا اور سلام علیکم کہہ کر چلنے کو بھی تیار ہو گئے۔

عبد الوہاب:- بھائی حنیف! اتنی فرصت نہیں کہ تمہیں اعتراضات کا بھی موقعہ دوں اور پھر ان کا جواب دوں۔ اگر ہمارے مذہب کے کچھ فوائد سننا چاہتے ہو تو غور سے سنو۔ اگر کوئی اعتراض ہو تو آج اسے دل میں ہی رہنے دینا۔ کل رفع شکوک کر دوں گا اس وقت جو تم نے ہم پر بہتان باندھے ہیں کہ ہم خدا کے منکر ہیں۔ قرآن پر ہمارا ایمان نہیں۔ نہایت افسوس ہے ہم نے کب کہا ہے کہ ہم خدا کے منکر

ہیں اور قرآن پر ہمارا ایمان نہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر تم اس بہتان عظیم کو واپس لے لو۔

محمد حنیف :- ہم نے کب کہا تھا کہ ہم (معاذ اللہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ اور حدیث سے ہمیں واسطہ نہیں۔ جو آپ نے ابتداء فرمایا کہ خفی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور حدیث سے ان کا واسطہ نہیں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر پہلے آپ اس بہتان عظیم کی معافی طلب کر لیں۔

عبدالوہاب :- سلام علیکم!

محمد حنیف :- کدھر؟

عبدالوہاب :- گھر!

محمد حنیف :- کیوں؟

عبدالوہاب :- اس لیے کہ تم طالب حق نظر نہیں آتے کہا تو یہ کہ مجھے اپنے مذہب کے فوائد سناؤ۔ جو میں سنانے لگا تو لگے میری ہر بات پر جرح و قدح کرنے۔ بھائی اگر طلب حق مقصود ہے۔ تو خاموش رہ کر ہمارے مذہب کے فوائد سنو!

حنیف :- اچھا کہو۔ اب نہ بولوں گا۔ چپکے سنوں گا۔

عبدالوہاب :- میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم ہی ہیں۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ ہم محمدی ہیں۔ ہم اہل حدیث ہیں۔ حدیث پر ہمارا ایمان ہے۔ چونکہ حدیث میں آتا ہے۔ اللہین یسر دین آسان ہے بنا ہریں ہمارے مذہب میں بہت سی سہولتیں اور آسانیاں ہیں۔ جو مذہب خفی میں ہرگز ہرگز نہیں اچھا حنیف بتاؤ۔ تمہارے گھر اگر کنوئیں میں کوئی پیشاب کر دے یا چوہا یا مرغی گر کر مر جائے۔ یا اتفاقاً کنوئیں میں کتا گرے اور مر جائے تو تم کیا کرتے ہو؟

حنیف :- ہم اس کا پانی استعمال کرنا چھوڑ دیتے ہیں تاوقتیکہ اس کا سارا پانی یا جتنا ہمارے مولوی صاحب حکم دیں نہ نکالا جائے اس پانی سے وضو اور غسل ترک کر دیتے ہیں۔ نہ پیتے ہیں۔ نہ کسی اور طرح استعمال کرتے ہیں۔

عبدالوہاب :- تو بھائی حنیف! پھر یہ کتنی تکلیف ہے۔ اگر کسی وقت کوئی ایسا مزدور نہ ملے جو پانی نکال دے تو خود تکلیف کرنی پڑے۔ اگر مزدور مل جائے۔ تو اسے روپے دینے پڑیں۔ ہر حالت میں نقصان۔ آؤ ہمارے مذہب کی خوبی ملاحظہ کرو۔ کہ کنوئیں میں اگر بچہ پیشاب کر دے یا کسی کا پاخانہ گر جائے۔ چوہا گر کر مر جائے۔ چوہا تو کیا کتا بھی گرے اور مر جائے تو جب تک پانی کا رنگ، بو، مزہ نہ بدلے۔ ہمارا مذہب اس پانی کو پلید نہیں کہتا ہمارا مذہب بخوشی اجازت دیتا ہے کہ ہم اس کنوئیں کا پانی پیئیں۔ وضو کریں۔ غسل کریں۔ کھانا پکائیں چاہے جو کچھ کریں۔ سب جائز ہے۔ کہو حنیف! کیا اس عظیم الشان خوبی اور فائدہ کو تم مذہب حنفی میں پاتے ہو۔ بخدا ہرگز ہرگز یہ خوبی تمہارے مذہب میں نہیں اس خوبی اور فائدہ کا فخر ہمارے مذہب کو حاصل ہے۔ بولو حنیف! کیا یہ فائدہ تمہارے مذہب میں ہے؟

حنیف :- خود تم کہہ چکے ہو کہ میرے مذہب کے فوائد خاموش ہو کر سنو۔ پھر اب یہ بولنے کی درخواست کیسی؟

عبدالوہاب :- لا حول ولا قوۃ! کیا تمہیں بالکل گونگا ہی بن جانے کو کہا تھا۔ بندۂ خدا اتنا تو کہو کہ تمہارے مذہب میں یہ فائدہ ہے؟

حنیف :- واقعی یہ فائدہ ہمارے مذہب میں نہیں یہ فائدہ شایان شان وہابیت ہی ہے۔ فی الواقع وہابیوں کو یہ بہت بڑی سہولت میسر ہے کہ نہ ہاتھ پیر ملیں۔ نہ کسی

۱۔ دیکھو عرف الجاوی ص ۹ روضۃ المندیہ ص ۴ بدور الابلہ۔ ص ۲۰۔ و بنیان
مرصوص ص ۱۶ اہل حدیث ۲۷ فروری ۱۹۲۵ء نزل الابراہ ص ۲۹ جلد (۱)

مزدور کو کچھ دینا پڑے۔ بن کسی محنت و مشقت کے وہ پانی پاک ہے۔ اور عبد الوہاب شاید تم بیان کرنا بھول گئے کہ آپ کے مذہب میں یہ بھی اجازت ہوگی کہ وہ مرا ہوا چوہا یا کتا جو کچھ کنوئیں میں گر گیا ہے۔ بے شک کنوئیں کے اندر ہی رہے آپ کے مذہب نے اسے نکالنے کی بھی آپ لوگوں کو تکلیف نہ دی ہوگی۔

عبد الوہاب:- کیسی باتیں کرتے ہو؟ کیا وہ کتاب یا چوہا۔ مردار کنوئیں کے اندر ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ بندہ خدا سے تو نکالا ہی جائے گا۔

حنیف:- تو عبد الوہاب! پھر یہ کتنی تکلیف ہوئی اگر کسی وقت کوئی ایسا مزدور نہ ملے۔ جو مردار کتا نکال دے تو خود جناب کو مبارک ہاتھوں سے، مردار کھینچنا پڑے۔ اگر مزدور مل جائے تو روپے ڈھیلے کرنے پڑیں۔ ہر حالت میں نقصان۔ میرے خیال میں جناب بھول رہے ہیں۔ آپ کے مذہب میں اس کی بھی اجازت ہوگی کہ مردار بے شک کنوئیں میں پڑا رہے۔ اس کے نکالنے کی بھی آپ کو ہرگز تکلیف نہیں دی گئی ہوگی۔

عبد الوہاب:- یار حنیف! بات تو تمہاری محقول ہے۔ مگر میں عالم تو ہوں نہیں۔ شاید ہمارا مذہب اس کی بھی اجازت دیتا ہو۔ انشاء اللہ! میں اس امر کو اپنے کسی عالم سے دریافت کر کے کل تمہیں بتاؤں گا۔ یقین ہے کہ ہمارے مولوی صاحب یہی فرمائیں گے جو تمہارا خیال ہے۔ واقعی ہمارے مذہب میں اس امر کی بھی اجازت ہونی چاہیے کہ کنوئیں سے مردار نکالنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ جیسے پانی نکالنے میں تکلیف ہے۔ یونہی مردار کھینچنے میں بھی ہے بلکہ اس میں تو کراہت طبعی بھی ہے۔

حنیف:- اچھا کوئی اور ایسا فائدہ بیان کر دو تمہارے مذہب میں موجود اور ہمارے مذہب میں مفقود ہے۔

عبد الوہاب:- ہاں اور سنو! بتاؤ اگر تم نے وضو کر لیا ہو۔ پھر تمہاری نکسیر جاری ہو جائے یا خون نکل آئے۔ یا قے آجائے تو تم کیا کرتے ہو؟ حنیف:- بھی ہمیں تو پھر سے وضو کرنا پڑتا ہے۔ ان چیزوں سے ہمارا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

عبد الوہاب:- تمہارے مذہب میں تو وضو ٹوٹ گیا۔ مگر ہمارے مذہب کی تعلیم ماشاء اللہ ایسی پختہ ہے کہ یہ خون و نکسیر اور قے کیا شے ہیں۔ جو ہمارے وضو کو توڑ سکیں۔ ایام سردی میں اگر تم نے مرتے مرتے سرد پانی سے وضو کیا ہو تو پھر ذرا سا خون بہا۔ یا تمہاری نکسیر جاری ہوئی تو تمہارا وضو ٹوٹا۔ تمہیں اتنی شدت کی سردی میں پھر سے سرد پانی سے وضو کرنا پڑا۔ ہمارے مذہب میں عظیم الشان فائدہ دیکھو کہ اگر وضو کر لینے کے بعد آدمی بھولہان بھی ہو جائے قے چاہے جتنی آجائے۔ نکسیر چاہے جتنی بہہ جائے۔ وضو ہرگز نہیں ٹوٹتا۔ مزے سے بیٹھے رہو۔ دوبارہ سردی میں باہر نکلنے کی ضرورت نہیں اس وضو سے نماز پڑھ لو۔ کہو ہمارے مذہب میں یہ کتنا زبردست فائدہ ہے۔

حنیف:- بے شک تمہیں تو یار بڑے مزے ہیں۔ ذرا اتنا اور بتا دیجئے کہ کیا تمہارا مذہب اس فائدہ کو بھی مضمّن ہے۔ کہ اگر کسی کزور اور بڑھے کا کھانسنے سے یا کسی اور وجہ سے قطرہ پیشاب کا نکل آئے۔ تو اسے بھی اجازت ہے کہ اسی وضو سے نماز پڑھ لے۔ سردی میں بیچارے بڑھے مریض کو دوبارہ وضو کرنے کی تکلیف نہ دی جائے۔

عبد الوہاب:- نہیں نہیں اسے تو ضرور وضو کرنا ہوگا۔

حنیف:- ارے یار فائدہ تو اس بڑھے کے حق میں چاہیے تھا۔ یہ کیسی بے انصافی ہے کہ ایک نوجوان پہلوان خون میں بھولہان ہو جائے۔ تو اس کا وضو نہ ٹوٹے

وہ بیٹھا رہے۔ اسی وضو سے نماز پڑھ لے۔ تاکہ اسے شدت سردی میں دوبارہ وضو کرنے سے تکلیف نہ ہو اور ایک بیچارے کمزور بڑھے مریض کا ذرا سا ایک قطرہ پیشاب نکل آئے تو اس کا وضو نہ رہے وہ بیچارہ بڑھا اگر برف بھی پڑ رہی ہو۔ تو پہلے وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

عبدالوہاب :- لگے پھر تم جرح و اعتراض کرنے کم از کم اتنا تو مانو کہ ہمارے مذہب میں خون یا نکمیر نکلنے یا قے آ جانے سے ہرگز وضو نہیں ٹوٹتا۔ مگر تمہارے مذہب میں ٹوٹ جاتا ہے۔ کیا یہ فائدہ کم ہے؟
حنیف :- میں مانتا ہوں کہ وہابیت تم لوگوں پر دل و جان سے فدا ہے کہ اسے تمہاری ذرا سی تکلیف بھی منظور نہیں۔

عبدالوہاب :- لو ایک اور فائدہ سنو!
حنیف :- میرے خیال میں صلوٰۃ مغرب کا وقت ہے۔ باقی ماندہ فوائد کل بیان فرمائیے گا۔ کل یہاں ہی تشریف لے آئیے گا۔ میں آپ کا منتظر رہوں گا۔
عبدالوہاب :- بہت بہتر کل میں ضرور آپ کو یہیں ملوں گا۔
حنیف :- ہاں عبدالوہاب: کنوئیں کا مسئلہ بھی اپنے مولوی صاحب سے دریافت کر آنا کہ کنوئیں میں گرے ہوئے مردار چوہے یا کتے کو نکالا جائے گا یا پانی کی طرح اس کے نکالنے کی بھی حاجت نہیں۔

دوسرا باب

محمد حنیف نماز پڑھنے کو مسجد چلے گئے اور عبدالوہاب کھانا تناول فرما کر سیدھے اپنے مولوی صاحب کی طرف چلے۔ مولوی صاحب ایک خوبصورت بیٹھک میں مسند لگا کر جلوہ گر ہیں معتقدین حضرات بھی بیٹھتے ہیں۔ مولوی صاحب اپنی جماعت میں بڑے عالم تسلیم کئے گئے ہیں۔ آپ کو اپنی جماعت سے بڑے بڑے القاب دیئے گئے ہیں۔ مولوی صاحب کا بیشتر حصہ شرک و بدعت تقسیم فرمانے میں گزرا۔ اور اپنی جماعت کو بھی شرک و بدعت تقسیم کرنے کی تعلیم فرمانے میں گزرا۔ اس وقت بھی آپ جماعت احناف کو کوس رہے ہیں۔ اور پاس بیٹھے ہوئے وہابیوں کو سنار ہے ہیں کہ دیکھو حضرت کا میلاد پڑھنا۔ اور آپ کو یا رسول اللہ کہہ کر یاد کرنا۔ آپ کی نعت پڑھنا، آپ پر درود بھیجنا، سب بدعت اور شرک ہے۔ نذر و نیاز، تہنجا، چہلم، استقاط، استمداد وغیرہا سب ناجائز اور بدعت ہیں۔ بھلا جو چیز حضرت کے زمانہ میں موجود نہ تھی۔ وہ بدعت نہ ہوگی۔ تو اور کیا ہوگا؟
سعید :- (ایک منصف مزاج وہابی) حضور کیا آپ حضرت کے زمانہ میں موجود تھے؟

مولوی صاحب :- عقل تو نہیں ماری گئی۔ حضرت کے زمانہ کو چودہ سو برس گزر گئے۔ اور میں اب کہیں پیدا ہوا۔ کیا تم مجھے دقیا نو سی خیال کرتے ہو۔
سعید :- تو پھر آپ خود سرتا پا بدعت ہوئے۔ اس لیے کہ آپ حضرت کے زمانہ میں موجود نہ تھے۔

مولوی صاحب :- (ذرا غصے سے) بے وقوف! میرا مطلب تو یہ ہے کہ جو دین میں ایسی چیز نکالی جائے جو حضرت کے زمانہ میں نہ تھی۔ وہ بدعت ہے۔
سعید :- تو حضور کیا آپ دین میں نہیں؟

مولوی صاحب: (آپے سے باہر ہو کر) اور بے ہودہ گستاخ تو مجھے کیا سمجھتا ہے۔ نکل جا میری مجلس سے جاہل کہیں کا۔ میرا مقابلہ کرتا ہے۔ جا جا کر کسی اپنے جیسے سے بات کرا

سعید: حضور! آپ بھی تو میرے جیسے بشر ہیں۔

مولوی صاحب: ارے نکل کہ پٹ کے جائے گا۔

حاضرین: بے ادب کہیں کے۔ مولوی صاحب کی شان میں گستاخی بھی کی اور اب جاتا بھی نہیں۔ خیریت چاہتے ہو تو چلے جاؤ (سعید چلا گیا)

(پانچ منٹ کے بعد) السلام علیکم!

مولوی صاحب: ولیم السلام! آؤ عبد الوہاب! بڑی مدت کے بعد آئے۔ آخر اتنی دیر کہاں رہے؟

عبد الوہاب: حضور دنیاوی کام کاج سے فرصت نہیں ملتی ورنہ دل تو چاہتا ہے کہ ہر روز حاضر ہوا کروں۔ آج ایک مسئلہ پوچھنے کو آیا ہوں۔ اجازت ہو تو بیان کروں۔

مولوی صاحب: ہاں ہاں بڑے شوق سے!

عبد الوہاب: حضور اگر کنوئیں میں کتابچہ ہاگر کر مر جائے تو یہ تو مجھے یاد ہے کہ ہمارے مذہب میں پانی نکالنے کی حاجت نہیں۔ مگر یہ یاد نہیں کہ آیا اس امر کی بھی اجازت ہے یا نہیں کہ وہ مرا ہوا چوبایا کتابچہ نکالنے کی حاجت نہیں۔ میں اپنے ایک دوست کو مذہب اہل حدیث کے فوائد سنارہا ہوں۔ وہ بڑی دلچسپی سے سنتا ہے امید ہے کہ وہ ضرور متاثر ہو کر اہل حدیث ہو جائے گا۔

مولوی صاحب: کنوئیں سے وہ مرا ہوا چوبایا کتابچہ نکالنے کی بھی حاجت نہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہیر بضاعہ (مدینہ شریف کا ایک مشہور کنواں

الہیر) کے متعلق صحابہ نے حضرت سے سوال کیا کہ کیا ہم اس کے پانی سے پین اور ہیر بضاعہ ایک ایسا کنواں ہے کہ۔ یلقی فیہ الحیض ولحوم۔ اس میں حیض کے کپڑے اور کتوں کے گوشت اور بدبودار چیزیں اتری جاتی ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ ان الماء طہور لا ینجسہ شیء۔ پانی پاک ہے۔ لہذا شے پلید نہیں کرتی۔ پس جب کہ اس کنوئیں میں کتوں کے گوشت حیض کے پانی ڈالے جاتے تھے اور حدیث میں یہ نہیں آتا کہ وہ نکالے بھی جاتے تھے۔ مگر ابھی حضرت نے فرمایا کہ پانی پاک ہے۔ تو آج اگر ہمارے کنوئیں میں کتابچہ ہاگر مر جائے تو بے شک کنوئیں کے اندر ہی رہے۔ اسے نکالنے کی ضرورت نہیں۔

عبد الوہاب: حضور احنی اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ان الماء طہور میں حضرت کا یہ حکم خاص ہیر بضاعہ کے لیے ہے ہر کنوئیں کے لیے نہیں۔ کیونکہ ہیر بضاعہ کا پانی جاری رہتا تھا۔ اس سے ایک باغ کو پانی پہنچتا تھا۔

مولوی صاحب: وہ کہتے ہیں تو کہیں تم کو جو میں کہتا ہوں۔ وہ مانو عبد الوہاب: حضور اپنے دعوے کے دلائل بھی تو مجھے اچھی طرح سمجھا

اجتہد

مولوی صاحب: دلائل کو کیا چاٹو گے۔ دلائل نہیں تو نہ سہی مسئلہ تو یاد ہو گیا۔

عبد الوہاب: گستاخی معاف! بن دلیل کے اگر جناب کا بیان کردہ مسئلہ مان لوں تو پھر تو جناب کی تقلید ہوگی۔

مولوی صاحب: میری تقلید ہوگی تو کیا برا ہو گیا۔ میں کوئی یہودی یا عیسائی تو نہیں کہ شریعت محمدی کا مسئلہ تمہیں غلط بتاؤں گا۔

عبد الوہاب: مگر تقلید تو بدعت ہے۔

مولوی صاحب :- تقلید بدعت ہے تو امام ابو حنیفہ کی نہ کہ اپنے مولویوں کی بھی؟

عبدالوہاب :- تو پھر ہم میں اور احناف میں کیا فرق ہوا؟
مولوی صاحب :- فرق ظاہر ہے کہ وہ ایک کے مقلد ہیں۔ ہم ایک کے نہیں۔

عبدالوہاب :- کیا فرمایا۔ ذرا وضاحت سے فرمائیے گا۔
مولوی صاحب :- یعنی حنفی تو ہر مسئلہ اجتہادیات کا امام صاحب ہی سے پوچھتے ہیں ہم اپنے ہر مولوی کا اجتہاد لے لیتے ہیں۔

عبدالوہاب :- خوب! اچھا اب اجازت چاہتا ہوں۔ السلام علیکم!
مولوی صاحب :- علیکم السلام!

تیسرا باب

(دوسرے دن)

محمد حنیف :- عبدالوہاب کے انتظار میں ہی تھے کہ عبدالوہاب آگئے۔

عبدالوہاب :- السلام علیکم!

محمد حنیف :- وعلیکم السلام! کہئے مزاج تو اچھا ہے؟

عبدالوہاب :- الحمد للہ!

محمد حنیف :- فرمائیے کنوئیں کا مسئلہ پوچھا!

عبدالوہاب :- ہاں پوچھا۔

محمد حنیف :- پھر کیا جواب ملا؟

عبدالوہاب :- وہی جو تمہارا خیال تھا۔

محمد حنیف :- یعنی کنوئیں سے مردار نکالنے کی حاجت نہیں۔

عبدالوہاب :- ہاں ہاں درست! ہمارا مذہب اس فائدہ کو بھی متضمن ہے کہ کنوئیں سے مراد ہوا کتا نکالنے کی بھی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی۔ میرا خود یہ خیال تھا کہ ہمارا مذہب ضرور یہی کہتا ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ کہو حنیف! دیکھا ہمارے مذہب میں کتنی سہولت ہے۔

حنیف :- بھئی بڑی سہولت ہے میرے خیال میں اسی طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب میں بڑی بڑی سہولتیں ہوں گی۔

عبدالوہاب :- دوست تم سنتے چلے جاؤ۔ واللہ ہمارا مذہب ایک قابل قدر مذہب ہے۔ دیکھیں تم بھی کچھ قدر کرتے ہو یا نہیں۔ اچھا حنیف! بتاؤ تم ماہ رمضان میں تراویح کتنی رکعت پڑھتے ہو؟

حنیف :- میں رکعت پڑھا کرتے ہیں۔ اور اس میں ختم قرآن بھی کراتے ہیں۔

عبدالوہاب :- ارے یا را! اب بھی اگر ہمارے مذہب کی قدر نہ کرو تو تمہاری مرضی! بخدا اول تو بیس رکعت ہی ایک مصیبت ہے دوئم تم ان میں ختم قرآن بھی کراتے ہو۔ مصیبت پر مصیبت۔ بھائی حنیف! تم ہی سوچو کہ تمہاری نصف شب تو تراویح ہی میں ختم ہو جاتی ہوگی۔ پھر ادھر سحری کو بھی اٹھنا ہوتا ہے گویا ساری شب بیداری میں گزری تو یہ کتنی سخت تکلیف ہے۔ آؤ ہمارے مذہب کی تعلیم پر غور کرو اور دیکھو کہ یہ مذہب کتنا سہل ہے اور کتنے فائدے کو متضمن ہے۔ ہمارے مذہب میں ماہ رمضان میں اتنی زحمت نہیں اٹھانی پڑتی کہ نصف شب تک جاگتے رہیں تاکہ بیس رکعت پڑھ سکیں۔ ہمارا مذہب ہمیں تراویح کی صرف آٹھ رکعت بتاتا ہے۔ حنیف! خدا را انصاف کرو کہ ایک دم بارہ رکعت کی رعایت۔ یہ رعایت تمہارے مذہب میں کہاں؟ اور پھر اتنی ہی رعایت نہیں۔ بلکہ یہ آٹھ رکعت بھی کوئی ضروری نہیں۔ دو رکعت بھی پڑھ لو تو تراویح بلکہ تہجد ادا ہو جائے گی۔ کہو حنیف! کتنا زبردست فائدہ ہے۔

حنیف :- یا عبدالوہاب! تمہارا خدا تو واقعی تم پر بڑا مہربان ہے ہمارا خدا تو ہمارے پیغمبر کو یہ فرماتا ہے۔ یا ایہا المزمحل قم الیل الا قلیلاً کہ راتوں کو جاگا کرو اور اللہ کی عبادت کیا کرو چنانچہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام راتوں میں جاگتے۔ اور ساری ساری شب اپنے مولا کی یاد میں گزار دیتے مگر تمہارا خدا ہے کہ اسے تھوڑا سا جاگنا بھی منظور نہیں۔

عبدالوہاب :- یہ تمہارا خدا اور ہمارا خدا کیا کہتے ہو کیا ہمارا خدا کوئی اور

ہے؟

حنیف :- میں نے دل میں سوچا کہ خداوند کریم تو اپنے رسول کو بھی رات کو جاگنے کا حکم فرماتا ہے اور اپنے بندوں کے حق میں ماخلقت الجن والانس الا ليعبدون سناتا ہے کہ ہم نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا احادیث میں بھی عبادت الہی کی ترغیب ہے خصوصاً ماہ رمضان کی راتوں میں تو جاگنا اور اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا بہت ہی کار ثواب ہے تو مجھے شبہ ہوا کہ آپ کے مذہب کو آپ حضرات کی تھوڑی سی شب بیداری بھی منظور نہیں تو شاید آپ لوگوں کا کوئی اور خدا ہو؟

عبدالوہاب :- بھائی حنیف! اس قسم کے شبہات مناسب نہیں۔

حنیف :- عبدالوہاب! یہ تو سالانہ فائدہ ہوا کہ سال کے بعد نماز تراویح سے بارہ رکعت معاف ہیں۔ کیا تمہارے مذہب میں ہفتہ وار فائدہ یعنی جمعہ کی نماز میں بھی کوئی فائدہ ہے؟

عبدالوہاب :- کیوں نہیں! تم تو ہفتہ وار کہہ رہے ہو۔ ہمارے ہاں روزانہ فائدے موجود ہیں۔ اچھا بتاؤ۔ تم جمعہ کے وقت کتنی رکعت نماز پڑھتے ہو؟

حنیف :- پہلے چار رکعت سنت جمعہ پھر دو رکعت فرض جمعہ پھر چار سنت بعد جمعہ پھر چار فرض آخر ظہر پھر دو رکعت سنت اور دو رکعت نفل۔

عبدالوہاب :- تو کل اٹھارہ رکعت ہوئیں۔ ہمارے مذہب میں جمعہ سے قبل کوئی نماز سنت (نمبر اعراف الجادی ص ۴۴) نہیں اور نہ نماز جمعہ کے بعد کوئی فرض درض ہیں بس دو رکعت نماز فرض جمعہ اور اس کے بعد دو رکعت سنت اللہ اللہ خیر سلا۔ چار رکعت پڑھ کر چٹائی ہوئی گویا ہمارے مذہب میں چودہ رکعت کی رعایت ہوئی۔

حنیف :- اچھا کوئی روزانہ فائدہ بیان فرمائیے!

عبدالوہاب: لو سنو! بتاؤ کہ تم ہر روز عشاء کی نماز کتنی رکعت پڑھتے ہو؟
حنیف: چار فرض دو سنت دو نفل تین وتر پھر دو نفل۔

عبدالوہاب: کل تیرہ رکعت ہوئیں۔ ہمارے مذہب میں چار فرض اور دو سنت اور ایک وتر ہے۔ کل سات رکعت ہوئیں چھ رکعت کی رعایت پائی گئی اور سنو تمہارے مذہب میں دو گانہ پڑھنے کے لیے کس قدر سفر کی حد متعین ہے۔

حنیف: ہمارے علماء ۳۶ کوس بتاتے ہیں اس سے کم نہیں

عبدالوہاب: ہم تین میل (نمبر ۱ دیکھو اہل حدیث ۱۹ دسمبر ۱۹۱۹ء) بھی جائیں تو ہمارا مذہب ہمیں دو گانہ پڑھنے کو کہتا ہے بلکہ ایک میل سے کچھ زیادہ ہو تو بھی۔ پھر اور سنو کہ تم نے اگر تین میل تک جانے کا ارادہ کیا ہو تو ۲ رکعت ظہر کے ساتھ ہی ۲ رکعت عصر کی پڑھ سکتے ہو اور یوں بھی کر سکتے ہو کہ ظہر کا وقت بغیر نماز پڑھنے کے گزاردو اور عصر کی ۲ رکعت کے ساتھ ساتھ ۲ رکعت ظہر پڑھ لو اور سنو کہ اگر آپ کی طبیعت کچھ علیل (نمبر ۲ دیکھو اہلحدیث ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء) ہو یا بارش ہو تو ۲ نمازیں جمع کر سکتے ہو بلکہ اگر طبیعت علیل نہ بھی ہو تو بھی بغیر کسی عذر کے ظہر کے وقت عصر یا عصر کے وقت ظہر یا مغرب کے وقت عشاء یا عشاء کے وقت مغرب جمع کر سکتے ہو۔ بھائی حنیف! میں اپنے مذہب کے کیا کیا فوائد بیان کروں۔ ہمارے مذہب میں بے شمار فوائد ہیں بخدا ان خوبیوں سے مذہب حنفی محروم ہے۔

حنیف: نماز میں تو آپ کے مذہب کی رعایت معلوم ہو گئی فرمائیے کچھ روزوں میں رعایت ہے۔

عبدالوہاب: جی ہاں! کیوں نہیں؟ تین میل تک سفر کا ارادہ ہو تو روزہ چھوڑ دو۔ سردیوں کا موسم آئے تو قضا کر لو۔

حنیف: بہت خوب! اچھا تو کچھ زکوٰۃ کے متعلق بھی ارشاد ہوا

عبدالوہاب: لو سنو! اور ہمارے مذہب کی قدر کرو۔ بتاؤ تمہارے

مذہب میں زکوٰۃ کا کیا حکم ہے اور کس کس چیز پر زکوٰۃ ہے۔

حنیف: ہم زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ سونے چاندی کا زیور ہو یا دی یا مال تجارت بقدر نصاب ہو تو زکوٰۃ لازم سمجھتے ہیں۔

عبدالوہاب: اور ہمارے مذہب میں کتنا بھی زیور ہو بالکل زکوٰۃ نہیں!

(بدورالابلہ ص ۱۰۱) تمہارے پاس جتنا بھی روپیہ ہو اس کا سونے چاندی کا زیور

ہاں کرالو سناپ بھی مر جائے لاشی بھی نہ ٹوٹے۔ اگر تمہارے پاس ہزاروں روپیہ کا

بھی مال تجارت ہو تو اس ۲ (بدورالابلہ ص ۱۰۲) میں بھی زکوٰۃ نہیں غور کرو کس قدر

اچھا ہے۔

حنیف: بہت خوب! زکوٰۃ تو قریب قریب آپ کے مذہب میں معاف ہی

۱۱۱ لی زیور بنا لیا یا مال تجارت خرید لیا تو زکوٰۃ سے بچ گئے ہاں تو یا عبدالوہاب! حج تو

آپ کے مذہب میں بھی کرنا پڑتا ہوگا۔

عبدالوہاب: ضرورت! اس میں بھی خاص رعایت ہے صرف مکہ سے ہو

آدمینہ شریف بہ نیت زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانا ہمارے

مذہب میں جائز نہیں تو اب حج کا خرچ بھی بہ نسبت حنیفوں کے آدھا ہو گیا۔

حنیف: بھئی کمال ہے فی الواقعہ و با بیت میں بڑے مزے ہیں المدینہ یسر

پر آپ کے مذہب نے خوب عمل کر کے دکھایا مگر ایک مجھے کھٹکا سا ہے کہ ابتداء آپ

نے فرمایا ہے کہ حدیث میں المدینہ یسر آتا ہے کہ دین آسان ہے۔ بنا بریں

ہمارے مذہب میں بہت سی سہولتیں ہیں۔

سو میں مانتا ہوں کہ واقعی آپ کے مذہب نے نماز کو بھی چھانٹا۔ بارہ بارہ چودہ

چودہ ایک دم معاف فرما دیں۔ زکوٰۃ میں بھی چھانٹی کی۔ حج و صوم میں بھی تخفیف

فرمائی۔ مگر ایک اور مذہب ہے جو اہل قرآن کہلاتا ہے میرے خیال میں اس مذہب میں آپ کے مذہب سے زیادہ سہولت اور آسانیاں ہیں۔ بشال کے طور پر سینے کے اس مذہب میں ماہ رمضان میں صرف تین روزے فرض ہیں پورے مہینہ کے نہیں۔ نماز پانچ وقت کی فرض نہیں بلکہ صرف تین وقت کی نمازیں فرض ہیں تو فرمائیے کہ انھوں نے ایک دم ہی ۲۷ روزے اڑا دیئے اور ایک دن میں دو وقت کی نمازوں کو ہی اڑا دیا تو اللہ تعالیٰ کیسے پر عمل تو انھوں نے کیا نہ کہ آپ نے؟

عبدالوہاب: خدا کا شکر کیا تھا کہ تم خاموش رہ کر میری باتوں کو سن رہے ہو۔ مگر پھر تمہیں مناظرہ کی سوجھی۔ بھی سو بار کہا ہے کہ میں مناظرہ و ناظرہ نہیں جانتا۔ مگر تم ہو کہ میری ہر بات پر اعتراض کرنا چاہتے ہو۔ اگر تمہیں کچھ گھمنڈ ہے تو چلو ہمارے قبلہ کے پاس!

حنیف: قبلہ کون سا؟

عبدالوہاب: ارے ہمارے مولوی صاحب!

حنیف: تو کیا آپ اسی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے ہیں؟

عبدالوہاب: لا حول ولا قوۃ۔ میاں! مجازاً ایک بزرگ شخص کو قبلہ کہہ لیا جاتا

ہے۔

حنیف: اور ہم اگر کسی نبی و ولی کو مجازاً دنگیر یا معین و نافع و ضار کہہ لیں تو

آپ لوگ کیوں دھوکہ کھا جاتے ہیں اور جھٹ شرک و کفر کے فتوے لگا دیتے ہیں۔

عبدالوہاب: بھی تمہیں تو مناظرے کا شوق ہے اور مجھے مناظرہ و ناظرہ پسند نہیں۔ تعجب ہے میری ہر بات تمہیں کھٹکتی ہے۔ میری ہر بات پر جرح شروع کر

دیتے ہو۔

چوتھا باب

حنیف: اچھا ابھی ناراض نہ ہو اور اپنے مذہب کے فوائد بیان کرو۔ معافی چاہتا ہوں کہ آپ کو بیان کرتے کرتے روک لیا۔ اچھا کوئی اپنے مذہب کا اور فائدہ بیان کرو۔

عبدالوہاب: بیٹے! تمہارے ہاں اگر کوئی شخص گم ہو جائے تو اس کی زوجہ کا نکاح دوسری جگہ نہیں کرتے۔ عورتیں بیچاری مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں یہ آسانی دیکھو کہ چار سال تو کیا حسب تصریح نواب صاحب بھوپالوی بزدل (دلیل الطالب ص ۴۷۱) حصول ضرر و عورت کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے اور وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ مزے سے نکاح کر لے۔ چین اڑائے اگر پہلا خاوند آ جائے تو اب وہ اپنے آپ کو کنوارہ یا رائٹ سمجھے۔ اب وہ بیوی اس کی نہیں دوسرے کی دیکھی۔

حنیف: ابھی تمہارے مذہب کے اس فائدے نے اکثر حنفی شکار کئے ہمارے علماء مفقود کی بیوی کو نکاح ثانی کا فتویٰ نہیں دیتے۔ وہ آپ کے علماء سے نکاح ثانی کی اجازت لے کر اس کا نکاح پڑھا دیتے ہیں پھر لوگوں کے اعتراض پر اپنے آپ کو دوبانی ظاہر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر ایک شخص باہر چلا جائے اور گھر خط لکھتا بھی رہے۔ لیکن گھر خود واپس نہ آئے نہ اس کی عورت اس کے پاس جا سکتی ہے۔ تو اس کے لیے بھی آپ کے پاس کوئی رہائی کی صورت ہے۔

عبدالوہاب: ہمارے سردار شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ صاحب کا یہ فتویٰ ہے کہ ایسی عورت برادری میں فسخ نکاح کا اعلان کر کے دوسری جگہ نکاح پڑھالے (دیکھو اہل حدیث ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء یکم فروری ۲۹ء) سکتی ہے بتاؤ حنفی! ہر قسم کی آسانی ہمارے مذہب میں ہے یا کہ نہیں۔

حنیف :- واقعی تمہارے مذہب میں حد سے زیادہ آزادی ہے اچھا کچھ اور فرمائیے!

عبدالوہاب :- دیکھو تمہارے ہاں جب کوئی اپنی بیوی کو تین طلاق دیتا ہے اور اسٹام لکھ کر مکمل کر دیتا ہے تو تمہارے علماء اسے طلاق مغلظہ سمجھ کر حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں اس قدر آسانی ہے کہ تین طلاق تو کیا ہزار طلاق بھی کوئی شخص ایک وقت میں دے دے تو اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ عورت بائن نہ ہوگی۔ اسی کی رہتی ہے نہ نکاح ٹوٹتا ہے۔ نہ حلالہ کی ضرورت ہے۔ فرمائیے کتنا عظیم الشان فائدہ ہے۔

حنیف :- بے شک تمہارے ہاں بڑے عیش ہیں اس مسئلہ کے ذریعہ بھی تمہارے مذہب نے اکثر لوگوں کو دہائی کیا۔ ہاں تو بھی کوئی دنیا کمانے کا طریقہ بھی ہو۔ آخر انسان کو روپیہ پیسہ کی بھی ضرورت پڑتی ہے تو کیا دہائیت میں کوئی ایسی تعلیم ہے جس سے دولت کمائی جاسکے۔

عبدالوہاب :- کیوں نہیں! ہمارے سردار مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہل حدیث میں لکھا (اہل حدیث ۲۸ نومبر ۲۶ء ۲۷ دسمبر ۲۷ء ۵ ستمبر ۲۷ء) دیا ہے کہ لڑکیوں کا پیسہ لینا درست ہے پس لڑکیوں کا پیسہ لے کر اس روپیہ کو بینک میں رکھو اس سے جو سود ملے۔ وہ بھی بوقت ضرورت مولوی ثناء اللہ (دیکھو اہل حدیث ۲۸ دسمبر ۲۸ء) صاحب جائز فرماتے ہیں کہو اور کیا چاہتے ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہو۔ بخدا حنیف ہمارے مذہب میں چلے آؤ تو ہر طرح آسانی میں رہو گے۔ نماز میں، روزہ میں، حج و زکوٰۃ میں اور مسائل شرعیہ میں سہولت پاؤ گے اگر خدا نے کوئی لڑکی دی تو سمجھ لینا کہ ذریعہ معاش ہاتھ آیا۔ دولت ہاتھ آئے گی۔ پیارے حنیف! تم اہل حدیث ہو جاؤ تو دنیا میں رہنے کا مزہ ہے۔ ہمارے مذہب میں دولت آنے کا

ہی سلسلہ ہے۔ کچھ راہ خدا میں دینا دلانا ہمارے ہاں نہیں۔ وہابی ہو جاؤ گے تو شب قدر کو یا عیدین کو کسی مبارک دن میں اپنے مردوں کے لیے ایصال ثواب اور کچھ پکنا ہمارے ہاں بدعت ہے۔ خدا نخواستہ تمہارا کوئی قریبی مر جائے تو اسقاط سے چھوٹ جاؤ گے۔ غلہ وغیرہ لے جانا۔ کلمہ شریف پڑھنا۔ کچھ کھانا پکنا سب موقوف ہو جائے گا۔ پھر تمہارا چالیسواں جو اتنے خرچ سے بغرض ایصال ثواب کیا جاتا ہے تمہیں نہیں کرنا پڑے گا۔ الغرض سب کچھ معاف ہو جائے گا۔

حنیف :- اور کیا قرآن شریف پڑھ کر یا پڑھوا کر بھی بخشا جائے گا یا یہ بھی معاف ہو جائے گا؟

عبدالوہاب :- نہیں میاں اس کا تو کوئی ثبوت ہی نہیں! (اہل حدیث ۶ جولائی ۲۸ء ۱۰ اگست ۲۸ء) پھر بخشا بخشا کیسا؟

حنیف :- اچھا یہ تو فرمائیے کہ اگر کسی کے ہاں شادی ہو تو وہ آپ کے مذہب سے کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے؟

عبدالوہاب :- تمہارے علماء گانے بجانے سے منع کرتے ہیں۔ ہمارے مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہل حدیث میں شادیوں میں گانا بجانا جائز (اخبار ۲۲ مارچ ۲۹ء ۳۱ مئی ۲۹ء) لکھا ہے۔ بلکہ مولوی وحید الزماں نے انگریزی باجا کی بھی اجازت فرمائی ہے تو فرمائیے کہ کتنا فائدہ ہوا۔ وہ خاموش شادی کس کام کی۔ جس میں نہ گانا ہو نہ بجانا اور ایک مزے کی بات سنو۔ شادی ہمارے ہاں جتنی عورتوں سے چاہو کر سکتے ہو۔ تمہارے مذہب ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ کی اجازت نہیں دیتا۔ ہمارا مذہب (نزل الابرار ج ۲ ص ۳ عرف الجادی ص ۱۱۵) اجازت دیتا ہے چاہے کتنی عورتوں سے ایک ہی وقت میں نکاح کر لو۔ پھر اور فائدہ سنو کہ شادی میں یہ ضروری نہیں کہ براتیوں کے لیے ضرور گائے یا بکری کا ہی گوشت

ہو۔ ہمارے ہاں گھوڑا (دیکھو عرف الجادی ص ۲۳۳) حلال ہے اسے پکا سکتے ہیں دریا کے سب جانور مردہ ہوں یا زندہ ۲ (دیکھو عرف الجادی ص ۲۳۷) حلال ہیں مینڈک یا کچھوا ۳ (اہل حدیث ۲ نومبر ۲۸ء) ان میں سے کسی ایک کو پکا کر براتیوں کے پیش کر سکتے ہو۔ شوق سے تناول فرمائیں اور پھر ہمارے مذہب میں خشکی کے تمام جانور جن میں خون نہیں حلال ۴ (دیکھو بدور الابلہ ص ۳۲۸) ہیں۔ براتیوں کے لیے جو مینڈک یا کچھوا تیار کیا گیا ہے۔ اس میں کبھی پھیر وغیرہ بطور کالی مرچ کے استعمال کیجئے۔ اگر گائے بکرا ہی ذبح کرنا چاہو تو تمہیں خود تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ کسی چوہڑے یا پھار، ہندو، عیسائی کو حکم کر دو۔ وہ ذبح کر دے۔ ہمارے ہاں ذبح ۵ (دیکھو دلیل الطالب) کا فر بھی حلال ہے اگر وہ بسم اللہ اکبر نہ پڑھ سکیں تو بسم اللہ پڑھے ذبح کر دیں تو بھی ہمارے ۶ (دلیل الطالب ص ۴۱) ہاں حلال ہے۔ کہو حنیف ہے یا نہیں ہمارا مذہب مجموعہ کمالات۔ یہ نو ائمہ تو چند ایک ہیں ورنہ ہماری کتب دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے مذہب میں کیا کیا ہے،

حنیف :- اجازت چاہتا ہوں۔ نماز کا وقت قریب ہے۔

عبدالوہاب : ہاں ہاں اشوق سے نماز پڑھنے چاہیے۔ مگر اتنا تو فرماتے جانیے کہ ہمارے مذہب کے متعلق کوئی رائے بھی قائم کی یا کہ نہیں؟

حنیف :- جناب کا شکر گزار ہوں کہ مجھے آپ نے وہابیت کی نگلی تصویر دکھا دی اور اپنے مذہب کی تعلیم مجھ پر ظاہر فرمادی۔ میرے جسم میں جب تک جان ہے۔ انشاء اللہ میں اس خوفناک ذرا ذنی مضمرہ ایمان وہابیت سے کوسوں دور رہوں گا۔ میں سمجھ گیا کہ اگر وہابیت کی طرف ذرا بھی میلان کیا تو دین و دنیا میں متہور رہوں گا۔ خدا نے چاہا تو اس کی طرف نظر تک نہ کروں گا۔

اللہ اللہ! اس وہابیت نے تو اسلام کی بیخ کنی کر دی۔ صلوٰۃ ہے تو اسے اصلی

حالت پر نہ رہنے دیا۔ زکوٰۃ ہے تو اس کا نقشہ ہی بدل ڈالا۔ صوم و حج ہیں تو ان میں دخل اندازی کی۔ لوگوں کو گندہ اور پلیید پانی پلایا۔ بے وضو نمازیں پڑھائیں۔ قیام بیل سے ہٹایا۔ عبادات الہی مٹائیں۔ حرام کو حلال، حلال کو حرام کیا۔ نفس کی تقلید میں پڑ کر اسلام کو بدنام کیا۔ گانے گائے، باجے بجوائے۔ لہو و لعب میں پھانسا۔ مردار کھلائے۔ میں نے اس مذہب کے متعلق یہ رائے قائم کی ہے۔ کہ یہ مذہب بہر حال اجتناب کے لائق ہے۔

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کی اہم پیشکش

مردہ کو مین اللہ کی شریعت اور احکام

تالیف : محمد نعیم اللہ خان قادری

بی ایس سی۔ بی ایڈ
ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تارن

ناشر : فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

ادارہ کی دیگر مطبوعات

- ◎ قرآن پاک کے آداب
- ◎ مفہوم قرآن بدلنے کی خطرناک واردات
- ◎ غیر مقلدین کو دعوت انصاف
- ◎ دیوبند کا نیا دین
- ◎ مجموعہ رسائل علامہ مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمۃ
- ◎ ۸۔ تراویح کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ
- ◎ شرک کی حقیقت

ناشر: فیضانِ اندینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

دینی، فقہی، سیاسی اور تاریخی موضوعات پر فکر انگیز مضامین

اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِيِّ

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف

سید آل رسول حسنین قادری برکاتی سجادہ نشین خالقہ برکاتیہ نوریہ، مارہرہ مطہرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

سید الانبیاء علیہ التیمۃ والشارک

ارشاد گرامی ہے کہ میری امت کے علمائے بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔ مجدد مائتہ حاضرہ چشم و چراغ خاندان برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں برکاتی فاضل بریلوی قدس سرہ اس حدیث شریف کے منظر اتم ہیں۔ فاضل بریلوی کو ظن فاروق کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ انہوں نے اپنے قلم سے شیخ نجدی کے ہندوستانی جیلوں کے چہروں سے نقاب نوچ کر پھینکا۔ یہ وہ قلم تھا جسے ذوالفقار حسینی کا جوش کہا جاسکتا ہے۔ فاضل بریلوی کی ساری زندگی تبلیغ و جہاد کی زندگی رہی اور یہ جہاد اپنے اپنے قلم کے ذریعہ کیا۔ سچ پوچھئے تو ہند میں مذہب اہل سنت و الجماعۃ کے فروغ، استحکام اور تحفظ میں جو عطیہ فاضل بریلوی کا رہا ہے وہ شاید ہی کسی اور کے نصیب میں آیا ہو۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نجدیت، دہا بیت، رافضیت، نیچریت اور ایسے ہی دوسرے طاغوتی گروہوں کے مقابلے میں مجسم ایک تحریک بن کر منظر عام پر آئے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلي آلِكَ واصحابِكَ يا حبيب الله

میرے والد ماجد سید العلماء سرکار آل مصطفیٰ سید میاں علیہ الرحمۃ و
الرضوان فرماتے تھے کہ اس دور میں سنیت کی پرکھ کا سب سے بڑا اور
صرف اعلیٰ حضرت ہیں۔ فاضل بریلوی کو یہ مقام اُن کے نقوی اور عشق رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے دلایا۔ تقلیدِ بلاال نے انہیں وہ کمال بخشا جو رب ذوالجلال کے
کرم لازوال کی بہترین مثال بن گیا۔ احمد رضا درحقیقت احمد مختار صلی اللہ
علیہ وسلم کی رضا تھے۔ اُن کا علم و فضل حسب نسب، زہد و نقوی، عبادت و ریاضت
ایک طرف اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف۔ تحقیق کے میدان میں
نکلے تو اپنے زمانہ کے اچھے اچھے محققین کے چھکے چھڑا دیئے۔ تصنیف کی دنیا
پسند کی تو علم و آگہی کے دریا بہا دیئے۔ نعت کے میدان میں گئے تو قرآن و
حدیث کی ترجمانی کے سکے جما دیئے۔ سچا س سے زیادہ علوم پر قلم اٹھایا، لکھا
اور بہت لکھا، ہاں لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ فاضل بریلوی کا کردار، گفتار، اقوال،
اعمال، افعال غرض یہ کہ ان کی پوری شخصیت کسی ہندی شاعر کے اس صوفیانہ
شعر کی مصداق تھی۔

لالی میرے لال کی جنت دیکھو تیرے لال

لالی دیکھیں میں گئی میں بھی ہو گئی لال

اعلیٰ حضرت نے ایک ایسے دور میں قلم اٹھایا جب ہر طرف لادینیت
وہابیت اور نجدیت کا زور تھا۔ آج پھر کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔
گروہ وہابیہ نے سنی علماء کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھا کر پھر سے اپنا ننگا ناچ
شروع کر دیا ہے۔ ایسے میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تحریریں
کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ مجھے خوشی ہے کہ دارالعلوم محبوب
سبحانی بمبئی کے جواں سال مجاہدین سنیت نے نشر و اشاعت کا بیڑا اٹھایا

ہے اور گروہ وہابیہ کے سروں پر برس نے کے لئے رضوی ہتھوڑوں کا انتخاب کیا
ہے۔ ایسا ہی ایک ہتھوڑا ہے یہ رسالہ جو اس وقت آپ کی نظروں
کے سامنے ہے۔ یہ بھی کلک رضا کا فیضان ہے۔ یہ ایک تاریخی مقدمے کی روداد
بھی ہے اس میں وہ تیرے چھپے ہوئے ہیں جو نجدیت کے سینے کو چھلنی کر دینے کی
آج بھی وہی طاقت رکھتے ہیں۔

یہ رسالہ اب سے کئی برس پہلے میرے جد بزرگوار تاج العلماء سید شاہ اولاد
رسول محمد میاں صاحب قدس سرہ نے شائع کر دیا تھا۔ کل اسے چھپوانے کا شر
اولاد رسول کو ملا تھا، آج اس کا تعارف پیش کرنے کی سعادت آل رسول کو ملی
ہے۔ ویسے بھی اعلیٰ حضرت کے پیروم رشد خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی
رحمۃ اللہ علیہ کی گدی کا وارث ہونے کے ناتے مجھ حقیر کا اعلیٰ حضرت پر کچھ زیادہ
ہی حق بنتا ہے۔

رب تبارک و تعالیٰ ہمیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے
فیوض و برکات سے بہرہ ور فرمائے اور اس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے
جس راستے پر چل کر امام احمد رضا صراط الذین النعمت علیہم کی پہلی
تفسیر بنے۔ آمین

یا الہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد

خاک کھنڈ پائے رسول

...

۱۶ ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ

تقدیم

از حضرت علامہ مولانا غلام ربانی صاحب قبلہ فائق اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم محبوب سہجانی گرامی
اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز
کی پیشہ ارتقا نیف و ایضات ہیں۔ ان سب کے مطالعہ کے لئے ایک عمر درکار ہے لیکن اب تک جو کچھ
مطالعہ میں آسکا ہے اس سے جہاں میری معلومات میں اضافہ ہوا ہے وہیں میرے عقیدوں میں نہ ٹوٹنے
والی پختگی بھی پیدا ہوئی ہے۔ امام موصوف کی ہر تحریر اور ہر کتاب میں بامریض طور پر نمایاں ہے اور
وہ حق و باطل کے مابین برہان اظہار ہے آپ نے حق کو حق اور باطل کو باطل قرآن و حدیث کی روشنی
میں دلائل قاطعہ سے ثابت کیا ہے۔

اسلام کے نام پر نہ مانہ قریب میں جو باطل فرقے پیدا ہوئے ان کی بیخ کنی ایک مجدد و وقت کی
اہم ذمہ داری تھی۔ وہ غیر مقلدیت ہو یا دیوبندیت یا افضیت ہو یا دہابیت ان تمام گمراہ جماعتوں
کے غلط عقیدوں کی پوری قوت دلائل سے تردید کر کے راہ حق و صواب کو خوب خوب روشن فرمایا
ہے بلاشبہ آپ کا یہ تجدیدی کارنامہ امت پر احسان عظیم ہے۔

زیر نظر رسالہ اظہار الحق الجلی سوال و جواب کی صورت میں ہے جس میں غیر مقلد فرقہ کا گمراہ
ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ بجائے خود بیش بہا معلومات کا عظیم خزانہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ
میں دعا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام موصوف علیہ الرحمۃ والرفقاء ان کے علمی خزانہ سے ہم سب کو فیض یاب
کرے۔ اور اہلسنت و جماعت کے عقیدہ پر استحکام کے ساتھ علی صالح کی توفیق عطا فرمائے۔

”بزم فیضانِ رضا“ دارالعلوم محبوب سہجانی بہی کے بونہار اور مخلص طلبہ کی انجمن ہے
جس کا بنیادی مقصد دینی نشریات کے ساتھ ساتھ بالخصوص اعلیٰ حضرت امام موصوف کی
کتابوں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کرنا ہے۔ مولانا تعالیٰ بزم فیضانِ رضا کے طلبہ کو اعلیٰ حضرت
کے علمی فیضان سے نوازے اور ان کی دینی خدمات کو شرف قبولیت کا درجہ بخشے۔ آمین بجز
سید المرسلین علیہ التمجید والتسلیم۔

غلام ربانی

نبیرہ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی الحاج محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی شریف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِكَ

بزم فیضانِ رضا جو دارالعلوم محبوب سہجانی گرامی کے
طلبہ کی انجمن ہے۔ اس انجمن نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی کتاب مستطاب برکات الابداد اور مسائل سبعہ
مفتی رضوان الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ چھاپی ہے اور
الفصل المویہی اور اظہار الحق الجلی ہر دو تصنیف اعلیٰ حضرت
علیہ الرحمۃ چھاپنے کا ارادہ ہے۔ بزم فیضانِ رضا کا
قیام ان مقاصد خیر کے لئے خوب ہے اور فرحت افزا
مولائے کریم بزم فیضانِ رضا کو قائم اور فیضانِ رضا
کو عام اور دائم فرما۔ آمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا
محمد وآلہ وصحبہ واجتہد وبارک وسلم۔

محمد اختر رضا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَحْمَدُهُ وَتُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

نقل اظہار حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدنا
اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالصطفیٰ احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ گواہ جانب مدعا علیہم بمقدمہ نمبر ۲۸/۹۰۲ء حاجی الہی بخش
وغیرہ مدعیان بنام ابوالبرکات وغیرہ مدعا علیہم بحکمہ صاحب جج بہادر شہر آراء
نسبت مسجد دومرادل، منفصلہ، ۱۷ جون ۱۹۰۳ء جو بذریعہ بند کمیشن کے ہوا۔
مسمیٰ بنام تاریخی اظہار الحق الجلی ۳۲ء۔

سوالات حقیقہ جاناب مدعا علیہم مع جواب

سوال ۱: نام، عمر، سکونت، پیشہ

جواب :- منظر کا نام مولوی حاجی احمد رضا خاں صاحب ولد حضرت مولانا مولوی
نقی علی خاں صاحب، عمر ۸۴ سال، پیشہ زمین داری

سوال ۲: آپ تمام علوم دینیات سے پوری طور پر واقفیت رکھتے ہیں؟

جواب :- میں آباد اجداد سے علوم دین کا خادم ہوں۔ چوبتر سال سے میرے یہاں
سے فتویٰ جاری ہے۔ تمام ہندوستان اور کشمیر اور براب سے مسائل کے
سوالات آتے ہیں۔ ابھی چھین سے چودہ مسئلے دریافت کئے ہیں۔ انچرفا
مرسلہ چھین داخل کرتا ہوں۔

سوال ۳: آپ کا مذہب کیا ہے؟

جواب :- مسلمان سنی مقلد۔

سوال ۴: ہندوستان کے عام سنی مسلمانوں کا کیا مذہب ہے؟

جواب :- یہی مذہب ہے جو میرا مذہب ہے۔

سوال ۵: غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں ہندوستان میں کب ظاہر ہوئے؟

جواب :- ان کو پیدا ہوئے ابھی سو برس نہیں گزرے۔ ۱۲۳۲ھ میں دہلی کے ایک
شخص اسماعیل نے یہ نیا مذہب نکالا اور ہندوستان کو دارالحرب بنا کر جہاد
کا جھنڈا قائم کیا۔

سوال ۶: اس سے پہلے سنیوں میں ہندوستان کے تمام مسلمان کس مذہب پر تھے

اور سلاطین کس مذہب پر تھے؟

جواب :- تمام سنی مسلمان رعایا و سلاطین سب مقلد کی خفی تھے۔ اسی لئے گورنمنٹ نے
حلفی مذہب کو اس ملک کے سنی مسلمانوں کا مذہب مان کر اسی مذہب کی
کتابیں "ہدایہ قاضی خاں عالمگیری در مختار" انگریزی میں ترجمہ کرائیں اور
انہیں کتابوں پر مقدمات فیصلہ ہوتے ہیں۔ غیر مقلد کی کوئی کتاب نہ ترجمہ
ہوئی اور نہ اس پر فیصلہ ہوا۔

سوال ۷: سلطنت کی حالت فوت میں یہ فرقہ غیر مقلد بن پیدا ہوا یا کب اور نکل کر

اپنا نام کیا رکھا؟

جواب :- یہ فرقہ ضعف سلطنت میں پیدا ہوا۔ اپنا نام موحود و محمدی، وعامل بالحدیث
رکھا اور اہلسنت نے عرب و عجم میں ان کا نام ابوبابی اور غیر مقلد اور لاندہ بن کیا
نے اہلسنت ہونے کا دعویٰ کیا مگر عرب و عجم کے اہلسنت نے ان کو اہل بدعت مانا۔

سوال ۸: اس فرقہ کے ظاہر ہونے پر ہندوستان کے علمائے اہلسنت نے اس کی تردید کی
یا نہیں اور علمائے حرمین شریفین سے فتاویٰ اس مذہب کے بطلان پر آئے یا
نہیں؟

جواب : ہاں۔

سوال ۹ : اس فرقہ جدیدہ کا فتنہ ہندوستان میں دفعۃً پھیلایا آہستہ آہستہ اور ہر جگہ اور ہر مقام میں اس کی کثرت ہوئی یا کیا؟

جواب : اس کا فتنہ بتدریج پھیل رہا ہے جگہ جگہ ابھی تک ان کا نام و نشان نہیں اور بعض جگہ چند سال سے گنتی کے لوگ اس مذہب کے ہوئے ہیں۔

سوال ۱۰ : غیر مقلدین اہلسنت میں داخل ہیں یا مبتدع ہیں اور مبتدع ہیں تو کس دلیل سے؟

جواب : غیر مقلدین مبتدع گمراہ ہیں۔ علمائے عرب و عجم کا اس پر اتفاق ہے۔ دیکھو عرب شریف کا فتویٰ "فتویٰ الحرمین" جس پر علمائے مکہ و مدینہ کی مہریں ہیں اور کتاب فتح المبین اور جامع الشواہد جن پر عرب و ہند کے بہت سے علمائے مہر ہیں اور طحاوی حاشیہ در مختار میں ان کے بدعتی ہونے کی تصریح ہے۔

سوال ۱۱ : فرقہ غیر مقلدین کیوں کر مذاہب اربعہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں جو بدعتی اور ناری ہوئے بلکہ وہ تو بلا تعین چاروں اماموں کی تقلید کرتے ہیں؟

جواب : یہ غیر مقلدین کا دھوکہ ہے ان کے یہاں تقلید شرک ہے۔ ان کے پیشوا اسمعیل دہلوی اور صدر نقوی حسن خان بھوبالی اسے لکھ گئے ہیں۔ چاروں اماموں کو حدیث کا مخالفت بتاتے ہیں۔ انہیں کی کتاب ظفر المبین اسی بیان میں ہے کہ کوئی مسئلہ کسی امام کی تقلید سے نہیں مانتے اتفاقاً کوئی موافقت ہو جائے تو دوسری بات ہے اسے اتباع نہیں کہیں گے۔ دیکھو توضیح و تلویح۔

سوال ۱۲ : یہ بیان کیجئے کہ غیر مقلدین کے مسائل ایسے بھی ہیں جو مذاہب اربعہ اہلسنت میں سے کسی کے نزدیک جائز نہ ہوں۔

جواب : بہت مسائل ہیں جیسے ایک جلسہ میں تین طلاقیں سے ایک ہی طلاق پڑنا۔ وضو میں سر کی جگہ گڑی کا مسح۔ ان کی کتاب تحفۃ المؤمنین میں جو ان

کے پیشوا نذیر حسین کے شاگرد نے بعد نظر ثانی کے مطبع نوکلشور میں دوبارہ چھپوائی اس کے صفحہ ۱۷ پر صاف لکھا ہے کہ کچھ کچھ کے ساتھ نکاح درست ہے ان کے یہاں خون اور شراب اور سور کی چربی ناپاک نہیں جیسا کہ ان کی روئے ندیمہ صفحہ ۱۲ وغیرہ سے ثابت ہے۔

سوال ۱۳ : قیاس ابو حنیفہ کے خلاف دہاگل کہنے والے کو کیا لکھا ہے؟

جواب : فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے جو شخص امام ابو حنیفہ کے قیاس کو حق نہ مانے وہ کافر ہے۔

سوال ۱۴ : غیر مقلدین کے پیشواؤں نے بزرگان دین و فقہائے کرام و مقلدین مصلحتاً اربعہ کی نسبت اور نیز قیام مبارک (حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

جواب : ان کے پیشوا صدیق حسن خاں وغیرہ نے شرک و بدعت و مشرک لکھا ہے۔

سوال ۱۵ : نواب صدیق حسن خاں نے خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کیا بے ادبی کے کلمات لکھے ہیں؟

جواب : اپنی کتاب انتقاد الرجح کے غالباً صفحہ ۱۲ پر صریح گمراہ بتایا ہے کہ انہوں نے جماعت تراویح کو رد اور راجح دیا اور خود اسے بدعت کہہ کر اچھا بتایا حالانکہ کوئی بدعت قابل ستائش نہیں سب گمراہی ہے۔

سوال ۱۶ : شیخین کو جو گالی دینے والا ہے اس کے بارے میں اکابر اہلسنت کی کیا رائے ہے؟

جواب : جو شخص ابوبکر صدیق یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو برا کہے بہت سے آئمہ نے اسے کافر کہا ہے۔ اور اس قدر پر تو اجماع ہے کہ ایسا شخص بد دین ہے دیکھو تنویر الانصار، در مختار فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ خلاصہ فتح القدیر، اشباح بحر الرائق، غنیۃ، معجم الدلایہ وغیرہ۔

سوال ۱۸: ایسا کہنے والے کو احتیاطاً کافر نہ کہیں تو مبتدع کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟
جواب: ضرور مبتدع و گمراہ ہیں۔

سوال ۱۹: حنفیوں کی نماز ثانی المذہب کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اس میں بہت اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ شافعی نے اگر فرض و شرائط حنفی کی رعایت نہ کی تو اس کے پیچھے حنفی کی نماز جائز نہیں۔ دیکھو بحوالہ ائیک اور رد المحتار وغیرہ اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں یہ بھی قید لگائی کہ وہ حنفی کے ساتھ تعصب نہ رکھتا ہو۔ ورنہ اس کے پیچھے نماز منع ہے۔

سوال ۲۰: حنفیوں کی نماز غیر مقلدین کے پیچھے جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: نہیں جائز ہے۔ اس لئے کہ غیر مقلدین اہل اہول سے ہیں جس کا بیان ابھی گذرا۔ اور اہل اہول کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے کہ امام محمد امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف سے روایت فرماتے ہیں کہ اہل اہول کے پیچھے نماز ناجائز ہے اور ان کے مذہبی مسئلے اس قدر مخالف ہیں کہ ہر مذہب میں نہ ان کی طہارت ٹھیک ہوتی ہے اور نہ نماز کہ یہ مردار اور سور کی چربی تک کو ناپاک نہیں جانتے ہیں اور کٹورے بھر پانی میں چھ ماسہ پشاب پڑ جائے تو اسے پاک سمجھتے ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ جب تک اتنی نجاست نہ پڑے کہ پانی کا رنگ مزہ بوی بدل جائے اس وقت تک پانی پاک رہے گا۔ دیکھو غیر مقلدین کی کتاب فتح المغیث صفحہ ۵۷ اور طریقہ محمدیہ صفحہ ۱۶۔

سوال ۲۱: کیا حرمین شریفین میں چاروں مذہب کے اہلسنت و جماعت غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں؟

جواب: یہ محض غلط ہے۔

سوال ۲۲: مولوی نذیر حسین پشاور غیر مقلدین جب کہ معظمہ گئے تھے حاکم مکہ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟

جواب: نذیر حسین دہلوی ذوالحجہ ۱۳۳۷ھ میں مکہ معظمہ گئے۔ وہاں مخبری ہوئی کہ یہ اور ان کا ایک ساتھی سلیمان جو ناگدھی غیر مقلد ہیں اور مسجد الحرام میں غیر مقلدین کے مسائل بیان کرتے ہیں۔ اس پر دو ڈرائی یہ دونوں غیر مقلد اور ان کے ساتھی گرفتار ہوئے۔ تین دن حوالات میں رہے پھر دولت عثمان نوری پاشا گورنر ملک حجاز کے حضور ان کی پیشی ہوئی۔ وہاں انہوں نے توبہ کی اور حنفی حاکم نے ان سے توبہ نامہ لکھوایا اس وقت رہائی ہوئی۔ یہ خبر میں نے معتبر علماء سے سنی جو اس واقعہ میں موجود تھے۔ پھر مکہ معظمہ کے چھپے ہوئے اشتہار دیکھے جو وہاں کے مطبعیری میں چھپے تھے۔ وہ اشتہار پیش کرتا ہوں۔ پھر دوسرا اشتہار مع ترجمہ وہیں کہ معظمہ میں چھپا وہ بھی پیش کرتا ہوں۔ اور اس کے سوا ۱۲۹۵ھ میں کہ مظہر حج کو گیا تھا قافلہ کی داخلی کعبہ معظمہ میں تھی کعبہ معظمہ کا دروازہ بہت بلند ہے خادم اور بیٹھے لوگوں کا ہاتھ نہ بڑھ کر داخلی کے لئے کھینچ رہے تھے ایک مغل کی وضع پر افسر کو بوجہ ہی کا شیعہ ہوا جب وہ داخلی کے لئے گیا خادم نے دھمکا دیا۔ اس کے ساتھ کا ایک غیر مقلد وہابی شفا کو کو بڑھا افسر کے حکم سے اس دہائی کے سرپر خادم نے اس زور سے چپٹ لگائی کہ تمام مسجد میں آواز پھیل گئی۔ یہ میری آنکھ کا دیکھا ہوا ہے۔ یہ لوگ جب جاتے ہیں اپنا مذہب چھپاتے رہتے ہیں ورنہ سزا پاتے ہیں۔

سوال ۲۳: غیر مقلدین کے بارے میں فتاویٰ الحرمین آپ کے پاس ہیں؟

جواب: اصل دو فتویٰ پیش کرتا ہوں۔ نیز ایک کتاب مطبوعہ ممبئی پیش کرتا ہوں۔

سوال ۲۴: آپ تصدیق کرتے ہیں کہ یہ مہرس وہیں کے علماء کی ہیں؟

جواب: میں تصدیق کرتا ہوں کہ جو مہرس ان فتوؤں میں ہیں وہ وہیں کی ہیں

سوال ۲۵: کیونکہ اور کس وجہ سے آپ تصدیق کرتے ہیں؟

جواب : مظهر نے یہ بڑا فتویٰ مکہ معظمہ بھیجا تھا اور یہ دوسرا فتویٰ میرے دوست مولوی نذیر احمد خاں صاحب مرحوم نے احمد آباد گجرات سے مدینہ شریف کو بھیجا تھا وہاں کی مہر میں ہو کر بذریعہ مولوی عبدالحق صاحب مجاور (یعنی مہاجر) کے ان کے پاس آیا اور انہوں نے مجھے بھیجا۔ جدہ کا لفاظی موجود ہے اور اس میں سلطانی ٹکٹ لگے ہیں پیش کرتا ہوں۔ بڑا فتویٰ مکہ شریف کی مہر میں ہو کر بذریعہ مولانا حاجی عبدالرزاق صاحب مطوف کعبہ معظمہ کے ممبئی مولوی عمر الدین صاحب کو اور ان کے واسطے سے مجھے پہنچا۔ جدہ کا لفاظی پیش کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ مولانا حاجی عبدالرزاق صاحب مکی کا یہ خط جو پیش کرتا ہوں میرے نام آیا۔ اور دوسرا خط اور پیش کرتا ہوں۔ یہ سردار علمائے مکہ معظمہ مولانا محمد سعید باصیل نے میرے نام اپنی مہر کے ساتھ مع اسی فتویٰ کے بھیجا۔ اس کی چند سطروں کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے :

”کہ یہ خط ہے حضرت اجل و افضل میرے سردار اور میرے بھائی اور میرے معزز حضرت احمد رضا قادری محمدی حنفی کو کہ ان کی سعادت اور جلالت ہمیشہ رہے۔ وہ آداب جو آپ کے رتبہ کے لائق ہیں ہدیہ بھیج کر عرض ہے کہ آپ کا عجاوب جو آپ نے رافضیوں، نیچریوں، وہابیوں وغیرہ مقلدوں گمراہ فرقوں کے رد کے لئے تالیف کیا یہاں پہنچا مجھے نہایت پسند آیا اور میں نے اس کے آخر میں وہ لکھ دیا جو اس کے لئے لکھنا لازم تھا۔ تحریر ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ

محمد سعید باصیل

مفتی شافعیہ سردار علمائے مکہ معظمہ

سوال ۲۵: غیر مقلدین کی بدعت لزوم کفر تک پہنچی ہے یا نہیں؟

جواب : بہت وجہ سے پہنچی ہے۔ تین وجہیں یہ کہ غیر مقلدین اجماع اور قیاس

اور تقلید کے منکر ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے اور ان کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں نے لکھا ہے کہ قیاس باطل و اجماع بے اثر آمد۔ اور ہائے ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ اجماع قیاس و تقلید ضروریات دین سے ہیں۔ دیکھو کشف الاسرار امام عبدالعزیز بخاری مطبع قسطنطنیہ اور فصول البدائع مطبع استنبول اور مواقف و شرح مواقف اور فواتح وغیرہ اور ضروریات دین کا منکر مسلمان نہیں ہے۔ دیکھو تنویر الابصار اور درمختار اور شرح فقہ اکبر اور دلائل امام ابن حجر اور بحر الرائق اور رد المحتار وغیرہ وغیرہ۔ چوتھے یہ کہ ان کے امام اسمعیل دہلوی نے ایضاح الحق میں اللہ تعالیٰ کو مکان و جهت سے پاک ماننے کے عقیدہ دینی کو بدعت حقیقی بتایا اور یہ کلمہ کفر ہے۔ دیکھو فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ پانچویں ان کے امام مذکور نے تقویت الایمان میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں سخت گستاخی کے کلمے لکھے اور یہ کفر ہے۔ دیکھو شفا شریف قاضی عیاض اور سیف المسلول امام سبکی وغیرہ چھٹی اسی تقویت الایمان میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق مکرر مٹی میں مل جانا لکھا ہے اور اماموں نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ کفر ہے۔ دیکھو شرح مواہب عظامہ زرقانی مطبع مصر ساتویں یہ کہ سارا فرقہ تقلید کو مشرک اور مسلمان مقلدین کو مشرک کہتا ہے اور یہ کلمہ کفر ہے۔ دیکھو درمختار و درود غرر مجمع الانہر و عالمگیری و شرح فقہ اکبر وغیرہ۔

سوال ۲۶: ایسے مبتدع کے سچے نماز جائز ہے یا کیا؟

جواب : محض باطل ہے۔ دیکھو شرح فقہ اکبر و فواتح شرح مسلم و فتح القدیر شرح ہدایہ وغیرہ۔

سوال ۲۷: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے کہ نہیں اور مسلمان کو برا کہنے والا فسق ہے کہ نہیں؟

جواب : فاسق ہے صحیح بخاری شریف میں اس کی حدیث ہے۔

سوال ۲۵۰ : بدعتی و فاسق کی امامت مکروہ و ممنوع ہے یا نہیں۔ اس کی کیا سندیں ہیں ؟

جواب : ہاں مکروہ ہے۔ دیکھو طحاوی در مختار اور طحاوی مرقا الفلاح اور تبیین الحقائق امام زلیعی اور رد المحتار اور غنیہ اور صغریٰ اور فتح المبین وغیرہ۔

سوال ۲۵۱ : لاندہی فسق ہے یا نہیں ؟

جواب : لاندہی ہر فسق سے بدتر فسق ہے کہ یہ بد مذہبی ہے۔ دیکھو غنیہ۔ طبع قسطنطنیہ۔

سوال ۲۵۲ : امام بنانا دینی تعظیم ہے کہ نہیں ؟ اور مبتدع کی دینی تعظیم حرام ہے یا نہیں ؟

جواب : ہاں۔ دیکھو رد المحتار اور فتح و طحاوی اور زلیعی وغیرہ اور مشکوٰۃ شریف وغیرہ میں حدیث ہے کہ جو کسی بدعت والے کی تعظیم کرے بیشک اس نے اسلام کے دھانے میں مدد دی۔

سوال ۲۵۳ : کوئی حدیث صحیح پیش کر سکتے ہیں جس سے ظاہر ہو کہ مبتدع فاسق کی امامت مکروہ و نا درست ہے ؟

جواب : ایک حدیث صحیح ہے جو ابھی گزری اور صحاح ستہ سے سنن ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا لا یوم فاجر و مومنا الا ان یقدم السلطان یخاف سیفہ و سوطہ کوئی فاسق کسی مسلمان کی امامت نہ کرے مگر اس حالت میں کہ وہ اپنی سلطنت کے زور سے لے دے کہ یہ اس کی تلوار اور تازیانے کا خوف رکھتا ہو۔

سوال ۲۵۴ : جس طرح نماز حنفی کی شافعی کے پیچھے جائز ہے تو اسی طرح غیر مقلدوں کے پیچھے کیوں نہیں جائز ہے اگر وہ بھی رعایت مذہب مقتدی کی کر لیں ؟

جواب : شافعیہ اہلسنت ہیں ان پر غیر مقلدوں کا قیاس نہیں ہو سکتا۔ یہیں دیکھئے حضرت مولانا محمد سعید باصیل سردار علمائے مکہ معظمہ شافعی المذہب ہیں انہوں نے اور دیگر مذاہب اہلسنت کے مفتیان عرب نے ان غیر مقلدوں کو بالاتفاق گمراہ لکھا ہے ابھی میں شافعیہ کی نسبت بھی فتاویٰ عالمگیری کا حوالہ دے چکا ہوں کہ حنفی سے تعصب رکھیں تو ان کے پیچھے بھی نماز منع ہے نہ کہ غیر مقلدین کہ بد مذہب ہیں اور بد مذہب بھی ایسے جن میں بہت کفریہ بدعتیں ہیں اور حنفیہ سے تعصب اتنا کہ ان کو مشرک کہتے ہیں۔

سوال ۲۵۵ : بعض عبارات فقہاء میں مثل شامی وغیرہ کے جو مذکور ہے کہ نماز بر وقا حرجی اقتدا میں جائز ہے۔ علیٰ ہذا حدیث صلوا خلف کعبہ و فاجر اس جواز سے کیا مراد ہے ؟

جواب : یہ جواز اس معنی پر ہے کہ فرض اتر جائے گا نہ یہ کہ کوئی گاہت نہیں۔ میں انہیں دو شامی کے اقوال سے بیان کر چکا کہ فاسق و مبتدع کے پیچھے نماز مکروہ و منع ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نماز نام کی امامت سلاطین خود کرنے ہیں یا وہ جسے مقرر کریں اور بعض وقت حکام بد مذہب یا فاسق بھی ہوتے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے وہی اندیشہ تھا تلوار اور تازیانہ کا جو حدیث میں گزرا۔ اسی بنا پر یہ حدیث آئی ہے کہ ضرورت کے وقت ان کے پیچھے پڑھ لے۔ اور علمائے فرمایا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس کا فسق حد کفر تک نہ پہنچا ہو اور کوئی مرد صالح موجود نہ ہو۔ دیکھو اشعرت اللغات شرح مشکوٰۃ اور پھر اس حدیث کے نیچے صاف لکھ دیا ہے کہ ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ دیکھو مرقا شرح مشکوٰۃ علاوہ بریں اس حدیث کی صحت میں بھی علمائے محدثین مثل دارقطنی وغیرہ کو کلام ہے اور اس حدیث کا شروع کا کٹرا یہ ہے۔ جاہد ! مع کل برا کان او فاجر یعنی ہر سلطان کے ساتھ جہاد کرو چاہے وہ

بنک ہو یا بد۔ اسی سے جتنا ہے کہ بہاں بادشاہوں کا ذکر ہے۔
مگر غیر تقلید اس حدیث پر اپنی خاص غرضوں کیلئے زور دیتے ہیں کہ اگرچہ
مبتدع اور فاسق ہیں مگر ان کے پیچھے نماز پڑھنی واجب ہے۔ اور ان کے پیشوا
اسماعیل دہلوی نے بھی یہی حدیث لوگوں کو دو غلطیوں کا جہاد پر ابھارا تھا۔

سوال ۱۲: جواز کا اطلاق کردہ تحریمی پر بھی آتا ہے یا نہیں۔

جواب ۱: آتا ہے دیکھو رد المحتار۔

سوال ۱۳: مسجد جو اہلسنت بنائیں وہ خاکل اپنے فرقے کیلئے بناتے ہیں یا عام کلمہ گویوں کے واسطے

جواب ۱: خاص اپنے فرقے کیلئے کہ ان کی مذہبی مسئلے مبتدعوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی ممانعت
دیکھو غریب شریف کا فتویٰ صفحہ ۸۰ جو میں نے داخل کیا ہے۔

سوال ۱۴: مبتدع کے ساتھ میل جول کرنے سے منع ہونے کے از روئے شرع کیا دلائل ہیں۔

جواب ۱: قرآن مجید میں ہے **وَالشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدُوا لَعْنًا لِّذِكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ**
اور اگر تجھے بھلا دے شیطان تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھتے (تفسیر احمدی) میں ہے **لَا تَقْعُدُوا**
سے مراد کافر مبتدع اور فاسق سب ہیں **وَالْقَوْمِ** مع کلہم معہ متمنع اور ان کے پاس نہ بیٹھنا منع ہے

سوال ۱۵: اور کوئی روایت ایسی بھی ثابت ہے کہ مبتدعین کے گناہ پر ان کے ساتھ نماز پڑھنا منع ہے

جواب ۱: فتاویٰ الحرمین کے صفحہ ۸۰ پر یہ حدیث ہے۔ **ان مروضوا فلا تعودوہم وان مالوا فلا**

تشہدوہم۔ اور یہ حدیث ہے۔ **لا تجالسوہم ولا تشابروہم ولا تؤاءلکموہم ولا**

تتاکلوہم۔ اور یہ حدیث ہے۔ **لا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم**

یعنی مبتدع لوگ بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو

ان کے جنازے پر نہ جاؤ اور ان کے ساتھ نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ کھانا

پینا۔ شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو۔ ان کے راقہ

نماز نہ پڑھو۔

سوال ۱۶: کیا مسجد میں سب مسلمانوں کا حق ہوتا ہے اور مسلمان کسے کہتے ہیں۔

جواب: مسلمان وہ ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہو۔ امت کے
دو معنی ہیں۔ امت دعوت جنہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حق کی
طرت بلایا۔ یوں تو تمام عالم ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہے
اور امت اجابت وہ جنہوں نے بلانا قبول کیا اور حق کو پورا مانا جب امت
مطلقاً کہتے ہیں۔ یہی دو معنی معنی ہوتا ہے۔ اس معنی پر جو مسلمان ہے
اس کے لئے مسجد میں حق ہے۔ مگر مبتدع اس معنی میں داخل نہیں۔ دیکھو
توضیح امام صدر الشریعہ اور تلویح امام تفتازانی۔

سوال ۱۷: کیا سب مسلمان جو امت اجابت ہوں یعنی اہلسنت ہوں ان سب کا
حق مسجد میں برابر ہے؟

جواب: ان سب کا حق بھی برابر نہیں۔ بلکہ جو مسجد جس قبیلے کے لئے بنے اس کا
حق اس میں مقدم ہے۔ وہ وقت حاجت اور دل کو اس میں نماز پڑھنے
سے روک سکتے ہیں۔ دیکھو رد مختار۔

سوال ۱۸: کسی درجہ اور کسی مصالحت سے مسلمان کو جس کا حق مسجد میں تھا نکال

دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور روکنے والا بموجب آیت شریف و من

اظلم مومن منع مسجد اذیہ الاثیۃ کے ظالم کہلائے گا یا نہیں؟

جواب: بہت سی صورتوں میں مسلمان کو مسجد سے روکنا اور نکال دینا شریف

نے جائز رکھا ہے۔ بلکہ حکم دیا ہے ازاں جملہ لہسن اور کچی پیاز کھلنے

والا اور حدیث میں ہے **من وجب سعة ولم یفج فلا یفربہ**

مصلانا۔ جو گنہگار پائے اور قربانی نہ کرے۔ وہ ہمارے مسئلے کے پاس نہ

آئے۔ دیکھو ابن ماجہ۔ فقہ میں حکم ہے کہ موزی شخص کو مسجد سے نکال دیا

جائے جس کے آنے سے برہمی پیدا ہوتی ہے۔ دیکھو اشباہ اور رد مختار

عمدة القاری۔ شرح صحیح بخاری اور آیت شریف میں فاسق بلا وجہ شرعی
مسجدوں سے لوگوں کو باز رکھ کر انہیں ویران کر دینے کی برائی کا بیان

ہے۔ درنہ خود اسی آیت میں مفسدوں کی نسبت فرمایا ہے کہ انہیں مسجد میں آنے کا حق نہیں ہے مگر ڈرتے ہوئے۔

سوال ۴۱: غیر مقلدین اگر سنیوں کی جماعت میں آکر شریک ہوں تو سنیوں کا کوئی مذہبی حرج ہے؟

جواب: کئی حرج ہیں۔ ایک تو یہ کہ سنیوں کے مذہبی مسئلے سے ان کے ساتھ نماز منع ہے۔ دیکھو فتاویٰ الحرمین صفحہ ۷۷۔ دوسرے یہ کہ سنیوں کو مشرک اور ان کے اماموں کو برا کہتے ہیں تو نماز میں ان کا پاس ہونا انہیں غیظ آنے کا باعث ہوتا ہے اور اصل مقصود نماز کا ذکر الہی ہے۔ اس میں خلل پڑتا ہے۔ تیسرے غیر مقلدین جب اپنے طریقے سے وضو کریں اور نماز پڑھیں تو ہمارے مذہب میں وہ نماز سے باہر ہیں۔ کیونکہ ان کی نماز اور وضو ٹھیک نہیں۔ اور جو نماز سے باہر ہوں نماز کی صفوں میں کھڑا کرنا گناہ ہے۔

سوال ۴۲: کیا حنفیوں کو استحقاق اپنے مذہبی مسئلے کی رد سے ہے کہ غیر مقلدین کو اپنی مساجد میں آنے سے روکیں؟

جواب: ہاں کئی وجہ سے استحقاق ہے۔ اول ان کے آنے سے فتنہ ہوتا ہے کہ جس کے سبب ملک میں بکثرت فوجداری کے مقدمے ہوتے اور چمکوں وغیرہ تک نوبت پہنچتی اور فتنہ کا بند کرنا عقل و شرع و قانون سب میں واجب ہے۔ دوم ان کے آنے سے نمازیوں کو نفرت ہوتی ہے اور جو جو نفرت ہو مسجد سے روکا جائے گا۔ جیسے جذامی یا دہ جس کا بدن پرپ ہو گیا ہو۔ حالانکہ ان کا اپنا کوئی قصور بھی نہیں تو بد مذہب بد رجہ اولیٰ روکا جائے گا۔ سوم ان کے فتنہ کے خوف سے نمازی مسجد چھوڑ بیٹھے تو مسجد ویران ہوئی اور درجہ چھوڑا اور فتنہ اٹھے تو جیل آباد ہوئے۔ مسجدیں یوں بھی دیران ہوئیں اور علم و عرفہ کھایا گئے تو نماز خراب ہوئی۔

سوال ۴۳: نصاریٰ نجران کا وفد خدمت حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد

شریف میں آنا کس حیثیت سے تھا اور حضور نے منع کیوں نہ فرمایا۔

جواب: نصاریٰ نجران امان لے کر حاضر ہوئے تھے اور جو امان لے کر آئے اس سے تعرض جائز نہیں۔ اس لئے باوجود اس کے کہ صحابہ اکرام نے ان کو روکنا چاہا

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ دیکھو زرقانی شرح مواہب

سوال ۴۴: مسجد حرام خواہ اور مساجد میں کفار کا آنا امام شافعی و امام مالک د

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: امام مالک تو مطلقاً اجازت نہیں دیتے اور امام شافعی اور امام احمد

مسجد الحرام میں منع کرتے ہیں اور امام محمد کا بھی یہی مذہب ہے اور یہ اشکان

ذیبوں کے بارے میں ہے۔ جو سلطنت اسلام میں مطیع اسلام ہو کر رہیں۔

دیکھو جامع صغیر امام محمد و ہدایہ در مختار۔

سوال ۴۵: امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک کفار کا مسجد میں حقدار بن کر آنا جائز

ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں جائز ہے دیکھو ہدایہ۔

سوال ۴۶: کفار مستامن پر مدعیان اسلام کا قیاس صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں۔ اجماع حدیثوں سے گزرا کہ مستامن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے مسجد میں آنے سے نہ روکا اور نماز پڑھنے دی اور کچا لہسن اور پیاز کھانے

والے مسلمان کو مسجد سے منع فرمایا اور قربانی چھوڑنے والے کو حکم ہوا کہ ہمارے

مصلے کے پاس نہ آئیں اور منافقین کلمہ گو مدعیان اسلام کو خاص جہنم کے

مجمع میں ایک ایک کا نام لے کر مسجد اقدس سے نکلوا دیا کہ اُخْرُجْ یَا

فُلَانٌ فَإِنَّكَ مُتَافِقٌ۔ اُخْرُجْ یَا فُلَانٌ فَإِنَّكَ مُتَافِقٌ

نکل جا اے فلان کہ تو منافق ہے۔ نکل جا اے فلان کہ تو منافق ہے۔

سوال ۴۷: کسی شخص کا دعویٰ استحقاق امامت کا بانی مسجد یا اولاد بانی مسجد

کے ہوتے ہوئے قابل اعتبار ہے یا باطل ہے اور اولاد بانی مسجد کو حق

امام دموذن وغیرہ کا حاصل ہے یا اوروں کو؟

جواب : اوروں کو دعویٰ بانی مسجد یا اس کی اولاد کے آگے خلاف فقہ ہے۔
دیکھو عالمگیری دقہنی خان اور امام دموذن قائم کرنے کا حق بانی مسجد
کو ہے اور وہ نہ ہو تو اس کی اولاد کو۔ دیکھو حموی شرح اشباہ۔

سوال ۴۸۵: تفرق امام میں بحالت اختلاف قلت رائے کا اعتبار ہے یا کثرت کا؟
جواب : کثرت رائے کا اعتبار ہے یہاں تک کہ اگر جماعت کثیر جسے چاہے اس
سے وہ افضل ہو جسے جماعت قلیل چاہے۔ تو وہی مقرر ہوگا جیسے جماعت
کثیر نے چاہا دیکھو عالمگیری وغیرہ۔

سوال ۴۸۶: مسجد جامع میں امام و خطیب کے رہتے ہوئے دوسرے کو امامت و
خطابت کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

جواب : نہیں۔ بلکہ اس کی بغیر اجازت کے خطبہ پڑھے یا امامت کرے تو نماز
ہی نہ ہوگی۔ دیکھو عالمگیری و رد المحتار و فتاویٰ سراجیہ وغیرہ۔

سوال ۴۸۷: قولہ تعالیٰ: یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا
الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فیہ فرددہ
الی اللہ و الرسول واولی الامر منکم قیاس کا ثبوت ہے یا اس کا رد؟

جواب : ثبوت ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر امام رازی وغیرہ۔

سوال ۴۸۸: اس آیت میں اولی الامر سے کیا مراد ہے اور فان تنازعتم فیہ کے
مخاطب کون لوگ ہیں؟

جواب : مجتہدین۔ دیکھو تفسیر کبیر۔

سوال ۴۸۹: اولی الامر کے اندر وہ مفسرین و محدثین جو رتبہ اجتہاد تک نہیں
پہنچے ہیں وہ بھی داخل ہیں یا نہیں؟ ان کی اطاعت و تقلید واجب ہے کہ نہیں

جواب : نہیں۔ دیکھو تفسیر کبیر۔

سوال ۴۹۰: پھر ایسے حضرات کس حکم میں داخل ہیں؟

جواب : ان پر بھی تقلید واجب ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر اور مسلم الثبوت اور فصول
البدائع وغیرہ۔

سوال ۴۹۱: ان سے نزاع صرف آئین بالجہ و رفع یدین پر ہے یا کیا؟

جواب : غیر مقلدوں سے اصل نزاع اس پر ہے کہ وہ تقلید کے منکر ہیں، قیاس
کے منکر ہیں مقلدین کو مشرک کہتے ہیں۔ انبیاء و اولیاء کی جناب میں گستاخیاں
کرتے ہیں۔ یہ آئین بالجہ و رفع یدین ان کا بھی کسی امام کی تقلید سے نہیں کرنا
تو تقلید کے قائل نہیں۔

سوال ۴۹۲: کیا شیعہ کے پیچھے نماز جائز ہے کہ نہیں؟

جواب : شیعہ میں جو صرف تفضیل ہے کہ سب صحابہ کو اچھا جانتا ہے۔ اہلسنت
سے فقط اتنی مخالفت رکھتا ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخین رضی
اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل جانتا ہے اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے۔
دیکھو ارکان اربعہ اور جو ترائی ہے اس کے پیچھے نماز بحکم فقہائے کرام محض
باطل ہے۔ دیکھو خلاصہ دعا لگیری وغیرہ اور جو ضروریات دین سے کسی بات
کا منکر ہے وہ کسی کے نزدیک مسلمان نہیں۔ اس کے پیچھے نماز بالیقین سب
کے نزدیک باطل ہوگی۔

سوال ۴۹۳: اور ہر شیعہ کے پیچھے جائز ہے کہ تفریق ہے اور جائز بلا کراہت ہے یا
کراہت تحریمی۔

جواب : نمبر ۵۵۵ میں اس کا جواب آگیا۔

سوال ۴۹۴: قابل عمل مسئلہ مفتی ایہا ہوتا ہے کہ غیر مفتی ایہا؟

جواب : مفتی ایہا دیکھو رد مختار۔

سوالات طرح و جوابات

از حضور پرنور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال ۱: علم دین میں کون کون کتابیں ہیں؟

جواب: ہزار ہا کتابیں ہیں۔

سوال ۲: آپ نے علم دین کی کون کون کتابیں درس کی ہیں؟

جواب: تمام درس نظامی۔

سوال ۳: قرآن مجید و حدیث شریف بھی علوم دین کی کتابوں میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب: ہیں۔

سوال ۴: حدیث شریف میں کون کون کتابیں ہیں؟

جواب: بے شمار کتابیں ہیں۔

سوال ۵: آپ نے قرآن مجید درس کیا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں کیا ہے والحمد للہ۔

سوال ۶: آپ نے حدیث شریف کی کتابوں میں کون کون کتابیں درس کی ہیں؟

جواب: مسند امام اعظم و موطا امام محمد و کتاب الآثار امام محمد و کتاب الخراج

امام ابویوسف و کتاب الحجج امام محمد و شرح معانی الآثار امام طحاوی

و موطا امام مالک و مسند امام شافعی و مسند امام احمد و سنن دارمی

و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و خصائص نسائی

و مستقی ابن الجارود و ذوالعلیٰ متنابہ و مشکوٰۃ و جامع کبیر و جامع صغیر و ذیل

جامع صغیر و مستقی ابن تیمیہ و بلوغ المرام و عمل الیوم و اللیلہ ابن السنی

و کتاب الترغیب و خصائص کبریٰ و کتاب الفرج بعد الشدائد و

کتاب الاسماء والصفات و غیرہ پچاس سے زائد کتب حدیث میرے

درس و تدریس و مطالعہ میں رہیں۔

سوال ۷: آپ قرآن مجید و حدیث شریف سے پوری طرح سے واقفیت رکھتے

ہیں یا نہیں؟

جواب: نفی میں ترجمہ بالائی مطلب، غیر اجتہادی احکام پر خاص دعام اپنی

استعداد کے لائق سمجھتا ہے۔ احکام اجتہادیہ سمجھنے پر مجتہد کے

سوا کوئی قادر نہیں۔

سوال ۸: مسلمانوں کے یہاں مذہبی کتابوں میں قرآن مجید سب سے اول درجہ

کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: ہے۔

سوال ۹: مسلمانوں کے یہاں قرآن مجید کے علاوہ دینی کتابوں میں سب

سے اول درجہ کی کتاب حدیث کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: متبرک کے اعتبار سے ایسا ہی ہے اور تحصیل علم کی نظر سے اول درجہ

کتب عقائد میں، پھر کتب فقہ لہذا علمائے فرائیہ کے عام مسلمانوں

کو فقہ کے بعد حدیث کی حاجت نہیں۔

حدیث فقہ تدریہ علامہ عبدالغنی نابلسی جلد اول۔

سوال ۱۰: مسلمانوں کے یہاں حدیث کی کتابوں میں درجہ کی ترتیب یعنی یہ کہ

حدیث کی کتابوں میں کون اول درجہ کی کتاب ہے، کون دوم درجہ کی، کون

سوم درجہ کی و علیٰ ہذا قیاس۔

جواب: کوئی ترتیب صحابہ و تابعین کے یہاں نہ تھی۔ اس وقت تک یہ کتابیں

تصنیف ہوئی تھیں۔ تصنیف کے بعد بعض لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق

مختلف ترتیبیں ٹھہرائیں جو محققین کو تسلیم نہیں۔ دیکھو فتح القدیر شرح

ہدایہ وغیرہ۔

سوال ۱۸: مسلمانوں کے یہاں حدیث کی کتابوں میں اول درجہ کی کتاب کون ہے۔ پھر کون، پھر کون؟

جواب: ابھی بیان ہو چکا ہے۔

سوال ۱۹: مسلمانوں کے یہاں سب سے اول درجہ کی کتاب صحیح بخاری پھر صحیح مسلم ہے یا نہیں؟

جواب: بخاری و مسلم بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ڈھائی سو برس بعد تصنیف ہوئے۔ مسلمانوں کے بہت سے فرقے انہیں مانتے ہی نہیں اور اس کے سبب وہ اسلام سے خارج نہ ہوئے۔ ماننے والوں میں بہت سے لوگ کسی خاص کتاب کو سب سے اول درجہ کی نہیں کہتے۔ اس کے مدارحت سند پر رکھتے ہیں۔ بعض جو ترتیب رکھتے ہیں وہ مختلف ہیں۔ مشرقی صحیح بخاری کو ترجیح دیتے ہیں اور مغربی صحیح مسلم کو۔ اور حق یہ ہے کہ جو کچھ بخاری یا مسلم اپنی تصنیف میں لکھ گئے سب کو بے تحقیق مان لینا ان کی بری تقلید ہے جس پر غیر مقلدین جمع ہوئے ہیں حالانکہ تقلید کو حرام کہتے ہیں۔ انہیں خدا و رسول یاد نہیں آتے۔ خدا اور رسول نے کہانی فرمایا ہے کہ جو کچھ بخاری یا مسلم میں ہے سب صحیح ہے۔

سوال ۲۰: آپ نے جو اپنا مذہب بیان فرمایا ہے۔ اس مذہب کی ابتدا کب سے؟

جواب: جب سے اسلام آیا اور احکام اترے۔

سوال ۲۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں یہ مذہب تھا یا نہیں؟

جواب: تھا۔

سوال ۲۲: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی مذہب تھا یا نہیں؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مذہب حق کے مبداء و مأخذ ہیں۔ ان کا مذہب پوچھنا علماء کے نزدیک کمال حماقت ہے۔ دیکھو تحفۃ المشائخ ص ۵۸ میں یہ بھی لکھا ہے کہ فقہائے صحابہ بھی مأخذ مذہب ہیں۔ غرض یہ کہ یہ مذہب ان کے ہیں نا کہ وہ ان مذہبوں کے، نہریں دریا کی ہیں نہ کہ دریا نہروں کے۔

سوال ۲۳: آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد؟

جواب: مقلد۔

سوال ۲۴: آپ تقلید کیوں کرتے ہیں کسی مجبوری سے آپ کو تقلید کرنی پڑی؟

جواب: جس مجبوری سے ایک لاکھ سے زائد صحابی مقلد ہوئے اور اس زمانہ میں عام مسلمان مقلد ہوئے یعنی منصب اجتہاد حاصل نہ کیا۔ دیکھو فتح القدیر و فتاویٰ خیرہ۔

سوال ۲۵: امام ابو حنیفہ اور امام مالک زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں پیدا ہوئے اور زمانہ تابعین میں انتقال فرمایا اور امام شافعی اور امام احمد زمانہ تابعین میں پیدا ہوئے اور زمانہ تبع تابعین میں انتقال فرمایا۔

سوال ۲۶: مجتہد کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جو آیات و احکام و اصابت احکام و طرق حدیث و شذوذ و نکارت و نقد رجال و سباب جرح و تعدیل و غل غامضہ و وجوہ نظم و ضوح معنی و جمیع مبادی ادبیہ و اصولیہ و ناسخ و منسوخ و مناسخ و ترجیح و تطبیق و مناشی حکم و مقاصد شرع و مصالح زمن و عوائد اہم و مضان حکم و اوقات اہل صحابہ و مواضع اجماع و مشارع خلافت و غل مؤخرہ و جماع مغیرہ و مسامع تعدیہ و موارد قصر و غیرہ و جمع موارد و حصر کی معرفت میں دریائے

زخار ناپید کنار ہو اور اس کے ساتھ ذہن ثاقب و فکر صائب و طبع نقاد عقل متقار و توفیق خداداد رکھتا ہو کہ جملہ مال و ماعلیہ کے لحاظ سے مخصوص سے مسکوت کا حکم اپنی رائے سے قائم کر سکے۔

سوال ۲۱: چاروں امام مذکورہ بالا مجتہد تھے یا نہیں؟
جواب: تھے۔

سوال ۲۲: مجتہد کو تقلید جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس میں مجتہدین کا اختلاف ہے۔

سوال ۲۳: مجتہد کو تقلید جائز نہیں تو کیوں جائز نہیں؟

جواب: اپنا حال مجتہدین جانیں، ہمیں اس سے کیا بحث۔

سوال ۲۴: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے زمانہ میں عام مسلمانوں کا کیا مذہب تھا؟

جواب: دین دین اسلام تھا، عقائد عقائد سنت اعمال میں گنتی کے صحابہ مجتہد تھے باقی سب مقلد۔

سوال ۲۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے زمانہ میں عام مسلمانوں کا مذہب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی تھا یا نہیں مع سند بیان فرمائیے۔

جواب: ان چاروں مذہب کے مآخذ وہی مذہب ہیں جو زمانہ رسالت و صحابہ میں تھے۔ اگرچہ کوئی اصطلاحی نام بعد کو حادث ہو جسے عقائد میں الشریعہ یا ترییدی، غیر مقلدین اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہی مذہب صحابہ کے زمانہ میں تھا، حالانکہ اس وقت کوئی مذہب اپنے نام کے نام سے نہ پکارا جاتا تھا۔

سوال ۲۶: کتاب شرح مسلم الثبوت کو آپ جانتے ہیں اور یہ آپ کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: مسلم الثبوت کی کسی شرحیں ہیں اور ان میں ہماری کوئی تصنیف نہیں

اور اگر یہ مراد ہے کہ ان میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب ہمیں تسلیم ہے نہیں تو اس کا یہ حال ہے کہ ہم اپنے امام سے مقلد ہیں ان مصنفوں کے مقلد ہیں ہم ہمیشہ جمہور سواد اعظم کے پیرو ہیں جو بات جس مصنف کی خصوصاً حال کے لوگوں خصوصاً ہندی مولویوں کی جمہور کے خلاف ہو، ہمیں تسلیم نہیں ہو سکتی۔

سوال ۲۷: شرح مسلم الثبوت میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں۔

لا واجب الا ما اوجب الله تعالى وله الحكم ولم يوجب على احد ان يتخذ هب برجل من الامة فايجابة تشریع شرع جدید۔ یعنی واجب وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے واجب فرمایا اور حکم اسی کو سزاوار ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی پر یہ واجب نہیں فرمایا کہ اماموں میں سے کسی ایک امام کے مذہب کو لازم پکڑے۔ پس ایک امام کا مذہب پکڑنے کو واجب کرنا ایک نئی شرع قائم کرنا ہے۔

جواب: مسلم الثبوت میں یہ قول قیل کر کے لکھا ہے یعنی بعض لوگوں نے یوں کیا اور درمختار اور فتاویٰ خلاصہ اور بحر الرائق اور فتاویٰ خیرہ و عقود الدریہ و احیاء العلوم وغیرہ بکثرت کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ جمہور علماء اس کے خلاف پر ہیں، بلکہ امام حجتہ الاسلام غزالی نے احیاء العلوم کی نویں کتاب کے تیسرے باب میں تصریح فرمائی ہے کہ تمام علماء کاملین میں کوئی اس طرف نہ گیا۔

سوال ۲۸: اور شرح مسلم الثبوت میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں

لله اتباع بمذہب واحد موجب شرعی یعنی کوئی شرعی دلیل ایسی نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ ایک مذہب کا پیرو ہو جانا واجب ہے۔

جواب : یہ بھی بعض کے قول میں یوں لکھا ہے کہ مقلد چنانچہ سول امام کی تقلید کر چکا اب اس سے نہیں پھر سکتا۔ ورنہ جس کی چاہے تقلید کرے۔
سائل نے ناقص بات نقل کی۔ پوری بات یہ تھی اور اس میں ہر طرح غیر مقلدوں کا رد تھا۔ بعد تقلید نہیں پھر سکتا۔ یہ تو صاف غبیہ مقلدوں کا رد ہے۔ اور اس کے قبل جس کی چاہے تقلید کرے۔ یہ اور زیادہ غیر مقلد ہی کا رد ہے۔ کیونکہ ہر مسئلے میں اللہ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ایک ہی ہوگا۔ وہ مختلف حکم نہ فرمائیں گے۔ کہ ایک ہی چیز کو جائز بھی فرمادیں اور ناجائز بھی یا واجب بھی فرمادیں اور حرام بھی۔ مگر مجتہدین یہ آپس میں مختلف ہیں تو جن میں بعض نے اختیار دیا کہ جس کے قول پر چاہے عمل کرے۔ اس کا صاف مطلب غیر مقلدوں کے نزدیک یہ ہوا کہ جائز ہے۔ چاہے خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موافق چلے چاہے مخالفت۔ تو ان میں بعض نے غیر مقلدوں کے طور پر ہر مجتہد کو اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اصل حاکم بنا لیا کہ کسی مجتہد کا قول دیکھ لو اور عمل کر لو۔ چاہے خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موافق ہو یا مخالفت۔ تو یہ بعض جو غیر مقلدین کے نزدیک مقلدین امام واحد سے بھی بڑھ کر مشرک ہیں۔ ان کے قول سے سند لانا محض دھوکہ ہے ایک ہی قول پر ہمیشہ عمل ہو تو یقینی مخالفت خدا و رسول عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہ ہوئی۔ ممکن ہے اس کے سب قول مطابق حکم خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو۔ لیکن جب اختیار دیا گیا کہ ہر بات میں جس قول پر چاہے عمل کر دے اور ان میں مطابق حکم خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی ہوگا۔ باقی مخالفت ہیں تو دیدہ و دانستہ قصد خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کی

اجازت ہوئی۔

سوال ۲۸: کتاب حجة الله البالغة کو آپ جانتے ہیں اور یہ اہلسنت و جماعت کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب : جواب مطابق نمبر ۲۵

سوال ۲۹: حجة الله البالغة میں عبارت ذیل درج ہے۔ علم ان

الناس ما كانوا قبل الماطة الرابعة لجمعة عین علی التقلید الخالص لمذهب واحد لفسیہ۔ یعنی لوگ جو تھی صدی کے قبل کسی ایک خاص مذہب کی خالص تقلید پر متفق نہ تھے؟

جواب : یہ عبارت حجة الله البالغة کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے صرف

ایک نسخے میں ہے جو کہ تہ بنکر الحاق کی گئی ہے۔ چھاپنے والے نے اسے

حاشیہ پر ظاہر کر دیا ہے اور یہ عبارت خود انہیں مصنف کی کتاب سنی بہ

الصفات کے خلاف ہے۔ دو صدی کے بعد ایک امام معین کا مذہب

لینا مسلمانوں میں شائع ہوا کہ کوئی ایسا نہ کرتا اور اس وقت وہی واجب

تھا۔ اور اتنا تو اس حجة الله البالغة کی اس عبارت سے بھی ظاہر ہے

کہ تیسری صدی تک بھی تقلید شخصی خالص موجود تھی گو اس پر اجماع نہ

تھا پھر تو اس پر سب کا اجتماع ہو گیا۔

سوال ۳۰: اور حجة الله البالغة میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں ضم

بعد هذا القرون كان الناس آخرون ذهبوا إلى

شمالاً وحدث فيهم امور۔ یعنی پھر ان زمانوں کے لوگ ہنرے

جو داہنے اور بائیں چلنے لگے اور ان میں کسی باتیں پیدا ہو گئیں۔

جواب : یہ بھی اسی تہم میں ہے۔ جس سے اکثر نسخے خالی ہیں۔

سوال ۳۱: اور حجة الله البالغة میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟

منها انهم بالتقلید فی صدورهم ديب النمل

وہم لا یشعرون۔

جواب : یہ بھی اسی تہمہ میں ہے یہ عبارت بھی سائل نے ناقص نقل کی ہے۔ اس کے بعد جو امور مصنف نے لکھے ہیں، اُن سے ظاہر ہے کہ خالص تقلید شخصی وہ دینی ضرورتیں جانتے ہیں اور یہ کہ ان کے اعتراضوں کا تصفیہ اور مقدمات کا انصاف کے ساتھ فیصلہ اور ظلم کا انسداد میں اور مصنف نے رسالہ انصاف میں تصریح کی، یہ ایک راز خدا کا ہے کہ علماء کے دل میں ڈال دیا اور علماء کو اس کا پیرو کر دیا اور اپنے دوسرے رسالے عقد المجید میں ایک باب اس لئے لکھا ہے کہ پیروی مذاہب اربعہ پر تاکید اور ان سے باہر ہونے کی سخت ممانعت ہے اور لکھا ہے کہ ان چاروں مذاہبوں سے رد گردانی کرنے میں بڑا فساد ہے تو انھیں مصنف کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مقلدین بڑے مفسد ہوتے ہیں۔

سوال ۳۲: جن لوگوں کا مذہب ہر مسئلہ میں قرآن و حدیث یعنی جن لوگوں کا مذہب یہ ہے جو مسئلہ قرآن مجید یا حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے اسی کو وہ ملتے ہیں اور اسی کو لائق پابندی جانتے ہیں اور کسی رسم و رواج کو یا کسی کے قول و فعل کو جس کی سند قرآن مجید و حدیث شریف سے نہ ہو نہیں مانتے اور نہ لائق پابندی جانتے ہیں۔ اُن کے اس مذہب کی ابتدا کب سے ہے؟

جواب : یہ مذہب کہ ہر شخص اپنی سمجھ پر قرآن و حدیث سے مسئلے کو راہ کے قول کی سند نہ مانے یہ قرآن و حدیث سب کے خلاف ہے۔ یہ مذہب نہ زمانہ رسالت میں تھا نہ زمانہ صحابہ میں اور نہ زمانہ تابعین میں۔ بلکہ نئے منکر جالہوں کے کان میں شیطان نے پھونکا کہ تم کیا کم ہو جو ایسے صحابہ و ائمہ کی پیروی کرو۔ قرآن سمجھنے کو کچھ علم درکار نہیں۔ ہر جاہل اپنی گڑبھت پر چلے

سوال ۳۳: ایسے لوگ جن کا مذہب جواب نمبر ۳۲ میں درج کیا گیا ہے مسلمان ہیں یا جماعت ہیں یا نہیں؟

جواب : ایسے لوگ ہرگز سنی مسلمان نہیں۔

سوال ۳۴: اسلام میں اصلی قانون کیا ہے؟

جواب : فقط کلام اللہ شریف۔

سوال ۳۵: اسلام میں اصلی قانون قرآن مجید و حدیث شریف ہے یا نہیں؟

جواب : حدیث بھی اصلی قانون نہیں بلکہ قرآن مجید کی تابع ہے۔ کلام مجید ہی نے حکم فرمایا ہے کہ حدیث و اجماع دائرہ کی اطاعت کرو۔ اسی لئے چار اصول ٹھہرے۔

سوال ۳۶: جب باخو رہا مسلمانوں میں کسی امر میں نزاع اور اختلاف واقع ہو تو اولیٰ حالت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اصلی قانون کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے یا نہیں؟

جواب : قانون اصلی اور قانون تابع دونوں کی طرف رجوع۔ کا حکم دیا ہے

اور وہ بھی حقیقتاً قانون اصلی ہی کی طرف رجوع ہے کہ قانون تابع قانون

اصلی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا ولوردوہ الی

الس سول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین لیستنبطونہ

منہم۔ دیکھو اس آیت نے قانون تابع یعنی مجتہدین کی طرف رجوع

کا حکم دیا اور قیاس آئمہ کو ثابت کیا ہے۔ دیکھو معالم التنزیل وغیرہ۔

غیر مقلدین اس قانون تابع کی طرف رجوع کے منکر ہو کر خاص حکم قانون

اصلی کے منکر ہو بیٹھے۔

سوال ۳۷: مسلمان کی کیا تعریف ہے اور مسلمان کس کو کہتے ہیں؟

جواب : جو تمام ضروریات دین کو ماننا ہو اور کوئی علامت تکذیب کی نہ رکھتا ہو

دیکھو مواقت شرح۔

سوال ۳۸: یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرے اور صدق دل سے اس پر اعتقاد رکھے وہ مسلمان ہے؟

جواب: ہاں صدق دل سے مانے تو ضرور مسلمان ہے اور وہ یوں ہی ہوگا کہ ضروریات دین سے کسی چیز کا انکار نہ کرے ورنہ نری کلمہ گوئی کافی نہیں۔

سوال ۳۹: مسئلہ ۳۸ء حدیث شریف کا مسئلہ ہے یا نہیں؟

جواب: حدیث شریف میں سارا کلمہ اور لا الہ الا اللہ دو قول آتے ہیں اور مراد وہی ہے جو اس سے پہلے نمبر میں گزری۔

سوال ۴۰: حدیث ذیل صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث ہے یا نہیں۔ ما من احد شہدا ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ صدقاً من قلبہ الا حرمہ اللہ علی الناس یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرے اور صدق دل سے اس پر اعتقاد رکھے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کر دے گا؟

جواب: ہے، اور صدقاً من قلبہ اس لئے فرمایا نری کلمہ گوئی مسلمان ہونے کو کافی نہیں۔

سوال ۴۱: جو شخص مسئلہ ۳۸ پر ثابت قدم رہے، چاہے اس کے دیگر افعال کیسے ہی ہوں وہ مسلمان ہے یا نہیں؟

جواب: جواب آپ کے انہیں نمبروں میں گزرا ہے۔

سوال ۴۲: البوداد صحاح ستہ میں سے ہے یا نہیں؟ جواب: ہے۔

سوال ۴۳: صحاح ستہ اہلسنت و جماعت کی کتابوں میں سے ہے یا نہیں؟

جواب: اہل سنت کی کتب حدیث میں سے صحاح ستہ بھی ہیں۔

سوال ۴۴: حدیث ذیل سنن البوداد میں ہے یا نہیں؟

ثَلَاثٌ مِنْ أَصْلِ الْإِيمَانِ الْكَفُّ عَنِ الْقَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَكْفُرُ وَلَا تَذْنِبُ وَلَا تَحْجِبُ مِنْ الْإِسْلَامِ بِعَمَلٍ يَعْنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرًا يَتَّبِعُ الْإِيمَانَ كِي جُزْءٍ مِنْ أَحَدٍ بَاتٍ يَبْغِي كَوْنَهُ لَوْلَا اللَّهُ إِلَّا أَنَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بَطَّيْطُ اس كے بارے میں رو کو زبان کو اس کو نہ تو اس کے کسی گناہ کی وجہ سے کافر کہو نہ اس کو کسی فعل کی وجہ سے اسلام سے خارج کرو۔

جواب: یہ انہیں حدیثوں میں سے ہے جن کا بیان دو تین نمبر اور پہنچا کر یہاں فقط لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہی ذکر نہیں، اور مراد وہی تصدیق جمع ضروریات دین ہے۔

سوال ۴۵: دین اسلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت میں مکمل ہو چکا تھا یا نہیں؟

جواب: بے شک، اور یوں ہی ہوا کہ کچھ احکام قرآن و حدیث میں مذکور ہوئے باقی نہیں حق تعالیٰ نے راہ اجتہاد کھولی اور مجتہدین پیدا کئے اور ان کا اتباع فرض کیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو لاکھوں احکام سے قرآن و حدیث خالی رہتے اور دین نامکمل ٹھہرتا۔

سوال ۴۶: آیت لکم دینکم سب کے پیچھے نازل ہوئی یا نہیں۔ یعنی اس آیت کے بعد بھی کوئی نیا حکم نازل ہوا یا نہیں؟

جواب: یہ آیت سب کے بعد نازل ہوئی۔ اس کے بعد اور احکام بھی آئے جیسے آیت رب آیت دین، آیت خیرات اور شاید کوئی اور ہے۔ اس وقت میری یاد میں نہیں۔ دیکھو تفسیر التقان صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ

سوال ۴۷: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سبغہ ختم ہوگئی یا نہیں؟ اور اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب: بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سبغہ ختم ہوگئی اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ لہذا ضروری ہوا کہ آپ کے دین میں مجتہدین ہوں اور مسلمانوں پر مجتہدوں کی پیروی فرض ہو کہ وہ وقائع جن کا ذکر قرآن مجید و حدیث شریف میں نہیں اپنی رائے سے ان میں حکم شرعی قائم فرمائیں۔ ورنہ یہ احکام محمل رہ جاتے کہ قرآن و حدیث میں ذکر نہیں اور کوئی نبی تارہ ہو سکتا نہیں تو مجتہدین اگر نہ ہوتے یا ان کا حکم حکم شرع نہ ٹھہرتا تو یہ احکام کیوں کر معلوم ہو سکتے۔

سوال ۴۸: اہلسنت و جماعت کی کیا تعریف ہے؟

جواب: جو سواد اعظم مسلمین کے پیرو ہیں جس کے اتباع کا دستور حدیث میں حکم ہے اور حدیث نے مذہب حق کی نام فہم تعریف بیان فرمائی ہے۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شد شد فی النار۔ مسلمانوں کے بڑے گروہ کی پیروی کرو جو اس سے جدا ہوا وہ جہنم میں جدا ہوا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ مسلمانوں کا بڑا گروہ مقلد ہے۔ غیر مقلدین بہت قلیل ہیں۔ بخروجہ اللہ المبایغہ کی اسی عبارت میں جس کے چند ناقص ٹکڑے مسائل نے نقل کئے صاف لکھا ہے کہ ان چار مذہبوں کی تقلید درست ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اگر کوئی اس کا مخالف ہے بھی تو ایسا کہ وہ کسی گنتی شمار میں نہیں۔

سوال ۴۹: شرح عقائد نسفی کو آپ جانتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ آپ کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں ہے اور اصل کلی مطابق نمبر ۲۵

سوال ۵۰: شرح عقائد نسفی میں اہلسنت و جماعت کی تعریف ذیل کے مطابق لکھی ہے یا نہیں؟ القاب خادمة السنة ومضی علیہ الجماعة فسموا اهل السنة والجماعة یعنی اہلسنت و جماعت کا نام اس وجہ سے اہل سنت و جماعت ہوا کہ انھوں نے سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و جماعت صحابہ کی پیروی کی۔

جواب: پوری عبارت دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اس میں کچھ لفظ رہ گئے ہیں اور یہ وجہ تسمیہ ہے تعریف نہیں اور جماعت کے ترجمہ میں صحابہ کی قید سائل نے اپنی طرف سے لگا دی ہے۔ پھر غیر مقلدین صحابہ کی بھی تقلید نہیں کرتے ذاجماع کو مانتے ہیں۔ تو یوں بھی اہلسنت کے مخالف ہوئے۔

سوال ۵۱: توضیح و تلویح کو آپ جانتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ آپ کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: ہے۔ بدستور نمبر ۲۵

سوال ۵۲: توضیح و تلویح میں اہلسنت کی تعریف ذیل لکھی ہے یا نہیں؟ اهل السنة والجماعة هم الذين طلقوا بطريق رسول الله. یعنی اہلسنت و جماعت وہ لوگ ہیں جن کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

جواب: یہ عبارت اس طرح توضیح و تلویح میں نہیں جہاں تک مجھے یاد ہے یہ کلام ثبوت اجماع میں لکھا ہے۔ اور کتاب میں اس کے بعد وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہے جسے سائل نے ساقط کر دیا۔ تو اس عبارت کی رو سے بھی غیر مقلدین کا طریقہ

صحابہ کو حجت نہیں مانتے اور اہلسنت سے خارج ہوئے۔

سوال ۵۴: کتاب حجة الله الی الخ جس کا بیان نمبر ۲۸ میں ہو چکا ہے اس کتاب میں اہل سنت و جماعت کی تعریف ذیل کی ہے یا نہیں؟ لفظ ہر اعجاب کل ذی راجی بزمیہ و تشعبت بہم السبل اختار قوم ظاہر الکتاب و السنة و عضوا بنوا جہد علی عقیدۃ السلف و ہم اہل السنة یعنی جب لوگوں کے طریقے مختلف ہو گئے اور ہر اہل رائے کا اپنی رائے پر خوش ہونا ظاہر ہو گیا تو ایک قوم نے صاف صاف قرآن و حدیث کو اختیار کیا اور سلف کے عقائد کو مضبوط پکڑا یہی لوگ اہل سنت ہیں۔

جواب: یہ عبارت اس وقت میرے خیال میں نہیں معلوم نہیں سائل نے اس میں کچھ قطع و برید کی ہو پھر بھی اس سے غیر مقلدوں کا اہلسنت سے خارج ہونا ثابت۔ کہ سلف کے عقائد سے تسلیم اجماع و قیاس و تقلید بھی تھی۔ غیر مقلد دل سے انہیں نہ پکڑ ایک سخت چھوڑا۔

سوال ۵۵: غنیۃ الطالبین کو آپ جانتے ہیں یا نہیں اور یہ کتاب حضرت پیران پیر یعنی حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے یا نہیں؟

جواب: اس کتاب کی تصنیف حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہونے میں شبہ ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ ہرگز ثابت نہیں۔

سوال ۵۶: غنیۃ الطالبین میں اہلسنت و جماعت کی تعریف ذیل لکھی ہے یا نہیں؟ فعلى المؤمن اتباع السنة والجماعة فالسنة ما سنه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

و جماعة ما اتفق عليه اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم یعنی ہر مسلمان پر لازم ہے کہ سنت و جماعت کی پیروی کرے۔ سنت سے مراد طریقہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور جماعت سے مراد وہ طریقہ ہے جس پر کل صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متفق ہوں۔

جواب: یہ عبارت بھی اس وقت منظر کو یاد نہیں۔ اور اس قدر سے غیر مقلدین کا اہلسنت سے نہ ہونا ثابت ہے کہ اس میں تقلید جماعت لازم۔ اجماع صحابہ کو حجت ماننا لازم۔ غیر مقلدین ان دونوں باتوں کے منکر ہیں یوں کہ وہ تو قرآن و حدیث کے سوا کسی کی سند مانتے ہی نہیں۔

سوال ۵۷: مذہب کے حق ہونے کی کوئی شناخت ہے یا نہیں؟ جواب: ہے۔

سوال ۵۸: اگر مذہب کے حق ہونے کی شناخت ہے تو کیا ہے؟ جواب: سواد اعظم مسلمین کی مطابقت۔ جس کا بیان اوپر گزرا۔

سوال ۵۹: مذہب کے حق ہونے کی یہ بھی کوئی شناخت ہے یا نہیں کہ ایک زمانہ میں ایک ملک کے باشندگان اور اس ملک کی سلطنت کا وہ مذہب ہو یا وہ مذہب رہا ہو۔

جواب: جس ملک کے لوگ اہل سنت ہوں اور قدیم سے اس میں ایک عقیدہ رہا ہو اور اب لوگ اس کی مخالفت کریں اور خصوصاً جبکہ وہ مخالفت سلطنت اسلام جانے کے بعد ہو تو یہ ضرور دلیل ہے کہ یہ نئی مخالفت باطل ہے اور مذہب حق وہی تھا جو قدیم سے چلا آتا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں باطل مذہب والوں کی یہی پہچان بتائی کہ انہوں نے کہا لاہادیث بما لم یسمعو انتم

وَلَا آيَاءَ كُمْ وَهَبَ بَيْنَ يَدَيْكُمْ بِأَسْمَاءَ لَيْسَ كَيْفَ جَوَازُ قَسَمِ لَيْسَ
 اور نہ تمہارے باپ دادا نے اور فرمادیا کہ فایا کُم داتاہم لا
 يَضْلُو مِنْكُمْ وَلَا يَفْتَنُوا نَكُمْ۔ ان سے دور بھاگو انھیں اپنے
 سے دور کرو۔ کہیں وہ تمہیں بہکا دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں
 نہ ڈال دیں۔ دیکھو صحیح مسلم یہ حدیث بھی حکم فرما رہی ہے کہ
 اہلسنت غیر مقلدوں سے دور رہیں، ان کے مجمع میں خود نہ جائیں اپنی
 مسجدوں میں انہیں نہ آنے دیں کہ فتنہ نہ اٹھیں، عوام خراب نہ ہوں
 سوال ۵۹: مشکوٰۃ شریف کو آپ جانتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ اہلسنت
 و جماعت کی حدیث کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: ہے۔
 سوال ۶۰: مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث ہے مذہب حق کی شناخت
 کے بیان میں۔ یہ ہے یا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا ما انا علیہ واصحابی یعنی حق مذہب وہ طریقہ ہے جو میرا اور
 میرے کل اصحاب کا طریقہ ہے۔
 جواب: ہے۔ اور اس کی پہچان کی رو سے بھی غیر مقلدین اہل حق سے
 نہیں کہ اجماع و قیاس و تقلید کا انبات جو طریقہ صحابہ کا تھا یہ
 اس سے منکر ہیں۔

سوال ۶۱: طحاوی کو آپ جانتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ آپ کی کتاب ہے
 یا نہیں؟

جواب: ہے مطابق ۲۵

سوال ۶۲: طحاوی میں یہ عبارت ذیل دربارہ شناخت حقیقت مذہب
 کے درج ہے یا نہیں؟ فان قلت ما قومك على اهلك على
 صراط مستقيم وكل واحد من هذه الفرق سيعدي

انه عليه قلت ليس ذالك بالادلة بل بالنقل
 عن جهابذ الصحابة وعلماء اهل الحديث
 الذين جمعوا اصحاح الاحاديث في امور رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم واحواله واقواله وحركاته
 وسكناته واحوال اصحابه والذين اتبعوهم
 باحسان مثل الامام البخاري ومسلم وغيرهما
 من الثقات المشهورين الذين اتفق اهل
 المشرق والمغرب على صحة ما رويوه في كتبهم من
 امور النبي صلى الله تعالى عليه وسلم واصحابه (الى
 آخره) یعنی اگر تو یہ سوال کرے کہ تو یہ کیوں کہہ جانا سکتا ہے کہ
 راہ راست پر تو یہی ہے۔ حالانکہ ہر ایک فرقہ اپنے راہ راست پر ہونے کا
 دعویٰ رکھتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی فرقے کے مجرد کے
 ایسا دعویٰ کر دینے سے اس فرقے کا راہ راست پر ہونا ثابت نہیں
 ہو سکتا بلکہ راہ راست پر ہونا اس کا ثابت ہوتا ہے کہ وہ صحیح
 حدیثیں جن کو امام بخاری و امام مسلم وغیرہ ہی نے رسول اللہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات میں اپنی کتابوں میں جمع کیں ان پر مش
 کئے جائیں، پھر دیکھا جائے کہ ان حدیثوں کے مطابق اصول و فروع
 میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم کا کون پیرو ہے اور کون نہیں جو پیرو ہے وہ حق ہے اور جو ایسا
 نہیں ہے وہ باطل۔

جواب: یہ بات تو یقیناً یوں نہیں ہے۔ اس میں سائل نے بڑی قطع و
 برید کی ہے۔ اس کے متصل بلافاصلہ اس سے قبل کتاب میں ہے
 کہ آج اہل سنت ان چار مذہب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی میں

مجمع ہیں جو ان چار سے خارج ہے۔ بد مذہب جنہی ہے اور خود ملتے ٹکڑے میں جو بھی نکلنے ذکر کیا، تقلید صحابہ کا ذکر موجود ہے نیز صحیح حدیثیں اور سیرت صحابہ اور اجماع و قیاس و تقلید کی نسبت ہیں اور غیر مقلدین اس کے منکر یوں بھی اہلسنت سے خارج ہیں۔

سوال ۶۳: مسجد عام مسلمانوں کے واسطے ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں۔ کہ بچہ اور بچنوں اور مجذوم اور برص اور بدبو کے زخم والے اور کچا لہسن پیاز کھانے والے اور مفسد اور موزی یہ سب بھی مسلمانوں میں داخل ہیں اور شرع نے انہیں مسجد میں آنے کا حق نہ دیا بلکہ مسجد سے دور کرنے کا حکم دیا۔

سوال ۶۴: مسجد میں عام مسلمان نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اس کا جواب ابھی بیان ہو چکا ہے۔

سوال ۶۵: مسجد واسطے عبادت عام کے ہیں یا نہیں؟

جواب: جواب بشرح صدر۔

سوال ۶۶: از روئے قرآن و حدیث ایسی کوئی مسجد یا نہایت جس میں مردانیک ہی فرقہ و مذہب کے مسلمان نماز پڑھ سکتے ہوں؟

جواب: اہلسنت کی سب مسجدیں ایسی ہی ہیں جس میں ان کے غیروں، مفسدوں، موزیوں اور ایسے لوگوں کو جن کے آنے سے مسجد کے نمازیوں کو نفرت ہو یا فتنہ فساد اٹھے آنے تک کی اجازت نہیں نماز پڑھنا تو بڑی بات ہے۔

سوال ۶۷: از روئے قرآن و حدیث ایسی کوئی مسجد ہے یا نہیں جس میں کسی کو نماز پڑھنے اور عبادت الہی بجالانے سے روک سکتے ہیں؟

جواب: جواب بار بار گزرا۔

سوال ۶۸: عبارت بذیل قرآن مجید کی آیت ہے یا نہیں؟ وَمَنْ أَظْلَمُ

مَنْ مِّنْ مَّنْعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَ فِيهَا اسْمَهُ يُعْنِي اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں سے یعنی اس بات سے کہ ان میں خدا کا ذکر کیا جائے، منع کرے۔

جواب: سائل نے پوری آیت نقل نہ کی اور ترجمہ میں بھی مغالطہ دیا ہے

آیت میں اس کے بعد یہ فرمایا ہے۔ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا

كَانَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ كَافَّةً اور اس کا ترجمہ یوں

ہے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں کو ان میں خدا کا نام

نام لئے جانے سے روک دے۔ اور ان کے دیران کرنے میں کوشش کرے

ان لوگوں کو نہیں پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے۔ سائل

نے ترجمہ یہ کیا کہ مسجدوں سے روک کے حالانکہ آیت میں یہ ارشاد ہوا کہ مسجدوں

کو روک کے کسی شخص کو روکنا اور بات ہے اور مسجدوں کو یا بظاہر سے

روک دینا اور بات۔ اگر بعض اشخاص کسی وجہ شرعی کے سبب مسجدوں

سے روک گئے اور صدمہ نمازی ان میں نماز پڑھ رہے ہیں تو یہاں اُن

شخصوں کا روکنا ہوا، مسجدوں کا روکنا نہ ہوا۔ جس کا اس آیت میں ذکر ہے

کہ مسجدوں میں تو یا بظاہر ہی ہے۔ مسجدوں کا روکنا اس وقت ہو کہ

کسی کو ان میں عبادت نہ کرنے دیں۔ مسجدوں کی دیرانی میں کوشش کرنے

والے وہی لوگ ہیں جو اپنی مسجد ہوتے ہوئے دوسروں کی مسجد پر قبضہ

چاہیں اور فتنہ اٹھائیں کہ اس کے انجام میں جو فریق قید میں پہنچے گا اس کی مسجد

ویران ہوگی۔ ہر فریق اپنی اپنی مسجد میں نماز پڑھا کر تا تو سب مسجدیں امن

دامان سے آباد رہیں۔

سوال ۶۹: ہدایہ کو آپ مانتے ہیں یا نہیں۔ اور یہ آپ کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: ہے۔

سوال ۷۰: ہدایہ میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟ لَانِ الْمَسْجِدَ مَا لَا

یکون کا احد فیہ حق الممنوع۔ یعنی مسجد ایک ایسی جگہ ہے۔

جس میں کسی کو عبادت الہی سے روکنے کا حق نہیں۔

جواب: یہاں بھی سائل نے پوری بات ذکر نہ کی۔ یہاں اس کا ذکر ہے کہ آدمی اپنے گھر کے وسط کو مسجد کرے اور چاروں طرف اپنی ملک رکھے جس کے سبب سے مخالفت عام کا اختیار ہو کہ اصل کسی کو نہ آنے دے، ایسا حق مسجد میں کسی کو نہیں ہوتا۔

سوال ۱۷: فتح القدیر اور شامی کو آپ جانتے ہیں یا نہیں اور یہ آپ کی کتابیں ہیں یا نہیں؟

جواب: میں بدستور نمبر ۲۵

سوال ۱۷: فتح القدیر اور شامی میں عبارت ذیل درج ہے۔ لافہ یشنہ المنع من الصلاة وهو حرام قال تعالى ومن اظلم ممن منع مسجد الله ان يذكر فيها اسمه۔ یعنی مسجد کے دروازے کو قفل لگانا اس لئے مکروہ ہے کہ یہ قفل لگانا گویا مسجد میں نماز سے روکنا ہے اور یہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں سے یعنی اس بات سے کہ ان میں خدا کا نام ذکر کیا جائے منع کرے۔

جواب: یہ بھی منع کلی کا ذکر ہے کہ قفل پڑا۔ کوئی نہ آ سکے گا۔ اور اصل بات یہ ہے کہ نماز سے روکنے کی نیت اور بات ہے اور فتنہ و فساد کو وہاں سے روکنے کی نیت اور وہ منع ہے اور اس کا حکم جواز ہے۔

سوال ۱۷: مقلدین اور غیر مقلدین میں باخود شادی بیاہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: جو کلمہ گو ہو کہ ضروریات دین کا منکر ہو اس سے شادی بیاہ کسی

طرح نہیں ہو سکتا۔ کوئی جاہل اگر کر بیٹھا تو اس کی سند نہیں۔ کہ لوگ تو زنا تک کرتے ہیں۔

سوال ۷۴: غیر مقلد باپ کا ترک مقلد بیٹے کو ملتا ہے یا نہیں؟
جواب: ہاں مل سکتا ہے۔ بہ طریق ارث، خواہ بدرجہ فتنے جبکہ فتنے میں اس کا حق ہو یا فقیر یا عالم وغیرہ

سوال ۷۵: مقلد باپ کا ترک غیر مقلد بیٹے کو ملتا ہے یا نہیں؟
جواب: بحکم فقہ نہیں پہنچ سکتا ہے کہ جس کی بدعت کفریہ ہو وہ مرتد کے حکم میں ہے۔ دیکھو ہدایہ ددر رو غرر و مجمع الانہر وغیرہ۔
سوال ۷۶: مسلمان اور کافر میں شادی بیاہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں ہوتا ہے جبکہ عورت صاحب کتاب ہو۔

سوال ۷۷: کافر کا ترک مسلمان کو ملتا ہے یا نہیں؟
جواب: ملتا ہے جبکہ وہ کافر مرتد ہو کر اب اس کا کسب اسلام مسلمان داروں کو پہنچے گا۔ اور کسب ردّت فقرائے مسلمین کو۔
سوال ۷۸: مسلمان کا ترک کافر کو ملتا ہے یا نہیں؟
جواب: نہیں۔

سوال ۷۹: چاروں اماموں کی تقلید کا مذہب کس سے جاری ہوا؟
جواب: اصل مذہب صحابہ کے ہیں۔ اور ان کی اصل حدیث اور اس کی اصل قرآن اماموں کی تقلید بعینہ انہیں کا اتباع ہے جو نادر رسالت سے جاری ہے۔ اس قسم کا اعتراض رافضیوں نے ہم اہلسنت پر کیا تھا۔ اور تحفہ اثنا عشریہ میں اہلسنت کی طرف سے اس کا یہی جواب دیا دیکھو کبد ۸۵

سوال ۸۱: خود چاروں ائمہ اور ان کے شاگردوں نے تقلید کے بارے میں کچھ فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں غیر مجتہد کو ہمیشہ تقلید کا حکم دیا ہے۔ عبارت مذکور حجۃ اللہ البالغۃ میں ہے کہ ناقص ٹکڑے سائل نے نقل کئے۔ اس کی تصریح ہے۔ نیز آئمہ کا لاکھوں مسائل نکالنا اور مردوں کر ناجن کی انہیں خود بھی حاجت نہ پڑتی۔ اگر مردوں کے عمل کے لئے نہ تھا تو کیا مواڈا لغو حرکت تھی جس میں انہوں نے اپنی تمام عمر گراں بہا کو صرف فرمایا۔

سوال ۸۲: خود چاروں اماموں نے اپنی اپنی تقلید کرنے سے منع فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں۔ ہاں اپنے شاگردوں میں جو منصب اجتہاد تک پہنچے انہیں اجتہاد کا حکم دیا ہے۔

سوال ۸۳: تفسیر مظہری میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ذیل مذکور ہے یا نہیں؟ ان کو اقوالی بخیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قول صحابہ۔ یعنی میرے قول کو بمقابلہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قول صحابہ کے چھوڑ دو۔

جواب: یہ قول بے سند ہے اور اس کے مخاطب وہی تلامذہ تھے جو منصب اجتہاد تک پہنچے جیسے ابو یوسف و محمد و زفر و حسن بن زیاد۔

سوال ۸۴: تفسیر مظہری میں امام ابو حنیفہ کا قول مذکور ذیل ہے یا نہیں؟ اذا صح الحدیث فهو منہی یعنی جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔

اب اس حدیث سے مراد صحت فقہیہ ہے جس کی رو سے برہائے حدیث اسے فتویٰ دینے کا اختیار ہو۔ حجۃ اللہ البالغۃ کی اسی عبارت میں ہے کہ جو چار لاکھ حدیثیں جمع کر چکا ہو وہ بھی حدیث سے فتویٰ دینے کے لائق نہیں۔ اور پانچ لاکھ میں بھی صرف لیاقت کی امید ہے یقین نہیں۔ غیر مقلدین کہ حدیث سے فتویٰ دیا جاتے ہیں۔ اگر چند دوستان بھڑکے جمع ہو جائیں تو یاد رکھنا کیسا اپنے پاس کی تمام کتابیں اکٹھا کر کے بھی ایک لاکھ حدیث صحیح نہیں گنا سکتے۔ پانچ لاکھ تو بہت ہیں۔

کتاب کے درجوں میں لکھا ہونا کافی نہیں۔ اپنے لئے نظر ہونا ضروری ہے۔ اس کا حال امتحان سے کھل سکتا ہے کہ سب کتابیں درکنار فقط صحاح ستہ بلکہ ان میں سے ایک ہی کتاب کی سب حدیثیں ایک وقت میں پیش نظر ہونی دشوار ہیں۔ اگلے علماء کو اکثر بار بار دھوکے ہوئے کہ سب سے مشہور تر کتاب صحیح بخاری میں حدیث موجود تھی۔ ان کی نظر نہ پہنچی تو آج کل کے ناقصوں کا کیا ٹھیک ہے۔

سوال ۸۵: حجۃ اللہ البالغۃ جس کا بیان نمبر ۲ میں ہو چکا ہے اس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذیل مذکور ہے یا نہیں؟ لا یبغی لمن لم یعرف دلیل ان یفتی بکلامی یعنی جو شخص میری دلیل کو نہ جانے اس کو لائق نہیں کہ میرے قول کے موافق فتویٰ دے۔

جواب: یہ عبارت بھی اسی تہمہ کی ہے جو صرف ایک نسخے میں ہے اور میں اپنی یقینی یاد سے کہتا ہوں کہ اس کی نقل میں سائل نے بہت قطع و برید کی۔ یہاں یہ بیان ہے کہ مجتہد مطلق استنباط کرے گا یعنی خود احکام

نکالے گا۔ اور مخرج کی وہ بھی ایک قسم کا مجتہد ہے۔ مجتہد مطلق کے نکالے ہوئے مسائل میں ترجیح پر نظر کرے گا۔ ان کے سوا تمام لوگ صرف تقلید کریں گے۔ ائمہ نے اسی کی وصیت کی ہے۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہ کا یہ قول ہے۔ اور اس کے سوا امام شافعی امام مالک، امام احمد اور شاید امام ابو یوسف وغیرہ۔ ہمارے امام کے بعض شاگردوں کے اقوال بھی اس معنی میں نقل کئے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اقوال مجتہد کے لئے ہیں نہ کہ عام لوگوں کے لئے جنہیں خود لکھا کہ تمام ائمہ ان کو تقلید کی وصیت فرماتے رہے۔ اور خصوصاً اس قول میں تو لفظ افتا و موجود ہے اور اس زمانہ میں مفتی کہتے تھے مجتہد کو ہی دیکھو مسلم الشیوخ وفتح القدیر ودر المختار۔

سوال ۸۶: اور حجۃ اللہ البالغہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذیل درج ہے یا نہیں؟ ما من احد الا وما خوذ من كلامه وصرودہ علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی بجز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کوئی ایسا نہیں جس کی ساری باتیں قبول یا ساری باتیں قابل تردید ہوں۔ یعنی صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہیں جن کی ساری باتیں قابل قبول ہیں دوسرا کوئی ایسا نہیں

جواب : یہ امام کا وہ قول ہے جس کا ذکر ابھی ہوا۔ اور یہ ضرور صحیح ہے اسی لئے مفتیؒ یہ قول پر عمل ہوتا ہے۔

سوال ۸۷: اور حجۃ اللہ البالغہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
ذیل مذکور ہے یا نہیں؟ اذ صح الحدیث فهو اذہبی واذ

۱۱۔ ائمہ کلامی بخلاف اہل حدیث فاعملوا بالحدیث و
اصبروا الکلامی الحائط ولا تقلدنی فی کل ما اقول وانظر
فی ذالک بنفسک فانہ دین ولا حجة فی قول احد
دون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان
کثروا ولا فی قیاس ولا فی شیئی وما شئہ الاطاعتہ
اللہ ورسول اللہ باتسلیم یعنی جب حدیث صحیح ثابت ہو
جائے تو وہی میرا مذہب ہے اور جب میرے کلام کو حدیث کے خلاف
دیکھو تو حدیث ہی پر عمل کرو اور میرے کلام کو دیوار پر مار دو اور ہر
بات میں میری تقلید نہ کرو۔ تو خود ہی اپنے سے اس میں غور کرے اس
لئے کہ یہ دین ہے اور بجز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی
کا قول حجت نہیں۔ اگرچہ اس قول کے قابل بہت ہوں اور نہ کسی کا قیاس
حجت ہے اور نہ کوئی چیز حجت ہے۔ یہاں تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے اور بس۔

جواب: یہ امام شافعی کا وہی قول ہے جس کا ذکر اگلے نمبر میں گزرا اور اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی ہے تو اس میں سائل نے ایک کاروائی اور کی ہے مجھے یاد ہے کہ یہاں لاقائلہ سے پہلے یا ابراہیم کا لفظ تھا جسے سائل نے اڑا دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ خطاب اپنے شاگرد مجتہد امام ابراہیم مدنی سے ہے نہ کہ زید و عمر سے۔ اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد حجت ہے۔ اس لئے اجماع و قیاس حجت ہوئے کہ انہیں کے ارشاد ثابت ہیں اور اسی لئے قول صحابہ اور قول ائمہ حجت ہوا اور انہیں نے ان کی اتباع کا حکم سنایا اور اب

اور یہ قیاس جس کی اس قول امام شافعی میں نفی ہے قیاس غیر شرعی ہے جو غیر مجتہد کا قیاس ہے۔ ورنہ خود امام شافعی قیاس فرماتے ہیں جس کی اسی عبارت حجۃ اللہ البالغہ میں تصریح ہے۔ علاوہ بریں جب یہاں کلام مجتہد میں ہے تو ضرور ایک مجتہد کا قیاس دوسرے مجتہد پر حجت نہیں۔ امام شافعی کا یہی مذہب ہے اور بیشک اللہ اور رسول کے سوا کسی کی اطاعت نہیں۔ انہیں کے حکم سے صحابہ اور ائمہ و حکام کی اطاعت واجب ہوتی غیر مقلدین ایسے اقوال سے یہ چاہتے ہیں کہ اماموں کے مطیع رہیں نہ حاکموں کے مطیع۔ مگر یہ خود اطاعت خدا و رسول کے خلاف ہے۔

سوال ۸۵: اور حجۃ اللہ البالغہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذیل درج ہے یا نہیں؟ یس لا حد مع اللہ و رسولہ کلام ولا تقلد فی ولا تقلد ن مالک ولا لا ذاعی ولا تخفی ولا غیر ہم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنة یعنی اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی کا کوئی قول معتبر نہیں۔ تو میری تقلید کر نہ مالک کی نہ اوزاعی کی اور نہ غنفی کی اور نہ کسی اور کی احکام کو دہیں سے لے جہاں سے انہوں نے لے لیں۔

دآب: یہ امام احمد کا وہی قول ہے جس کا ذکر دواہمین نمبر پیش کر چکا ہوں اور تو بھی دہیں سے احکام لے جہاں سے اگلے مجتہدین نے لے۔ ہاں دلیل ہے کہ خطاب مجتہد سے ہے۔

سوال ۸۶: اور حجۃ اللہ البالغہ میں امام ابو یوسف اور امام زفر رحمہما اللہ کا قول ذیل مذکور ہے یا نہیں؟ لا یحکم الا حدان

یفعلی بقولنا ما لم یعلم من این قلنا یعنی کسی کو حلال نہیں کہ ہمارے قول کے مطابق فتویٰ دے جب تک یہ نہ جان لے کہ ہم نے کہاں سے یعنی کس دلیل سے کہا ہے۔ جواب: اس کا بیان بھی اُسی نمبر میں گزرا ہے۔

سوال ۸۷: چاروں اماموں سے پہلے بھی کوئی تقلید کا مذہب جاری تھا یا نہیں؟ اگر جاری تھا تو کس امام کی تقلید کا مذہب جاری تھا اور اس امام کی تقلید کس نام سے پکاری جاتی تھی اور اب اس امام کی تقلید جائز ہے یا نہیں۔ اگر نہیں جائز ہے تو کس نے منع کیا اور کب منع کیا اور کیوں منع کیا۔

جواب: چاروں اماموں سے پہلے اور بعد ہمیشہ تقلید ہوا کی اور ہوتی ہے۔ چاروں مذہب کا اتباع بعینہ اتباع صحابہ ہے کہ یہ مذاہب انھیں سے ماخوذ ہیں۔ اور ان کی اتباع سے نہ مانعت تھی نہ ہے۔ اسی عبارت حجۃ اللہ البالغہ میں تصریح ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ کی اصل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب کے فیصلے ہیں اور یہ کہ وہ اس راہ سے جدا نہ ہوئے۔ چاروں اماموں سے پہلے اہل حق کسی ایسے خاص نام سے نہ پکارے جاتے تھے نہ وہ محمدی یا اہل حدیث کہلاتے بلکہ اہلسنت و جماعت کے نام سے بھی مشہور نہ تھے۔ یہ نام بھی کئی صدی کے بعد غالباً امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے شائع ہوا ہے۔ دیکھو شرح عقائد لسنفی وغیرہ۔ تو حنفی شافعی ناموں کا حادث ایسا ہے جیسا اشعری ماتریدی حالانکہ عقیدے یقیناً وہی ہیں جو نبی صلی اللہ

اس امید پر کہ وہ خلافت حکم کرنے سے کہیں۔

آیت چہارم: فاستلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمونہ علماء سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو، ہمیشہ علماء اس آیت سے وجوب تقلید پر استدلال کرتے رہے ہیں۔ دیکھو مسلم الثبوت وغیرہ اور حدیثیں تو اتنی کثیر ہیں کہ انہیں میں اس وقت یاد پر لکھا ہی نہیں سکتا۔

سوال ۹۲: اگر فرماتا ہے تو کیا فرماتا ہے عبارت ذیل قرآن مجید کی آیت ہے یا نہیں؟ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتنبعون احسنہ اولئک الذین ھوداھم اللہ واولئک ہم اولوا الالباب یعنی پس تو میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دے جو ہر طرح کی باتیں سنتے ہیں پھر ان میں سے جو اچھی بات ہوتی ہے اس کی پیروی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے راہ راست دکھلایا ہے اور یہی لوگ عقلمند ہیں۔

جواب: ہے۔ اور اس میں مجتہدین کو بشارت ہے اور یہ کہ احکام خود پہنچانے کی ہدایت انہیں کو ملی ہے۔ اور یہ کہ عقل کامل وہی رکھتے ہیں تو اس سے بھی تقلید کا ثبوت ہے۔

سوال ۹۳: عبارت ذیل قرآن مجید کی آیت ہے کہ نہیں؟ ولا تقف ما لیس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا یعنی جس بات کا تجھ کو علم نہ ہو اس کی پیروی مت کرو۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ کان اور آنکھ دونوں اور دل ان سب کی باز پرس ہوگی۔

جواب: ہے۔ مگر نقل میں دو جگہ غلطی ہوئی ہے اور اسی لئے غیر مجتہد پر تقلید

تعالیٰ علیہ وسلم واما ما فی سوال ۹۱: نقلید کے بارے میں اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سوال نمبر ۹۱: نقلید کے بارے میں اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی کچھ فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں بہت آیتوں اور حدیثوں میں حکم دیا ہے۔ پہلی آیت یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اسے ایمان والو حکم مالو اللہ کا اور فرمانے پر چلو رسول اللہ اور اپنے علماء کے۔ صحیح یہ ہے کہ اس آیت میں اولی الامر سے مراد علماء ہیں۔ دیکھو زرقانی، شرح مواہب، دوسری آیت ولوددوا

الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم۔ جو معاشرہ پیش آتا اگر اسے رسول اور اپنے عالموں کی طرف رجوع کرتے تو ضرور وہ جو اپنی فکر سے باریک حکم نکالتے ہیں۔ خدا کا حکم جان لیتے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہوا کہ استنباط پر مجتہدین ہی قادر ہیں اور مسلمانوں کو ان کی طرف رجوع کا حکم ہے اور نیز یہ کہ اولی الامر سے مراد علماء ہیں۔ کہ اس آیت کے بڑے مصداق ابو بکر و عمر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاکم نہ تھے۔

آیت سوم: وما کان المؤمنون لیفتنوا کافۃ فلو نفس من کل فرقۃ منہم طایفۃ لیتفقہوا فی الدین و لیسندہم واقومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون مسلمان سب کے سب تو جانے سے رہے تو کیوں نہ ہو کہ ہر گروہ میں سے ایک ٹکڑا نکلتا کہ دین میں سمجھ حاصل کرتے اور واپس آکر گروہ رسالت

فرض ہوتی ہے کہ اسے بے اتباع مجتہد حکم الہی معلوم نہ ہوگا اور بے حکم کے معلوم کئے عمل کی ممانعت فرمائی۔ دیکھو مسلم الثبوت و فصول البدائع و قواعد وغیرہ۔

سوال ۹۴: عبارت ذیل قرآن مجید کی آیت ہے یا نہیں؟ واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدة لعلکم تشکرون۔ یعنی اللہ نے تم کو تمہاری مادوں کے پیشوں سے پیدا کیا۔ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور تم کو کان دینے اور آنکھیں دینے اور دل تاکر تم شکر گزاری کرتے رہو۔

جواب: آیت اہل اقلیت سے کچھ علاقہ نہیں۔

سوال ۹۵: آیت کریمہ فی سناوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ یعنی اہل ذکر سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے ہو میں الفاظ ذیل سے کیا مراد ہے؟ سوال: اہل الذکر۔ اہل الذکر بلحاظ سیاق و سباق جواب دیجئے۔

جواب: سوال دریافت کرنا۔ اہل ذکر قرآن ہے۔ اہل الذکر علماء مذکرہ جانتے کا علاج جانتے والوں ہی سے پوچھ کر ہو سکتا ہے۔ خصوص سبب کا اعتبار نہیں عموم لفظ کا ہے۔

سوال ۹۶: اس آیت میں نہ جاننے سے کس چیز کا نہ جاننا مراد ہے؟

جواب: ہر شے کو دین میں جس کی حاجت ہو۔ دیکھو مسلم الثبوت۔

سوال ۹۷: امامت کے بارے میں حدیث شریف میں کیا ترتیب وارد ہوئی ہے یعنی حدیث شریف کی رو سے اول نمبر کا مستحق امامت کون ہے دوم نمبر کا کون؟

جواب: مختلف ترتیبیں آئی ہیں۔ دیکھو فتح القدر و فصول البدائع وغیرہ سوال ۹۸: حدیث ذیل صحیح مسلم کی حدیث ہے یا نہیں؟ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم القوم اقرأہم لکتاب اللہ لہ ان فان کانوا فی القرأۃ سواک فاعلمہم بالسنة فان کانوا فی السنة سواک فاقومہم سنۃ۔ یعنی امامت وہ شخص کرے جو سب سے زیادہ قرآن داں ہو۔ اگر قرآن ذاتی میں سب برابر ہوں تو امامت وہ شخص کرے جو سب سے زیادہ حدیث داں ہو۔ اگر حدیث ذاتی میں سب برابر ہوں تو امامت وہ شخص کرے جو ہجرت میں سب سے پہلے ہو۔ اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو امامت وہ شخص کرے جو حسین میں سب سے زیادہ ہو۔

جواب: یہ حدیث بھی مختلف الفاظ سے آئی ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول آخر سے منسوخ ہو چکی ہے۔ دیکھو فتح القدر و صحیحین بخاری و مسلم۔

سوال ۹۹: اس بارے میں کوئی آیت یا حدیث ہے یا نہیں کہ حق امامت ہانی مسجد یا اولاد ہانی مسجد کو ہے۔ ان کے رہتے ہوئے کسی کو حق نہیں ہے اگر ہو تو بیان فرمائیے؟

جواب: یہ حکم فقہ کا ہے اور کسی آیت یا حدیث میں اس کا رد نہیں۔

سوال ۱۰۰: اس بارے میں کوئی آیت یا حدیث ہے یا نہیں؟ کہ ایسا مسئلہ جو مذاہب اربعہ سے خارج ہو اگرچہ اہل حدیث کے مطابق ہو وہ مسئلہ باطل ہے اور اس پر عمل کرنے والا بدعتی اور ناری ہے اگر ہو تو بیان فرمائیے۔

جواب: میں ابھی حدیث سے بیان کر چکا ہوں کہ سواد اعظم سے جدا ہونے والا ناری

ہے اور یہ بھی ثبوت ہو چکا کہ ہزار برس سے مسلمانوں کا سواد اعظم انہیں چار مذاہب میں محصور ہے نیز یہ بھی خود مسائل کی پیش کردہ عبارت سے بتا دیا کہ ان چار مذاہبوں سے روگردانی میں بظاہر فساد ہے اور فساد چھوٹا بھی باطل ہے بڑا تو بڑا اور جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہ بحکم قرآن وحدیث ناری ہیں۔

وال ۱۰: اس بار سے متائم اربعہ کا کیا ائمہ میں کسی کا قول ہے یا نہیں کہ ایسا مسئلہ جو اربعہ سے خارج ہو اگرچہ آیت وحدیث کے مطابق ہو وہ مسئلہ باطل ہے۔ اس مسئلہ کو دالہ بدعتی وناری ہے اگر ہو تو بیان فرمائیے۔
اس کا حدیث ثبوت ہو چکا اور ائمہ اربعہ میں امام مالک سے صراحتاً منقول ہے کہ اپنے علماء کے عمل کو حدیث پر ترجیح دیتے۔ دیکھو مدخل امام ابن الحاج کی مالکی۔

سوال ۱۰: شرح مسلم الثبوت جس کا بیان نمبر ۲۵ میں ہو چکا اس میں عبارت ذیل ہے یا نہیں؛ الحق انہ انما منع من منع تقلید غیرہم لانه لم یبق رواية مذهبهم محفوظة حتی لو وجد رواية صحيحة عن مجتهد آخر یجوز العمل بها الاثری ان المتأخرین افتوا بتخلیف الشہود واقامة له موقع التزکیة علی مذهب ابن ابی سلیٰ یعنی حق بات یہ ہے کہ جس شخص نے غیر ائمہ اربعہ کی تقلید سے منع کیا ہے صرف اس وجہ سے منع کیا ہے اور مجتہدین کے مذاہب کی روایت محفوظ نہیں رہی حتیٰ اگر کسی دوسرے مجتہد کے مذاہب کی کوئی صحیح روایت مل جائے تو اس پر عمل جائز ہے۔ چنانچہ متاخرین حنفیہ نے مجتہد کے

پہلے تزکیہ گواہان کے تخلیف گواہان کا فتویٰ دیا ہے ابن ابی سلیٰ کے مذاہب پر جو مذاہب اربعہ کے علاوہ ہے۔
جواب: عملی طور پر اس میں بھی تسلیم ہے کہ منظر واقع مذاہب اربعہ کی مخالفت ممنوع ہے کہ اب کوئی روایت اور مذاہب کی محفوظ نہیں رہی۔ فرضی صورت غیر واقع میں فرضی اجازت عمل کے لئے بکار آمد نہیں گواہان کا مسئلہ اس صورت میں ہے جب قاضی مجتہد ہو۔ دیکھو رد المحتار کتاب القضاء ورنہ اگر بادشاہ اسلام بھی تخلیف کا حکم دے تو علماء پر واجب ہے کہ اسے نصیحت کریں کہ وہ حکم نہ کرے جسے ہم نہ مانیں تو تیرا غضب ہو اور مانیں تو خدا کا غضب ہو۔ دیکھو در مختار وغیرہ
سوال ۱۱: ائمہ حدیث جیسے امام بخاری دامام ترمذی وغیرہما نے اپنی اپنی کتابوں میں ائمہ اربعہ کے علاوہ دوسرے مجتہدین جیسے امام سفیان ثوری حشر اللہ علیہ اور امام اسحاق بن راہویہ اور امام عبداللہ بن مبارک کے مذاہب کی صحیح صحیح روایتیں بھی مع سند بیان کی ہیں یا نہیں۔
جواب: غلط ہے۔ صحیح بخاری کا ہرگز یہ طریقہ نہیں کہ ان صاحبوں کے اقوال کی تائید میں صحیح حدیثیں لائے اور جامع ترمذی میں بھی غالباً ان کے اقوال بے سند مذکور ہیں اور عبداللہ بن مبارک حنفی المذہب ہیں۔ دیکھو در مختار۔

سوال ۱۲: مکہ معظمہ میں چار مصلے کس نے قائم کئے اور کب قائم ہوئے اور کیوں قائم کئے مع سند بیان کیجئے۔

جواب: جس قوم یعنی مسلمان نے جس غرض یعنی نفع مسلمین کے لئے مدرسہ قائم کئے اور انہیں دینی کام سمجھا اور غیر مقلدین بھی براہران کی تقلید کر رہے

ہیں۔ حالانکہ وہ زمانہ صحابہ و تابعین میں نہ تھے اور اسی قوم نے اسی غرض کے لئے یہ مصلے قائم کئے جسے صد ہا برس گزرے۔ دیکھو حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ علامہ عبدالغنی نابلسی۔ شروع تاریخ ذان مدرسوں کی یاد ہے یہ ان مصلوں کی۔

سوال ۱۰۵: جب مکر معظمہ میں چاروں مصلے قائم کئے جانے لگے تو اس وقت کے علماء نے ان کا قائم کرنا منع فرمایا تھا یا نہیں؟
جواب: کسی سند صحیح سے ثابت نہیں کہ یہ مصلے جس وقت قائم ہونا شروع ہوئے تھے اس وقت کے علماء نے انہیں منع فرمایا ہاں شاید بعض کا خیال خلاف پر گیا ہو جس پر عمل نہ ہوا۔

سوال ۱۰۶: مکر معظمہ میں چاروں اماموں نے مصلے قائم کئے تھے یا نہیں؟
مع سند بیان فرمائیے۔

جواب: چاروں مذہب چاروں اماموں نے صحابہ سے اخذ فرما کر شائع کئے جو ان مصلوں کی اصل ہیں اور ان مصلوں کو منع فرمایا نہ کوئی خاص حکم دیا یہی حال مدارس کا ہے۔

سوال ۱۰۷: مکر معظمہ میں چاروں مصلے قائم کرنے کے بارے میں کوئی آیت یا حدیث ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بیان فرمائیے۔

جواب: قرآن وحدیث میں جماعت کا حکم ہے مسجد الحرام میں مصلے قائم ہونے کا حکم ہے کسی خاص گنتی کا ذکر نہ مانعت۔

سوال ۱۰۸: شامی جس کا بیان نمبر ۱ میں ہو چکا ہے اس میں عبارت ذیل ہے یا نہیں؟ ان ما یفعل اهل الحرمین من الصلاة بائعۃ متعدۃ و جماعات متربطۃ مکروہ اتفاقاً

یعنی اہل حرمین جو متعدد اماموں اور متعدد جماعتوں کے سامنے یکے بعد دیگرے نماز پڑھتے ہیں یہ فعل ان کا بالاتفاق مکروہ ہے؟
جواب: سائل نے عبارت میں قطع و برید کی ہے شامی تو روزانہ میرے مطالعے میں رہتی ہے شامی نے اسے نقل کر کے اس کا صریح رد کر دیا ہے اور اس کو تمام علماء کے اجماع کے خلاف بتایا ہے۔

سوال ۱۰۹: اور شامی میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟ نقل عن بعض مشائخنا انکاسا صریحا حین حضر الموسم ۱۵۵ھ متھما شریعت الغزنوی و ذکر انہ افقوا بعضا مالکیۃ بعدہم جواز ذلک علی مذهب الفقہاء الاربعہ و نقل انکار ذلک ایضا عن جماعۃ من المحتفیۃ و الشافعیۃ و المالکیۃ حضر الموسم ۱۵۵ھ یعنی نقل کیا گیا کہ ہمارے بعض مشائخ نے جن میں شریف غزنوی بھی ہیں اور بھی ایک جماعت علمائے حنفیہ شافعیہ و مالکیہ نے جب ۱۵۵ھ موسم حج میں یہ لوگ حاضر ہوئے تھے تو اہل حرمین کے اس فعل کو جس کا بیان نمبر ۱۰۸ میں کیا گیا صریحا انکار کیا اور بعض علمائے مالکیہ نے تو اس مذکورہ بالا فعل کو ناجائز ہونے کا چاروں اماموں کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا۔

جواب: یہ اسی عبارت کا تتمہ ہے جس کے بعد شامی نے تمام علماء کے اجماع سے اس کا رد کیا اور خود اس شامی و عوامی وغیرہ نے ان جماعتوں کی نسبت لکھا کہ تمام مسلمانوں نے بہتر سمجھا اور جمہور اہل ایمان نے مکر معظمہ و مدینہ منورہ و بیت المقدس اور مصر و شام میں ان پر عمل

کیا اور یہ کہ شاذ و نادر جس نے خلاف کیا وہ اعتماد کے قابل نہیں۔

سوال ۱۱۱: تفسیر عزیزی کو آپ جانتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ اہلسنت و جماعت کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: دہلی کے ایک عالم زماں کے حال کے تھے۔ یہ تفسیر ان کی تصنیف ہے۔ جسے آدھی چارم بھی نہ لکھ پائے تھے کہ انتقال ہو گیا۔ نظر ثانی تو دوسرا درجہ ہے اور اصل کلی مطابق ۲۵۔

سوال ۱۱۲: تفسیر عزیزی میں عبارت ذیل ہے یا نہیں؟ "و خدا سے تعالیٰ بخیر لیست از آنچه در زمانہ آئندہ عمل خواهند کرد و از راہ بدعت یک یک جہت کعبہ تقسیم خود خوانند کرد"

جواب: جہاں تک مجھے خیال ہے یہ عبارت اس طرح نہیں ہے بلکہ ایک اجمالی بات کر کے لکھی ہے اور اس کی سند کسی سے نہ دی اور خود صاحب عزیزی نے تقریر ولیم میں تصریح کی ہے جو کسی بات کو یوں لکھے کہ ظاہر ہے وہ بھی اس میں شک رکھتا ہے اور خود ہی اس کا قائل نہیں ہے۔ دیکھو زبدۃ النصاب تو جو نزاجمال بتائے وہ کیوں کر اس بات کا قائل ٹھہر سکتا ہے پھر تقسیم کے یہ معنی ہیں کہ ایک حصہ میں دوسرے کا حق نہ ہے۔ دیکھو ہدایہ باب صفتہ الصلاۃ اور جہات کعبہ کا یوں حصہ بانٹ، بیشک ناجائز ہے۔ پھر عزیزی میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اپنی اپنی جہت کو افضل بتاؤ گے اور بے شک یہ بھی شیعہ پسند نہیں تو اعتراض ان جاہلوں پر ہے جو تقسیم اور تفضیل کے قائل ہوں نہ کہ اصل مصلوٰں پر۔

سوال ۱۱۳: سب سے پہلے یہ رائے کس نے قائم کی کہ چاروں اماموں کے

علاوہ اور کسی کی تقلید جائز نہیں؟

جواب: استہادہ و تحریر الاصول وغیرہ کتب متعددہ میں اس پر اجماع نقل کیا اور اجماع میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ پہلے یہ رائے کس نے نکالی، کیوں نہ کی۔ اس کی ہمیں تحقیق نہ اس کی ہمیں حاجت نہ۔

سوال ۱۱۴: جس شخص نے یہ رائے قائم کی کس بنا پر قائم کی؟

جواب: جواب ابھی گزاریا ہوا۔

سوال ۱۱۵: اس شخص نے جس بنیاد پر یہ رائے قائم کی وہ بنیاد صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: ابھی گزر چکا۔

سوال ۱۱۶: یہ رائے چاروں اماموں کے زمانہ میں قائم ہوئی یا بعد میں۔ اگر بعد میں قائم ہوئی تو کس قدر بعد میں؟

جواب: اس کی تاریخ میں نے معلوم نہ کی۔ نہ اجماع میں دریا فت تاریخ کی ضرورت ہے۔

سوال ۱۱۷: جس شخص نے یہ رائے قائم کی اس کی تقلید جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کی تقلید کرنے والے کس نام سے پکارے جاتے ہیں اور خود وہ شخص کیا تھا کس کا مقلد تھا یا مجتہد؟

جواب: اجماع کی تقلید جائز بلکہ واجب ہے اس کے پیرو اہلسنت کہلاتے ہیں اجماع کسی خاص شخص کا نام نہیں کہ اسے بتایا جائے کہ کس کا مقلد تھا یا مجتہد۔

سوال ۱۱۸: ایسی کوئی آیت یا حدیث صحیح کسی معتبر کتاب، حدیث کے حوالہ سے آپ بتا سکتے ہیں جس میں یہ مسئلہ ہو کہ غیر مقلدین کے پیچھے حنفیوں

کی نماز جائز نہیں؟

جواب : اس کی بحث حدیث وغیرہ سے میں اوپر لکھ چکا ہوں۔

سوال ۱۱۷ : آپ مسئلہ ذیل جانتے ہیں یا نہیں؟ من صلی خلف فاسق
اد مبتدع ذال فضل الجماعۃ یعنی فاسق و مبتدع کے پیچھے
بھی نماز پڑھنے سے ثواب جماعت کا ملتا ہے؟

جواب : ہاں۔ فقہی کتابوں میں ایسا لکھا ہے اور کراہت سب مانتے ہیں یہاں
تک کہ انہیں علماء نے صاف یہ بھی بتا دیا ہے کہ جہاں فاسق امام ہو
اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھے یعنی جبکہ اس کے روکنے
پر قدرت نہ ہو جیسے کہ جمعہ میں ہے کہ صحیح مذہب میں جمعہ بھی ایک شہر میں
کئی جگہ ہو سکتا ہے تو اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جاسکتا ہے۔
دیکھو فتح القدیر و در مختار تو غیر مقلدین ان اقوال سے مغالطہ دے کر
یہ جانتے ہیں کہ اہلسنت کی مسجدیں چھین لیں، ان میں خود امامت کریں
اور اہلسنت بحکم علماء اپنی ان مساجد کو چھوڑ کر نماز کے لئے اور مسجدیں
ڈھونڈتے پھریں۔ یہ مساجد کو اچھا عام عبادت کے لئے مانا کہ اصل
جس کی بنائی ہوئی ہیں انہیں کو دہاں سے نکل جانے کا حکم ہوا اس
قول میں بھی کہ اصل جماعت کا ثواب ملے گا۔ وہ فاسق و مبتدع مراد
ہے جس پر لزوم کفر نہ ہو۔ ورنہ نماز باطل محض ہوگی جیسے غیر مقلدین
کے پیچھے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

سوال ۱۱۹ : کتاب در مختار کو آپ مانتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ آپ کی
کتاب ہے یا نہیں؟ اور آپ اس پر عمل کرتے ہیں یا نہیں؟
جواب : ہے۔ اور عمل مفتی بہ بھی ہوتا ہے۔

سوال ۱۲۰ : جو مسئلہ سوال نمبر ۱۱۷ میں بیان کیا گیا ہے وہ اس کتاب میں ہے یا
نہیں؟

جواب : اسی تفصیل کے ساتھ ہے جو میں نے ذکر کی۔

سوال ۱۲۱ : مکروہ یا حرام کے قول ترک کرنے سے تھوڑا بہت ثواب ملتا ہے یا
نہیں؟

جواب : جو کام اپنی حد ذات میں نیک ہو اور حرمت و کراہت کسی بیرونی عارضی
بات کے باعث ہو تو اصل فعل پر ثواب اور اس عارضی کے سبب استحقاق
عذاب و عقاب ہوتا ہے۔ جیسے نشہ کی کڑے پن کر نماز یا قرآن شریف کی
تلاوت، بدعتی یا فاسق کی اقتدار بھی اسی قبیل سے ہے کہ اصل فعل نماز
ہے۔ نیک اور نفس فعل جماعت ہے نیک، مگر یہ عارضی بات کہ امام بدعتی
یا فاسق ہے مکروہ و ممنوع تو اس عارضی کو ضرور منع کیا جائے گا۔ کہ اس کا
ثواب و عقاب بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ نفس فعل کا ثواب الگ ہو۔ پھر یہ بھی
اس حالت میں ہے کہ فسق و بدعت لزوم کفر تک نہ پہنچتی ہوں ورنہ نفس
فعل ہی باطل ہو جائے گا۔ اور اب خالص عذاب رہ جائے گا۔ جیسے ہمارے
مذہب میں غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنا۔

سوال ۱۲۲ : حدیث ذیل صحت و اخلاف کلی بدو فاجو یعنی ہر ایک نیک
و بد کے پیچھے نماز پڑھو امر ہے یا نہیں؟

جواب : جیسے ضرور امر ہے اور معنی وجوب یہاں کسی کے نزدیک نہیں کہ فاسق کے
پیچھے نماز پڑھنا خواہ مخواہ لازم کوئی نہیں کہتا۔ حدیث میں لفظ کل کا ہے
جس کے معنی یہ ٹھہریں گے تمام نیکوں بدوں کے پیچھے نماز ادا کرنا ہر شخص پر
واجب ہے۔ یہ واجب نہ کسی سے ادا ہوا نہ کبھی کسی سے ادا ہو سکے۔ اس

کی عمر اسی کے لئے کفایت نہ کرے گی کہ دنیا کے جتنے بھی نیک دید ہیں کم از کم ایک ایک بار سب کے پیچھے نماز پڑھے البتہ اگر کلام سلطان و نائبان سلطان میں مخصوص کیا جائے جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں تو دفع ضرر کے لئے وجوب ضرور ہے یعنی تمیز نیک و بد کر کے آپ اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ علماء اس حدیث سے یہ مطلب ثابت کرتے ہیں کہ فاسق کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یعنی فرض اتر جاتا ہے اور ساتھ ہی تصریح فرمادیتے ہیں کہ مکروہ ہے۔ عامۃ کتب فقہیہ میں یہ استدلال امام مالک کے مقابل ہے کہ ان کے مذہب میں فاسق کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں۔ اور بھی ایک روایت امام احمد سے ہے۔ دیکھو غنیہ شرح مینہ بمرقات شروح مشکوٰۃ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری اور کتب عقائد میں یہ استدلال رد افض و خوارج کے مقابل ہے کہ رافضیوں کے نزدیک امام معصوم شرط ہے اور خارجیوں کے یہاں ہر فاسق کافر ہے اور یہ استدلال ضرور صحیح ہے غیر مقلدین ان مقاصد علماء کو پس پشت ڈال کر یہ مطلب نکالنا چاہتے ہیں کہ غیر مقلد اگرچہ فاسق و بدعتی ہیں مگر تم پر لازم ہے کہ خواہی مخواہی ان کے پیچھے نماز پڑھو یہ مطلب ہرگز حدیث کا ہے نہ علماء کا بلکہ ان کی تصریحات کے صاف خلاف ہے۔

سوال ۱۲۳: امر کے حقیقی معنی وجوب ہیں یا نہیں جب افسردہ حاکم اپنے ماتحتوں کو کسی بات کی تعمیل کا حکم دیں تو اس حکم سے اس بات کا واجب اور ضروری ہونا سمجھا جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں۔ ہمارے نزدیک حقیقت وجوب ہے اور محل اور موقع سے مختلف معنی سمجھے جاتے ہیں۔

سوال ۱۲۴: نورالانوار کو آپ جانتے ہیں یا نہیں؟ یہ کتاب آپ کی ہے یا نہیں؟
جواب: ہاں ہے بدستور نمبر ۲۵

سوال ۱۲۵: نورالانوار میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟ عندنا الوجوب حقیقۃ الامور لا یكون الا للوجوب۔ یعنی ہمارے یہاں معنی حقیقی مذہب میں وجوب ہی امر کے حقیقی معنی ہیں اور امر وجوب ہی کے لئے ہوتا ہے۔

جواب: نیچے کی کتابیں دیکھنے کا منظر کو کم اتفاق ہوتا ہے۔ یہ عبارت اس میں ہو نہ ہو مگر مسئلہ وہ ہے جو میں نے ابھی بیان کیا۔ کیا اس کی تصریح عام کتب اصول میں ہے۔

سوال ۱۲۶: لفظ کے جو حقیقی معنی ہوں اُس حقیقی معنی کو چھوڑ کر اس کے مجازی معنی لینا کس حالت میں جائز ہے اور کس حالت میں نہیں؟
جواب: جب حقیقت متغیر یا مجبور ہو تو بالاتفاق اور مجبور ہو تو صاحبین کے نزدیک معنی مجازی لئے جائیں گے۔ ورنہ نہیں۔

سوال ۱۲۷: نورالانوار جس کا بیان نمبر ۱۲۴ میں ہو چکا ہے اس کتاب میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟ ما دام امکن العمل بالمعنی الحقیقی یسقط المجازی۔ یعنی جب تک حقیقی معنی پر عمل ہو سکتا ہے مجازی معنی ساقط الاعتبار ہیں۔

جواب: یہ مسئلہ کتب اصول میں اسی تفصیل کے ساتھ ہے جو میں نے بیان کی اور نورالانوار میں بھی اسی تفصیل سے ہو گا۔

سوال ۱۲۸: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وارکعوا مع الراکعین یعنی رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ یعنی نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں

کے ساتھ۔ یہ امر ہے یا نہیں اور اس آیت میں نیک و بد کی قید ہے یا نہیں؟

جواب: یہ امر بھی وجوب کے واسطے نہیں ہے اور راكعین سے مراد صحیح نہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ دیکھو تفسیر جلالین وغیرہ۔ اور صحابہ سب کے سب نیک تھے اور آیت سے جماعت کے ثبوت میں کلام ہے۔ دیکھو معالم وغیرہ۔

سوال ۱۲۹: اللہ و رسول اللہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام میں بھی ایسی بات کا امر ہوتا ہے یا نہیں جو مکروہ یا حرام ہو۔ اگر ہوتا ہے تو اس کی کوئی مثال بیان فرمائیے۔ مگر جو مثال بیان فرمائیے وہ ایسی مثال ہو جو واقعی امر ہو نہ صرف صورت امر؟

جواب: جو بات اصل میں حرام یا مکروہ ہو اور بحال ضرورت اس کی اجازت فرمائی جائے تو کبھی رخصت بصیغہ امر آتی ہے جیسے فان عاد و اقعد۔ اور کبھی وجوب تک بھی ہوتی ہے جیسے مخضہ میں حرام چیز سبب سے یہاں تک کہ نہ کھائے اور مر جائے تو حرام موت مرے۔ دیکھو رد المحتار وغیرہ۔

سوال ۱۳۰: شرح عقائد نسفی جس کا بیان نمبر ۴۹ میں ہو چکا ہے اس میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟ ولان علماء الاممۃ کانوا یصلون خلف الفسقة و اهل الاہواء و البذل ع یعنی علمائے امت سارے کے سارے فاسقوں اور بدعتوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

جواب: شرح عقائد میں یہ عبارت اس طرح نہیں بلکہ مجھ کو یقیناً یاد ہے

کہ اس کے ساتھ فرمایا ہے کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ اور یہ کہ فسق اور بدعت حد کفر تک پہنچی ہوں تو بالکل باطل ہے۔

سوال ۱۳۱: علمائے امت جو فاسقوں اور بدعتیوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے ان کا یہ فعل مکروہ یا حرام تھا یا نہیں؟

جواب: شرح عقائد سے نقل کر دیا گیا کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ تو یقیناً یہ علماء بھی اسے مکروہ جانتے مگر سلطنت کی مجبوری سے پڑھتے۔ مجبوری میں ممنوع تک کی رخصت مل جاتی ہے۔ اس تفصیل پر کہ ہدایہ اور درمختار میں ہے۔

سوال ۱۳۲: شرح عقائد کے حاشیہ جلال میں عبارت ذیل درج ہے یا نہیں؟

قوله خلف کل بدو و فاجروا شاملاً الی انہما سوا فی الامامة یعنی یہ جو فرمایا ہے کہ نیک و بد کے پیچھے۔ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ نیک و بد دونوں امام ہونے میں مساوی ہیں۔

جواب: شرح عقائد میری دیکھی ہوئی ہے اور شرح عقائد نسفی کے ساتھ شتر شروح و حواشی میں نے دیکھے اور ان میں کوئی حاشیہ جلال نہیں ہاں ہندی چھاپے میں زید و عمر کتاب پر حاشیہ چڑھا دیتے ہیں اُن میں کوئی ہو تو مجھے معلوم نہیں۔ نہ وہ قابل التفات نہ عالم میں کوئی عالم اس کا فائل کہ امامت کے لئے نیک و بد سب برابر ہیں۔ ہاں فرض اتر جانے میں کہو تو ایک بات ہے جبکہ بدی حد کفر تک نہ ہو۔

سوال ۱۳۳: عبارت ذیل صحیح بخاری میں درج ہے یا نہیں؟ قال الحسن صل خلفہ و بدعة علیہ یعنی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ

نے فرمایا کہ تو مبتدع کے پیچھے نماز پڑھ لے اور مبتدع کی بدعت کا دیال خود اس پر ہے۔

جواب : یہ قول بے سند بخاری میں ہے اور جہاں تک مجھے یاد ہے یہاں بخاری نے جو حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع سند بیان کی اس سے صاف وہی مطلب کھلتا ہے کہ یہ اسی وقت ہے کہ جب فاسق و مبتدع بادشاہ ہو یا اس کی طرف سے حاکم ہوا ہو بخاری نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ ایسا صرف ضرورت اور ناچارگی میں ہے۔

سوال ۱۳۲: عبداللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس حالت میں گئے کہ وہ گھرے ہوئے تھے یعنی جب کہ حضرت عثمان کو بلوائیوں نے گھیر رکھا تھا۔ عبداللہ بن عدی نے جا کر حضرت عثمان سے کہا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور ہم کو امام فقہ نماز پڑھا رہا ہے اور ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اس کی وجہ سے گناہ میں نہ پڑ جائیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا: الصلوٰۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معهم واذا اساءوا فاجتنب اساءاتهم۔ یعنی جو لوگ جو کام کرتے ہیں ان میں نماز سب سے اچھا کام ہے۔ تو جب لوگ اچھا کام کریں تو تم بھی ان کے اس اچھے کام میں شریک ہو جاؤ اور جب برا کام کریں تو تم ان کے اس برے کام میں ساتھ نہ دو۔

جواب : کا ذکر فرمادیا اور ان لوگوں کی مجبوری خود ظاہر ہے کہ بلوائیوں کے سردار نے امام برحق کو نظر بند کر لیا اور خود امامت کرنا تھا۔

سوال ۱۳۵: یہ کوئی شخص کسی طور سے امام بن جائے اور لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھیں اور یہ امر کہ کسی کو اپنے اختیار سے امام بنائیں۔ ان دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے کہ دونوں امر مکروہ ہیں یا دونوں غیر مکروہ یا ان میں سے ایک مکروہ ہے اور دوسرا غیر مکروہ، اور کون مکروہ ہے اور کون غیر مکروہ؟

جواب : فاسق و مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنا ایک گناہ ہے اور اسے امام بنانا دوسرا گناہ ہے اور کسی طرح امام ہو گیا ہو تو لا مجبوری کے پیچھے نماز پڑھنا ایک گناہ ہے۔

سوال ۱۳۶: کتاب تفسیر احمدی کو آپ مانتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ آپ کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب : ہے۔ مطابق نمبر ۲۵۔

سوال ۱۳۷: تفسیر احمدی میں جو المسند والجماعت ہونے کے لئے دس بائیس ضروری لکھی ہیں ان میں ذیل کی دو باتیں یہ بھی ہیں یا نہیں؟
الصلوٰۃ علی الجنازاتین والصلوٰۃ خلف الامامین یعنی صالح و فاسق دونوں کے جنازے کی نماز پڑھنی اور صالح و فاسق دونوں کے پیچھے نماز پڑھنی۔

جواب : یہ میری یاد میں ایک بے سند حکایت ہے اور اس سے مراد وہی رافضیوں، خارجیوں کا رد ہے جیسے کہ میں نے اوپر بیان کیا۔

دوم ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۲ھ شنبہ

کلام الامام امام الکلام

از: امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

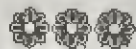
دشمن احمد پر شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
ذکر ان کا چھیرے سہرا میں چھیرے شیطان کا عادت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہوں نہیں ذکر آیات دلالت کیجئے
غیظ میں جاؤں بے رتوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام جان کا فر پر قیامت کیجئے
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب اب شفاعت یا محبت کیجئے
آپ درگاہ خدا میں ہیں دہم ہاں شفاعت یا وجاہت کیجئے
اذن کب کا مل چکا اے حضور ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
ملحدوں کا شک نکل جائے حضور جانب در پھر اشارت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس بُرے مذہب پر بغض کیجئے
ظالمو! محبوب کا حق تھا ہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے
والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر مومنو! اتہام حجت کیجئے
بیٹھے اٹھے حضور پاک سے التجا و استغانت کیجئے
یا رسول دہائی آپ کی گو شمال اہل بدعت کیجئے
غوث اعظم آپ سے فریاد ہے زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
یا خدا تجھ تک ہے سب کا معنی اولیاء کو حکم نصرت کیجئے

میرے آقا حضرت اچھے میاں

ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

غیر مقلدوں کے فریب

مفتی جلال الدین احمد مجدی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله
وعلى آلِكَ واصحابك يا حبيب الله

فہرست مضامین

صفحہ	نمبر شمار
۵۹۱	۱ نگاہ اولیں
۵۹۲	۲ یہ امت نہ تہر مذہبوں میں بٹ جائے گی جن میں صرف ایک جنتی ہوگا
۵۹۳	۳ تصرف و اختیار کے متعلق حضور و صحابہ کرام کا عقیدہ
۵۹۷	۴ تصرف و اختیار کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ
۵۹۸	۵ رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق حضور و صحابہ کرام کے عقیدے
۶۰۲	۶ رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق غیر مقلدوں کے عقیدے
۶۰۳	۷ صحابہ کرام اور تقلید
۶۰۵	۸ تقلید کسے کہتے ہیں
۶۰۷	۹ غیر مقلدوں کی تقلید
۶۰۸	۱۰ غیر مقلدوں سے سوالات
۶۱۲	۱۱ غیر مقلدوں کی گمراہی کا ایک اور واضح ثبوت
۶۱۴	۱۲ غیر مقلدین کی مختصر تاریخ
۶۱۸	۱۳ ہندوستان میں فتنہ و ہابیت
۶۱۹	۱۴ غیر مقلدین علماء دیوبند کی نظر میں
۶۲۳	۱۵ غیر مقلدوں کے چند اہم اصول پہلا اصول
۶۲۵	۱۶ دوسرا اصول
۶۲۸	۱۷ تیسرا اصول تراویح
۶۳۱	۱۸ قربانی
۶۳۳	۱۹ طلاق
۶۳۶	۲۰ ابن تیمیہ کون؟
۶۴۵	۲۱ غیر مقلدوں کے کچھ پوشیدہ رائے
۶۵۱	۲۲ غیر مقلدوں کے چالیس فریب
۶۶۲	۲۳ مختصر سوانح حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انتساب

ان تمام مسلمانوں کے نام جو سواد اعظم اہلسنت و جماعت سے ہیں اور ائمہ اربعہ حضور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ، حضور سیدنا امام شافعی، حضور سیدنا امام مالک یا حضور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دامن سے وابستہ ہو کر ان کی تقلید کرتے ہیں اور غیر مقلدوں سے دور رہتے ہیں۔

اور

شعیب الاولیاء حضور سیدنا شاہ محمد یار علی صاحبہ علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۳۸۷ھ) کے نام جنہوں نے اپنے رشد و ہدایت اور عظیم دینی ادارہ دارالعلوم فیض الرسول کے قیام سے شمالی مشرقی یوپی میں غیر مقلدیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا۔

جلال الدین احمد امجدی

نگاہ اولیں

غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی کہتے ہیں وہ اپنا نیا مذہب پھیلانے کے لئے عرب ملکوں سے پیسے لاکر آئے دن نئے نئے فتنے کھڑے کرتے رہتے ہیں۔ انہیں فتنوں میں سے ان کی کتاب حقیقۃ الفقہ بھی ہے جو غیر مقلد مولوی یوسف جے پوری کی تصنیف ہے اور دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح و اضافے کے بعد بمبئی سے شائع ہوئی ہے اور شروع سے آخر تک مکرو فریب سے بھری ہوئی ہے۔

چند سال قبل اس کتاب کے فریب کو ظاہر کرنے کے لئے مجھ سے کہا گیا لیکن میں اپنی مصروفیات کے سبب اس کی طرف توجہ نہ کر سکا۔ مگر ابھی جلد ہی جب غیر مقلدوں نے تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کا نیا تئسہ اٹھایا تو ہم ان کے کفری اور گمراہ کن عقیدے اس کتاب میں لکھ دئے، ان کی مکاریوں کے پردے چاک کر دیئے، ان کے پوشیدہ راز ظاہر کئے اور آخر میں کتاب مذکور حقیقۃ الفقہ کے چالیس فریب بھی لکھ دیئے تاکہ مسلمان اس گمراہ فرقہ سے دور رہیں، ان کے فتنے میں نہ پریں اور نہ اس نئے مذہب کی سہولتیں دیکھ کر اس کی طرف مائل ہوں۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے مفید فرمائے، انہیں غیر مقلدوں کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور میرے لئے اس کو توشہ آخرت بنائے۔ آمین

جلال الدین احمد امجدی

۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ ۶ جولائی ۱۹۹۴ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

یہ امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی جن میں صرف ایک مذہب جنتی ہوگا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثَلَاثِينَ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفَرَّقُوا أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً أَنَا أَوْ أَهْلُ بَيْتِي رَسُوْلِي أَلَا قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

یعنی ان کی پہچان کیا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں (تہذیب و مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ امت تہتر مذہبوں میں بٹے گی لیکن ان میں صرف ایک مذہب والے جنتی ہوں گے باقی سب جہنمی ہوں گے۔ اور جنتی مذہب والوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلیں گے اور ان کے عقیدے پر قائم رہیں گے۔

تصرف و اختیار کے متعلق حضور و صحابہ کرام کا عقیدہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

أَهْلُ مِلَّةٍ مَّا كُنُوْا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرِيَهُمْ آيَةً فَأَمَرَهُمْ أَلْفَ شَقِيْقَةٍ حَتَّى سَأَلُوا إِجْرَاءً بَيْنَهُمَا۔

(۲) اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی طرف دوڑے حضور نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے مگر یہی جو آپ کے سامنے ہے۔

فَوَضَّعَ يَدَهُ عَلَى الرُّكُوْةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُورًا بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَمَا مَنَالِي الْعُيُونِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا۔ قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ كُنَّا مِائَةً أَلْفٍ لَكُنَّا كُنَّا خَمْسَ عَشَرَ مِائَةً۔

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ اس پیالے پر رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کی طرح پانی اگلنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انھوں نے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا۔ اس وقت تو ہم تعداد پندرہ سو تھی (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۹۳)

(۳) اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ لوگ ساری رات حسرت میں رہے کہ دیکھئے صبح کس خوش نصیب کو جھنڈا عطا فرمایا جائے گا۔ جب صبح ہوئی تو ہر ایک یہ تمنا لے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ جھنڈا اسے مرحمت ہو۔ آپ نے فرمایا

أَبْنُ عَدَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا أَيُّ شَيْئٍ عَنِ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأَتَوْهُ بِهِ فَلَمَّا جَاءَ بَصُقٌ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ قُبْرًا حَتَّى سَكَتَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجْحٌ -

ابن ابوطالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا انہیں بکراؤ پس انہیں آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور ان کے لئے دعا فرمائی تو وہ اس طرح تندہر ہو گئے جیسے انہیں کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی (بخاری شریف جلد ۵ ص ۵۲۵)

(۴) اور حضرت ہریر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابورافع یہودی کو (جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بڑا دشمن تھا) قتل کرنے کے بعد اس کے اونچے مکان سے اترتے لگے تو زینے سے گر گئے اور ان کی پتلی ٹوٹ گئی۔ انہوں نے اسی وقت گرم گرم اپنی پگڑی سے ہاتھ لی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا سارا مال جرایمان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا۔

أَبْسَطَ رَجُلًا فَسَطَطَتْ رِجْلِيهِمَا فِي بَابِ الْبَيْتِ وَنَزَلَ بِهِمَا فِي بَابِ الْبَيْتِ -

اس پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر دیا تو ایسا ہو گیا جیسے اس سے کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی (بخاری شریف جلد ۲ ص ۵۷۷)

(۵) اور حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی۔ میں نے اسے ہانڈی میں ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا ابورافع لے گیا ہے؟ عرض کیا یہ بکری ہے جو ہمیں ہدیہ ملی ہے۔ پھر ہم نے اسے ہانڈی میں پکایا۔ حضور نے فرمایا اے ابورافع! ہم کو ایک دست دو۔ میں نے دست پیش کر دیا۔ پھر فرمایا دوسرا دست بھی دو۔ میں نے دوسرا دست بھی پیش کر دیا۔ پھر فرمایا اے ابورافع! اور دست لاؤ۔ عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں۔

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَرَّعَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا أَتَاكَ كُوسُكَتَ لَمْ يَكُنْ فِي ذِكْرِكَ أَفْذَرًا عَمَّا سَكَتَ -

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر تم چپ رہتے تو ہم کو دست بردست دیتے رہتے۔ جبکہ چپ رہتے (احمد واری مشکوٰۃ ص ۵۲۱)

(۶) اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔

يَا عَائِشَةُ كُوسُكَتَ لَمْ يَكُنْ فِي ذِكْرِكَ أَفْذَرًا عَمَّا سَكَتَ -

اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سوئے جبال اللہ ہب۔

(۷) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! خدا سے تم پر حج فرض کیا ہے۔ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟

فَقَالَ لَوْ قُلْتُمْهَا فَعَمَّ لَوْ جَبَّتْ وَلَوْ جَبَّتْ لَمْ تَعْمَلُوا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِعُوا -

فرمایا اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے اور اگر ہر سال فرض ہو جائے تو تم اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے (احمد واری مشکوٰۃ ص ۲۲۲)

کسی چیز کو حق جان کر دل میں جمائے ہوئے یقین کو ایمان و عقیدہ کہتے ہیں۔
تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح خدائے تعالیٰ کی وحدانیت اور
اپنی رسالت پر ایمان و عقیدہ رکھتے ہیں اسی طرح اس بات پر بھی وہ عقیدہ رکھتے
ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے عالم میں تصرف کی قوت بخشی ہے۔ اسی لئے آپ نے
کفار مکہ کے مطالبہ پر اشارہ فرما کر چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ اگر حضور کا ایسا عقیدہ نہ
ہوتا تو اشارہ کرنا تو بہت بڑی بات ہے آپ ایک لمحہ کے لئے اسے سوچ بھی نہیں
سکتے تھے۔ اور ضرورت پر انگلیوں کی گھاسیوں سے دریا بہا کر حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے علی طور پر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کی طا
قوت بخشی ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں لعاب دہن (تھوک) لگا کر حضرت
عبد اللہ بن عتبیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر دست مبارک پھیر کر
واضح طور پر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تصرف کی وہ قوت عطا
فرمائی ہے کہ میں اپنے تھوک سے بیماریاں دور کر دیا کرتا ہوں۔ اور ٹوٹی ہوئی
ہڈی پر صرف اپنا ہاتھ پھیر کر بغیر ملا سڑکے فوراً صحیح کر دیتا ہوں۔ اور حضرت ابو رافع
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صاف لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا کہ اگرچہ ایک کئی
میں دو ہی دست ہوتے ہیں لیکن میں طلب کرتا رہوں اور پیش کرنے والا دینے
کا ارادہ کرتا رہے تو ایک ہی بکری کے گوشت سے ہزاروں دست نمودار ہوتے
رہیں گے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واضح الفاظ میں اپنے اس
عقیدہ سے آگاہ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے وہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ اگر میں

(۱) غیاث اللغات ۴۶۵ میں ہے عقیدہ چیز سے راقی دانستہ و ردل خود محکم گرفتن ۱۲

چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے وہ
مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ اگرچہ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے لیکن اس سوال
پر کہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ اگر میں ہاں کہوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے۔

اور حضرت انس اور حضرت جابر اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبد اللہ بن
عباس وغیرہ جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مذکورہ بالا حدیثوں کو روایت کیا
ہے معلوم ہوا کہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پیارے مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم میں تصرف کرنے کا اختیار بخشا ہے۔ اگر صحابہ کرام کا
ایسا عقیدہ نہ ہوتا تو وہ ان حدیثوں کو بیان ہی نہیں کرتے۔

تصرف و اختیار کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ

تصرف و اختیار کے بارے میں غیر مقلدوں کا عقیدہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدے کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ان
کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع قیومی کانپور کے
صفحہ ۵ پر لکھا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی
پھر ص ۱ پر لکھا کہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر۔ پھر
ص ۱ پر لکھا کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا اسوان میں
بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور بربے بھلے کاموں سے واقف
ہیں۔ اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف
کرنے کی کچھ قدرت دی ہو۔

اور پھر اسی مسئلہ پر لکھا کہ سب بندے بڑے اور چھوٹے عاجز ہیں اور بے اختیار اور صلا پر لکھ دیا کہ جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے۔ اور پھر ص ۲۸ پر یوں لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ پھر ص ۲۹ پر لکھا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور پھر ص ۳۰ پر لکھا کہ اولیاء انبیاء جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز۔

تقویۃ الایمان کے مذکورہ بالا عبارتوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ تصرف و اختیار کے متعلق جو حضور اور صحابہ کا عقیدہ ہے غیر مقلدوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ اور یہی ان کے ختمی فرقہ ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔

رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق

حضور و صحابہ کرام کے عقیدے
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

خدا کے تعالیٰ نے پارہ ۲۸ میں ارشاد فرمایا۔

وَاللَّهُ الْعَزِيزُ ذُو السُّلْطَانِ
یَلْمُ الْمُؤْمِنِينَ۔ اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے (سورۃ منافقون - آیت ۱۸)

اور پارہ ۳۰ میں ارشاد فرمایا

وَمَا فَعَلْنَا لِفَرِّدِكَ
ادرجم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

(سورۃ الم نشرح - آیت ۲۲)

اور پارہ ۲۲ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا۔ اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے یہاں عزت والے

ہیں (سورۃ احزاب - آیت ۶۹)

اور پارہ ۳۰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ عیسیٰ علیہ السلام دنیا و آخرت میں عزت والے

ہیں (سورۃ آل عمران - آیت ۴۵)

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

صَلَّى بِسَاسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرُ فِي مُؤَخَّرِ
الصُّفُوفِ رَجُلٌ فَأَسَاءَ الصَّلَاةَ
فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا قُلَانُ الْأَ
تَشَقَّى اللَّهُ أَلَا تَرَى كَيْفَ نَصَبِي أَتَكْفُرُ
تُرُونَ أَنَّهُ يُخْفِي عَلَيَّ شَيْئًا وَمِمَّا نَصَبُونَا
وَاللَّهُ إِنِّي لَا سَاءَ مِنْ خَلْقٍ كَمَا أَرَى
مِنْ بَنِي يَدَى۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی اور صفوں کے آخر میں ایک شخص تھا جس نے نماز بری طرح پڑھی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اسے آواز دی کہ اے قُلَانُ! اللہ سے نہیں ڈرتا کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟ تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھ پر تمہارا کوئی عمل چھا رہا ہے۔ خدا کی قسم میں کچھ ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے آگے دیکھتا ہوں (شکوۃ من بنی یدى)۔

غور کریں۔ حدیث شریف میں فی مؤخَّرِ الصُّفُوفِ نہیں ہے کہ پہلی صف کے آخر میں شخص مذکور تھا تو حضور نے آنکھ کے کونے سے اس کو دیکھ لیا بلکہ فی مؤخَّرِ الصُّفُوفِ ہے یعنی وہ شخص آخری صف میں تھا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیٹھ کے پیچھے سے اس کو دیکھ لیا۔

(۲) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَاللَّهُ مَا يُخْفِي عَلَيَّ مَرَكُومًا وَلَا
تُخْشَوْنَهُمْ إِنِّي لَأَمَّا أَلَكُم مِّنْ وَكَاءٍ
ظَهْرِي۔

خدا کی قسم تمہارا رکوع اور خشوع مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ میں بیٹھ کے تجھے بھی دیکھتا ہوں۔

(۲) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا
مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِحَائِطِ بَنِي حَيْطَانَ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ
فَسَمِعَ صَوْتِ ابْنَيْنِ يُعَدَّ بَابَ
فِي قُبُورٍ هُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُعَدُّ بَابَ فِي
كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى كَانَ أَحَدُ هُمَا لَا
يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَحْتَفِي
بِالْقِيَمَةِ۔

دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں۔ پھر فرمایا ہاں (خدا کے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا اپنی کھایا کرتا تھا (کاری شریف جلد ۳ ص ۳۵)

(۴) اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَنَا
أَنْظُرَ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَارِئٌ فِيهَا
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفٍّ
هَذِهِ۔

اللہ نے میرے لئے دنیا کو اٹھادیا ہے۔ میں اس میں قیامت تک چہرے والا ہے سب کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے کراچی اس ہتھیل کو (زر قالی علی المواہب جلد ۲ ص ۳۳)

(۵) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ حَزَنَ عَلَى الْآرْضِ أَنْ

تَنَاحَلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَخَبَى اللَّهُ
حَتَّى يَمُوتَ۔

کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے۔ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں (ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۱۱۱)

(۶) اور حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ حَزَنَ عَلَى الْآرْضِ أَجْسَادَ
الْأَنْبِيَاءِ۔

خدا کے تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر کھانا حرام فرمادیا ہے (ابو داؤد سنن ص ۱۱۱)

دارمی ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۱۱۱

اللہ تعالیٰ کے فرمان پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ دوسرے مسلمانوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ تو قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کے تعالیٰ کے نزدیک میری عزت ہے بلکہ میری وجہ سے مسلمانوں کی بھی عزت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا وہ مرتبہ ہے کہ اس نے میری رضا کے لئے میرے ذکر کو بلند فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ وغیرہ سارے انبیائے کرام خدا کے تعالیٰ کے نزدیک دنیا و آخرت میں عزت و عظمت والے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

اور مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے صاف لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ واضح فرمایا کہ جیسے میں اپنے آگے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ میرے دیکھنے کے لئے درمیان کی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ یہاں تک کہ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے وہ بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں بلکہ زمین کے اندر آدمیوں پر ہونے والے عذاب کو بھی دیکھتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان پر عذاب کیوں ہو رہا ہے۔

اور چوتھی حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس عقیدہ کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا کہ قیامت تک ہونے والے سارے واقعات کو میں ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔ یعنی میں غیب جانتا ہوں۔ اور مذکورہ بالا حدیثوں کو روایت کرنے والے صحابہ کرام کا بھی یقین ایسی ہی عقیدہ ہے۔

اور اگر کبھی کوئی غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں بتایا تو اس نے کہ یا تو اس کا ظاہر کرنا مصلحت کے خلاف تھا اور یا تو حضور کی اس پر توجہ نہیں تھی۔ جیسے کہ اسٹیشن پر ٹرین کی آمد و رفت کا چارٹنگا ہوں کے سامنے ہوتا ہے مگر جس ٹرین کا وقت آدمی جانتا چاہتا ہے جب تک کہ اس پر توجہ نہیں ہوتی نہیں دیکھ پاتا ہے۔

اور آخر کی دونوں حدیثوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کا یہ عقیدہ واضح طور پر معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے زمین پر ان کے جسموں کا کھانا حرام فرما دیا ہے۔

انبیاء کو بھی موت آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے
بس اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق غیر مقلدوں کے عقیدے

رسول کی عزت کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ ان کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع قیومی کانپور کے صفحہ پر لکھا۔ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چارے بھی

ذلیل ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کے تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق ہیں۔ جو حضور کو سب سے بڑا مخلوق نہ مانے وہ مسلمان نہیں۔ اور دوسرے انبیاء و اولیاء وغیرہ حضور سے چھوٹے مخلوق ہیں۔ تو تقویۃ الایمان بوا انبیاء اور اولیاء کی شان گھٹانے کے لئے لکھی گئی ہے اس کی مذکورہ بالا عبارت کا یہ مطلب ہوا کہ انبیاء اور اولیاء میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چارے بھی زیادہ ذلیل ہے یعنی چار کی بھی کچھ نہ کچھ تھوڑی بہت عزت اللہ کی شان کے آگے ہے لیکن حضور سید عالم اور دوسرے انبیاء و اولیاء کی شان کی شان کے آگے اتنی بھی عزت و وقعت نہیں جتنی کہ ایک چار کی عزت و وقعت ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ پر توصاف لفظوں میں لکھ دیا کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اور علم غیب کے بارے میں اسی کتاب کے صفحہ پر لکھا کہ سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے (یعنی نبی ہوں یا ولی وغیرہ) سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ اور صفحہ پر صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔

اور اسی کتاب کے صفحہ پر ایک حدیث لکھنے کے بعد فقرہ و فساد کی فتح تحریر کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اصرار کر کے یہ لکھ دیا کہ میں بھی ایک دن سرکھڑی میں ملنے والا ہوں۔ تقویۃ الایمان فی اسی تحریر کی بنیاد پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں غیر مقلدین یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ مرکز میں مل گئے۔ اور ان کے یہ سب عقیدے حضور و صحابہ کرام

کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور یہی ان کے چہنمی فرقہ ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔

صحابہ کرام اور تقلید

کل تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہوئے جن میں سے صرف چند صحابہ یعنی چاروں خلیفہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم مجتہد تھے باقی سب ان کے مقلد۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس لئے کہ پانچویں پارہ میں خدا کے تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ
وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ
مِنْكُمْ۔ (نساء: آیت ۵۹)

اس آیت کریمہ میں اولی الامر سے مراد علماء ہیں اصح اقوال میں۔ اس لئے کہ بادشاہوں پر عالموں کی فرمانبرداری واجب ہے اور عالموں پر بادشاہوں کی فرمانبرداری واجب نہیں (تفسیر کبیر جلد اول ص ۴۷) اور اس آیت کریمہ کے سب سے بڑے مصداق چاروں خلیفہ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں حاکم نہیں تھے۔

اور پھر پانچویں پارہ میں اللہ تعالیٰ کا یہی ارشاد ہے۔

وَلَا تَتَّبِعُوا الْوَعْدَ بِالْأَمْرِ
وَلَا تَتَّبِعُوا الْوَعْدَ بِالْأَمْرِ
يَسْتَبْطِئُونَهُ مِنْهُمْ۔
جو معاملہ پیش آتا اگر اس کے لئے رسول اور اپنے ممالک کی طرف رجوع کرتے تو ضرور خدا کا حکم جان لیتے وہ جو اپنی فکر سے ایک حکم نکالتے ہیں۔ (سورہ نساء: آیت ۵۹)

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ استنباط یعنی قرآن و حدیث سے تمیہ کر کے مسائل نکالنے پر عالم ہی قدرت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کی طرف رجوع کا حکم ہے۔

اور چودھویں پارہ میں خدا کے تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔
(سورہ نحل: آیت ۶۹)

اس آیت کریمہ میں نہ جاننے والوں پر لازم قرار دیا گیا کہ وہ جاننے والوں سے پوچھیں۔ لہذا وہ صحابہ کرام جو مدینہ طیبہ سے دور رہتے تھے وہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں بھی اپنے یہاں کے سب سے بڑے عالم صحابی سے مسئلہ پوچھ کر ان کی تقلید کرتے تھے۔

تقلید کسے کہتے ہیں؟ عرف، لغت اور اصطلاح شرع میں بغیر جون و چرا کسی کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔ چنانچہ جب کہا جاتا ہے کہ زید فلاں کی تقلید کرتا ہے۔ تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے فلاں کی بات ماننا ہے۔ اور المنجد میں ہے۔ یقال قلداً فی کذا۔ ای تبعہ من غیر تامل ولا نظر۔ یعنی غور و فکر کے بغیر اس نے اس کی پیروی کی۔ اور غیث اللغات میں ہے تقلید مجازاً بمعنی پیروی کسے بے دریافت حقیقت آں یعنی حقیقت دریافت کئے بغیر کسی کی پیروی کرنے کو مجازاً تقلید کہتے ہیں۔ اور مصباح اللغات میں ہے قلداً فی کذا۔ اس نے اس کی فلاں بات میں بغیر غور و فکر کے پیروی کی۔ اور حضرت علامہ سید شریف برہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ التقلید عبارة عن قبول قول الغير بلا حجة ولا دلیل۔ یعنی حجت و دلیل کے بغیر کسی کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔

التعريفات (۵)

لہذا وہ صحابہ کرام جو کسی دور کے قبیلہ میں رہتے تھے۔ ان کی تعلیم کے لئے سرکارِ قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی عالم صحابی کو ان کے یہاں بھیجتے تھے تو وہ لوگ بلا حجت و دلیل اور حکم شرع کی حقیقت دریافت کئے بغیر اس عالم صحابی کی بات مانتے تھے۔ اور اسی کو تقلید کہتے ہیں۔ اور جو صحابہ کہ مدینہ منورہ میں رہتے تھے مگر وہ اونٹوں کے چرائے، باغوں اور کھیتوں میں کام کرنے یا تجارت وغیرہ میں مشغول ہونے کے سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زیادہ حاضری نہیں دے سکتے تھے وہ جانکار صحابہ سے پوچھ کر ان کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اور جو حضور کی خدمت میں آسانی حاضر ہو سکتے تھے وہ ہر مسئلے میں آپ ہی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو سارے صحابہ نے خدائے تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مجتہد صحابہ کی طرف رجوع کیا اور ان کی تقلید کی۔ اس طرح ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ مقلد ہوئے۔ لہذا حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب صحابہ کرام ہی کے راستہ پر چلتے ہوئے بڑے بڑے مجتہد عالموں کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن و حدیث سے نکالے ہوئے مسائل میں ان کی تقلید کرتے ہیں کہ اصل مذہب صحابہ ہی کا ہے، ان کی اصل حدیث ہے اور حدیث کی اصل قرآن ہے اس طرح اماموں کی تقلید صحابہ کرام ہی کی پیروی ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ مبارک سے جاری ہے۔

لیکن غیر مقلدین چاروں اماموں کی تقلید سے انکار کرتے ہیں، اسے مگر اہی قرار دیتے ہیں اور کچھ ان میں سے تقلید کو شرک ٹھہراتے ہیں حالانکہ جاہل عوام اور پڑھے لکھے سب کے سب غیر مقلد اپنے مولویوں کی تقلید ضرور کرتے ہیں۔

غیر مقلدوں کی تقلید اگرچہ غیر مقلدین چاروں اماموں کی تقلید سے انکار کرتے ہیں مگر ان میں کے چھوٹے بڑے ہر ایک کسی نہ کسی کی تقلید ضرور کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ظاہر ہے تجارت کرنے والے کھیتوں میں ہل چلانے والے اور گھسیارے و چرواہے وغیرہ سارے غیر مقلدین قرآن و حدیث سے مسئلہ نکالنے کی قدرت نہیں رکھتے تو وہ اپنے مولویوں کی طرف رجوع کرتے ہیں پھر وہ جو اپنے قیاس سے مسئلہ بتاتے ہیں اس پر وہ عمل کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک غیر مقلد تانبہ کو پتیل سے بیچنا چاہتا ہے تو ایک کو دوسرے کے برابر یا کم و بیش کر کے نقد اور ادھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اسے معلوم کرنے کے لئے اس کو اپنے مولوی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا، اگر لائے کہ اس مسئلہ کی وضاحت قرآن و حدیث میں موجود نہیں۔ تو غیر مقلد مولوی خود قیاس کر کے مسئلہ بتائے گا اور اس پر عمل کرے گا۔ اور مقلد عالم قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے امام کے بنائے ہوئے اصول پر عمل کرتے ہوئے اس کی جائز اور ناجائز صورتوں کو واضح کرے گا۔ اس طرح غیر مقلد اپنے علاقہ کے موجود مولوی کی تقلید کرتا ہے۔ اور مقلد ساری دنیا کے ماننے ہوئے مجتہد عالم دین کی تقلید کرتا ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ عوام غیر مقلدین اپنے مولویوں کی تقلید نہیں کرتے بلکہ ان کی بات مانتے ہیں۔ تو یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ وہ حجت و دلیل کے اہل نہیں۔ لہذا وہ حجت و دلیل کے بغیر اپنے مولویوں کی بات مانتے ہیں اور اس طرح کسی کی بات ماننے ہی کو تقلید کہتے ہیں۔ جیسا کہ کتابوں کے حوالوں سے پہلے گذر چکا۔

اور رہے ان کے مولوی تو وہ بلا حجت و دلیل اپنے بڑوں کی باتیں مانتے ہیں اس طرح وہ ابن تیمیہ ابن قیم اور قاضی شوکانی کی تقلید کرتے ہیں۔ جیسا کہ مشہور غیر مقلد نواب وحید الزماں اس پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ اور مولوی اسماعیل صاحب کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا۔ بس اس کے پیچھے پڑ گئے برا بھلا کہتے لگے۔۔۔۔۔ بھائیو! ذرا غور تو کرو اور انصاف کرو کہ جب تم نے ابوحنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑ دی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر (پیچھے پیدا ہوئے) ہیں۔ ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے (حیات وحید الزماں ص ۱۲ بحوالہ شیشے کے گھر ص ۲)

نواب وحید الزماں کی اس تحریر سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ غیر مقلدین امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تقلید سے تو انکار کرتے ہیں مگر ابن تیمیہ ابن قیم اور قاضی شوکانی کی تقلید کرتے ہیں۔

غیر مقلدوں سے سوالات

غیر مقلد عوام اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں۔ ہمارے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے مولوی انوار اللہ معرفت صوفی عشرت علی صدیقی مسجد امام باڑہ شکر گاہ بانسی ضلع سدھارتھ نگر۔ اور ملک محمد اکبر شاداب دو خانہ سیدولہ چورہاڈو مرگیا ضلع سدھارتھ نگر کی طرف سے غیر مقلد مولویوں سے مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے۔

۱۔ تانہ کو پتیل سے برابر برابر فقہ پینا جائز ہے یا نہیں ؟

۲۔ تانبہ کو پیتل سے برابر، برابر اُدھار بیچنا جائز ہے یا نہیں ؟

۳۔ تانبہ کو پیتل سے کم زیادہ کر کے نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں ؟

۴۔ تانبہ کو پیتل سے کم زیادہ کر کے اُدھار بیچنا جائز ہے یا نہیں ؟

اور بعض غیر مقلد مولویوں سے اس طرح سوال اجمالاً کیا گیا کہ تانبہ کو پیتل سے برابر، برابر اور کم زیادہ کر کے اُدھار اور نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں ؟۔ اور چونکہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث مانتے ہیں۔ قیاس نہیں مانتے۔ اس لئے ہر ایک مولوی کے پاس یہ نوٹ بھی لکھ دیا گیا کہ مسئلہ کی ہر صورت کا جواب قرآن و حدیث کے حوالوں سے تحریر کریں۔

یہ سوالات درج ذیل غیر مقلد اداروں اور مولویوں کو بھیجے گئے۔

- (۱) صدر آل انڈیا اہل حدیث جامع مسجد دہلی۔ (انڈیا)
- (۲) جامعہ سلفیہ بنارس (یوپی۔ انڈیا)
- (۳) عبید اللہ رحمانی۔ پورہ رانی مبارکپور۔ ضلع اعظم گڑھ ریوپی۔ (انڈیا)
- (۴) مدیر معہد التعلیم الاسلامی ذاکر نگر۔ نئی دہلی (انڈیا)
- (۵) مدرسہ اہل حدیث سراج العلوم کرشنا نگر (نیپال)
- (۶) مدرسہ اہل حدیث خیر العلوم ڈومریا نگر۔ ضلع سدھارتھ نگر (یوپی۔ انڈیا)
- (۷) مدرسہ اہل حدیث سراج العلوم بونڈیا بہار۔ ضلع گونڈہ (بہار۔ ")
- (۸) مدرسہ اہل حدیث لریواں پوسٹ ملہوار۔ بلور (بہار۔ ")
- (۹) مدرسہ اہل حدیث ترکٹھا۔ بانسی ضلع سدھارتھ نگر (بہار۔ ")
- (۱۰) مدرسہ اہل حدیث بانسی خاص " " " " (بہار۔ ")
- (۱۱) الجامعۃ الحمدیہ منصور۔ مالہ ایٹن ضلع ناسک (مہاراشٹر۔ ")
- (۱۲) مدرسہ اہل حدیث اٹوانا بازار ضلع سدھارتھ نگر (یوپی۔ انڈیا)

ان میں آنزال ذکر دو کے علاوہ کسی نے سوالوں کے جوابات نہیں دیئے۔ جن لوگوں کے پاس کسی کے بدست سوال بھیجے گئے ان میں سے بعض نے تو یہ کہہ کر جواب لکھنے سے انکار کر دیا کہ ہمارے بڑے حضرت نے فرمایا ہے کہ کسی کٹر پتھری سنی کے سوال کا جواب مت لکھنا۔ اور کچھ لوگوں نے یہ کہہ کر سوال واپس کر دیا کہ مجھ سلفیہ بنارس سے فتویٰ منگالیں۔ اور بعض مولویوں نے اپنی بیماری کا بہانہ بنا کر جواب دینے سے چھٹکارا حاصل کر لیا اور کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ اس سوال کا جواب لکھو اگر ہم کو پھانسا جاتے ہیں۔ اس لئے ہم نہیں لکھیں گے۔ اور جن لوگوں کے پاس بذریعہ ڈاک سوال روانہ کیا گیا انہوں نے خاموشی اختیار کرنے اور ردی کی ٹوکری میں جوابی لفافہ کو ڈال دینے ہی میں اپنی بھلائی سمجھی۔

الجامعۃ الحمدیہ منصور مالیکائوں کے مفتی نے سوال کا جواب دیتے ہوئے پہلے اس مسئلے میں عاملوں کے اختلاف کا ذکر کیا پھر آخر میں لکھا۔

میرے نزدیک اگر تانبہ اور چمکل سکے شکل میں ہوں تو چونکہ دونوں کی جنس ایک ہے مگر علت ثمنیت ایک ہے اس واسطے انہیں کمی بیشی کے ساتھ تو فروخت کر سکتے ہیں مگر ادھار فروخت نہیں کر سکتے۔ جیسے سونے کو چاندی سے فروخت کرنے کی صورت میں ہے۔ لیکن سکے کی شکل میں ہوں تو چونکہ علت ثمنیت نہیں رہ جاتی ہے اور جنس بھی الگ الگ ہے اس واسطے کمی بیشی کے ساتھ اور نقد و ادھار دونوں طرح فروخت کر سکتے ہیں۔

ترجمہ: مولیٰ الرحمن الدینی الجامعۃ الحمدیہ

منصور مالیکائوں۔ ۲۰، ۱۳، ۶۹۳

اور مدرسہ اہل حدیث اٹو بازار ضلع سدھارتھ نگر کے مفتی نے بھی جواب میں پہلے اس مسئلے کے متعلق عاملوں کے اختلاف کا تذکرہ کیا پھر اس کے بعد لکھا۔

سوال جو بطور استفتا کیا گیا ہے اس میں دو مختلف چیزوں کے آپس میں تبادلہ برابر برابر یا کم و بیش کے ساتھ کی بات کی گئی ہے۔ لیکن جب وہ دو جنس ہیں تو ان کا آپس میں نقد ہو یا ادھار۔ برابر برابر ہو یا کم و بیش ہر صورت میں بیچنا جائز ہے کہ عبادہ بن صامت کی حدیث میں گہیوں اور جو کو دو صنف شمار کیا گیا ہے۔ ہذا اما عندی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ شہاب اللہ جنگ بہادر

۱۰ دسمبر ۱۹۹۳ء عہ

غیر مقلدوں کے ان دونوں مولویوں نے فتویٰ میں قرآن کی آیت اور ایسی کوئی حدیث نہیں پیش کی جس میں تانبہ کو پیتل سے بیچنے کی جائز اور ناجائز صورتوں کو صاف لفظوں میں بیان کیا گیا ہو بلکہ دونوں مولویوں نے اپنے قیاس سے جواب دیا ہے کہ منصور مالیکائوں کے مفتی نے جنس اور ثمنیت کی بنیاد پر جائز اور ناجائز ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اور اٹو بازار ضلع سدھارتھ نگر کے مفتی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر قیاس کیا ہے۔

عہ اسلام میں عربی تاریخ و سنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری فرمایا۔ اور غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیقی حسن خاں بھوپالی نے انتقام الرجیح کے غالباً ۱۲۷۱ھ پر آپ کو مصر تک گراہ بتایا ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت کے رسالہ مبارکہ انظار الحق اچلی کے ۱۱۱ پر ہے۔ شاید اسی نے غیر مقلدوں کے دونوں مولوی مفتی ہونے کے باوجود عربی تاریخ و سنہ لکھنے سے گریز کئے ہیں ۱۲ سنہ

لہذا کلمہ کھانا ثابت ہو گیا کہ وہی غیر مقلد جو قیاس کی مخالفت کرتے ہیں اور اسی سبب سے چاروں اماموں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان کی تقلید کو حرام و گمراہی قرار دیتے ہیں وہی غیر مقلد مولوی خود قیاس کرتے ہیں اور اپنے قیاس پر لوگوں کو عمل کراتے ہیں اور ان کے عوام چاروں اماموں کو چھوڑ کر ان کی تقلید کرتے ہیں۔ یہیں سے یہ بات بھی واضح ہو گئی جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر فرمایا ہے کہ ائمہ کا دامن جو نہ تھا ہے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا۔ جسے دعویٰ ہو سامنے آئے۔ اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کہ کتنا کھانا حلال ہے یا حرام؟ کونسی حدیث میں آیا ہے کہ کتنا کھانا حرام ہے؟ آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصر فرمایا ہے۔ مردار اور رگوں کا خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جو غیر خدا کے نام پر بیچ کیا جائے۔ تو کتنا درکار۔ سو ترک کی چربی اور گردے اور او بھڑی کہاں سے حرام ہوگی؟ کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں۔ اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۷۷)

غیر مقلدوں کے گمراہی کا ایک اور واضح ثبوت

خدا کے تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس طرح دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے
 اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ
 الَّذِي نِعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔
 جن پر تو نے احسان فرمایا (سورہ فاتحہ)
 اور جن پر خدا کے تعالیٰ نے احسان فرمایا ان کا ذکر پانچویں پارہ میں یوں ہے۔

وَمَنْ يَدْعُ اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ
 اَلَّذِينَ اَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
 اَلَّذِينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءَ
 صَالِحِينَ۔
 جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ (سورہ نسا آیت ۶۹)

ان دونوں آیتوں کے مضمون ملائے۔ بے صاف ظاہر ہے کہ صالحین یعنی اولیاء اللہ کا طریقہ سیدھا راستہ ہے تو حضرت ذوالنون مصری، حضرت معروف کرخی، حضرت سری سقطی، حضرت ابراہیم بن ادہم، مخفی، حضرت ابو یوسف بستانی، حضرت حنفیہ بغدادی، حضرت ہبل بن عبد اللہ تستری، حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت ابو جعفر بن محمد دانا گنج بخش لاہوری، حضرت محی الدین بن عربی، حضرت امام محمد غزالی، حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجپوری، حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت سیدنا حمید رضا، حضرت مولانا رومی، حضرت شیخ فرید الدین عطار، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت صوفی حمید الدین ناگوری، حضرت بہار الدین زکریا ملتانی، حضرت قاضی حمید الدین ناگوری، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، حضرت فرید الدین گنج شکر، حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرحدی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء، حضرت شرف الدین یحییٰ منیری، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اور حضرت مخدوم مہاشمی بمبئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

دنیا سے اسلام کے یہ مشہور ترین اولیاء اللہ شروع سے لے کر اب تک چاروں اماموں میں سے کسی کی تقلید کر کے ضرور مقلد ہوئے۔ اور اولیاء اللہ کے طریقہ کو خدا کے تعالیٰ نے سیدھا راستہ قرار دیا۔ تو واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ

جو لوگ ان بزرگوں کے نقش قدم پر نہیں چلے اور چاروں اماموں میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے وہ غیر مقلد سیدھے راستے سے بٹے ہوئے ہیں اور گمراہ وید مذہب ہیں۔

اور خیال رہے کہ قیامت تک کبھی کوئی ولی غیر مقلد نہیں ہو سکتا۔
اور کوئی غیر مقلد کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ انبیاء کی شان میں گستاخی کرنا
غیر مقلدوں کا شیوہ ہے۔ اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والا مومن بھی نہیں
ہو سکتا ولی ہونا تو بہت بڑی بات ہے۔

نوع پر غیر مقلدین کو چاہئے کہ توبہ کر کے یا تو مقلد ہو جائیں اور یا تو تقلید کے سبب مذکورہ بالا ہز رنگوں کے گمراہ ہونے کا اعلان عام کریں۔

غیر مقلدین کی مختصر تاریخ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ ایک دن حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے لئے اس طرح دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَرَابِنَا اَللّٰهُمَّ
 بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا وَفِي خُبْرِنَا
 اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَرَابِنَا
 اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا
 يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَفِي خُبْرِنَا فَاُظَنَّهُ
 نَزَلَ فِي الثَّلَاثَةِ هَذَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا
 فِي شَرَابِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي
 يَمِينِنَا قَالُوا وَفِي خُبْرِنَا

وَالْفِتْنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قُرُونُ الشَّيْطَانِ
اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ راوی کا بیان
ہے کہ تیسری مرتبہ میں حضور نے فرمایا وہ زلزلوں
اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطان کی سنگ
نیکے گی (نمازی شریف جلد ۲ ص ۱۰۵)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ذوالحجہ
جو قبیلہ بنی تمیم کا رہنے والا تھا جب اس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی شان میں گستاخی کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی گردن مارنے
کی اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ یہ اکیلا نہیں ہے۔ اس کے بہت
سے ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور تہن کے روزوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور
روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کی حلق کے نیچے
نہیں اترے گا ان سب ظاہری خوبیوں کے باوجود وہ دین سے ایسے نکل
جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے (بخاری شریف جلد ۲ ص ۱۰۲ مشکوٰۃ
شریف ۵۴۵)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ذوالخوئیصرہ کی گستاخی پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن اس کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کر س گے اور بہت بوجھنے والوں کو پھوڑ دیں گے (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۵)

اور یہ کہ حدیثوں میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت پہلے جو نجد سے فتنوں کے اٹھنے اور گستاخ رسول ذوالنورینہ کی نسل سے ایک ایسی جماعت کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی کہ جو مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں

کو چھوڑ دیں گے۔ تو حضور کے ارشاد کے مطابق اسی کے خاندان سے محمد بن عبد الوہاب نجدی پیدا ہوا جس کی ذات سے نجدی فتنہ ظاہر ہوا اور حضور کی پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ہوئی کہ اس نے مسلمانوں کا قتل عام کیا مگر یہ پستی کو چھوڑ دیا۔

اس کی صورت یہ ہوئی کہ محمد بن عبد الوہاب نے مسلمانوں کی دو قسمیں ٹھہرائیں۔ ایک موحّد مسلمان۔ دوسرے مشرک مسلمان۔ جو اس کی من گھڑت توحید کو ماننا اسے وہ موحّد مسلمان قرار دیتا اور باقی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا کر ان کی جان و مال کے حلال ہونے کا فتویٰ دیتا، انھیں قتل کرتا اور ان کے گھروں کو لوٹتا۔ اس لئے شروع میں زیادہ تر لوٹ مار کے شوقین اور لاپی اس کی جماعت میں شامل ہوتے۔ پھر آہستہ آہستہ دوسرے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہونے جن کے ہاتھوں ہزاروں بے گناہ مسلمان قتل ہوئے اور لاکھوں گھرتباہ و برباد ہو گئے۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

أَتْبَاعُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ
خَرَجُوا مِنْ عَجْدٍ وَتَعَلَّبُوا عَلَى الْحَوْصِ
وَكَاثُوا يَنْتَقِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ
لَكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ
وَأَنْ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكٌ
وَأَسْتَبَاحُوا اِيْذَ بَقِي قَتْلِ اَهْلِ
السُّنَّةِ وَقَتْلِ عُلَمَائِهِمْ۔

اور دیوبندی مسلک کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد ڈانڈوی عرف مدنی

سابق صدر المذہبین دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتدائے تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قتل کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا رہا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے (شہاب ثاقب ص ۳۲)

اور لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمان دیار مشرک و کافر ہیں۔ اور ان سے قتل و قتل کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (شہاب ثاقب ص ۳۲) اور دیوبندی مسلک کے ایک دوسرے مشہور مولانا خلیل احمد سیٹھی لکھتے ہیں۔

لَقَدْ اَتْبَاعُ مُحَمَّدِ بْنِ
عَبْدِ الْوَهَّابِ الْاُمَّةَ۔
نکیر کیا کرتے تھے۔ (الہند ص ۳) ان
اور مولانا محمد علی جوہر لکھتے ہیں کہ نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں۔ (مقالات محمد علی حسن اول ص ۳۲)

ہندوستان میں عام مسلمان اور باؤشا
ہندوستان میں فتنہ و پابیت
سب کے سب ہمیشہ سنی ضعیف مقلد رہے
اسی لئے انگریزوں نے اس ملک کے سنی مسلمانوں کا ضعیف مذہب مان کر اسی

نہایت کی کتابیں ہدایہ، فتاویٰ قاضی خاں، فتاویٰ عالمگیری اور درمختار کا انگریزی ترجمہ کر لیا اور انھیں کتابوں کے مطابق مقدمات کا فیصلہ ہوتا رہا پھر چونکہ اس میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے خاندان کا اثر کافی تھا اور مسلمانوں کے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ اس لئے مولوی اسماعیل دہلوی جو اسی خاندان کے ایک فرد تھے انہوں نے سوچا کہ ابن عبد الوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کر کے انہی اپنے مائتے والوں کا ایک لشکر تیار کر سکتے ہیں جس سے ہندوستان کے مسلمانوں کو توحید پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔

اس خیال کے پیش نظر مولوی اسماعیل دہلوی نے شیخ نجدی کی کتاب "توحید عربی" کا اردو میں چربہ اتارا اور اس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا۔ اس کے علاوہ اردو میں کچھ کتابیں لکھیں جن میں من گھڑت توحید تحریر کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخی کی (۱) رسول کے مکتوبوں کے پودھری کا ترجمہ بتایا (۲) نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کو ناسخ خیال اور گدھے و بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر قرار دیا (۳) نماز میں حضور کی طرف خیال لے جانے والے کو مشرک ٹھہرایا (۴) جو حضور کو کرامت کے دن اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے اسے ابو جہل کے برابر مشرک بتایا (۵) وہابی پانچویں، حسین بخش، پیر بخش اور غلام محی الدین و غلام معین الدین نام کے لوگوں کو مشرک ٹھہرایا (۶) کسی نبی یا ولی کے مزارات کی زیارت کے لئے سفر کرنا، ان کے مزار پر شامیات کھانا کرنا، روشنی کرنا، فرش بچھنا، بھارت دینا، لوگوں کو پانی پلانا اور ان کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا۔ ان ساری چیزوں کو مشرک قرار دیا۔

۱) تقویۃ الایمان ص ۳۸ و ۳۹ (۲) تقویۃ الایمان ص ۳۲ (۳) صراط مستقیم فارسی ص ۸۶ (۴) صراط مستقیم ص ۸۶ (۵) تقویۃ الایمان ص ۳۲ (۶) تقویۃ الایمان ص ۳۲

غرض کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانے میں شیخ نجدی کی پوری پیروی کی۔ البتہ وہ جنہی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا مگر دہلوی نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن و حدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ لہذا تقلید کی ضرورت نہیں کہ وہ بدعت و گمراہی ہے۔ اس طرح بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ۱۲۳۳ھ میں وہابی غیر مقلد ہندوستان میں پیدا ہوئے (۸)

غیر مقلدین کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کی پیروی ہی کے سبب وہابی کہا جاتا ہے۔ لیکن اس نام کو ناپسند کرتے ہوئے مشہور غیر مقلد مولوی محمد حسین بنالوی نے انگریز گورنمنٹ سے بڑی کوششوں کے بعد وہابی نام کی جگہ اہل حدیث منطوقہ کر لیا (۹) مگر اب نجدی ریا لوں کی چمک دمک نے غیر مقلدوں کو پورے طور پر اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بڑے فخر سے اپنا تعلق وہابیت اور محمد بن عبد الوہاب نجدی سے جوڑ کر خوب خوب فائدے اٹھا رہے ہیں۔

غیر مقلدین علمائے دیوبند کی نظر میں عہ

دیوبندیوں کے عقیدے وہی ہیں جو غیر مقلدوں کے عقیدے ہیں مگر اس کے باوجود دیوبندی علماء کی نظر میں غیر مقلدین کیا ہیں؟ اسے جانتے کے لئے مندرجہ ذیل عبارتیں پڑھیں۔

دیوبندیوں کے مشہور مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی

(۸) اظہار الحق الجلی ص ۹ (۹) دیکھئے مقدمہ حیات سید احمد شہید ص ۲۶ و سیرت ثنائی ص ۳۴

عہ اس باب میں آخری دو حوالوں کے علاوہ سارے حوالے علامہ عبدالحکیم شرف قادری کی تصنیف "شیخے کے گھر" سے لئے گئے ہیں ۱۲ منہ

محمد حسین بٹالوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ مولانا موصوف غیر مقلد تھے مگر منصف مزاج۔ حضرت (تھانوی صاحب) نے فرمایا کہ میں نے خود ان کے رسالہ "اشاعت السنہ" میں ان کا یہ مضمون دیکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پچیس سال کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدی بے دینی کا دروازہ ہے۔ حضرت گنگوہی نے اس قول کو سبیل السداد میں نقل کیا ہے (مجالس حکیم الامت ص ۲۴۲) اور لکھتے ہیں کہ حضرت تھانوی نے ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدی بے عقلی کی دلیل ہے بے دینی کی نہیں۔ ہاں جو ائمہ مجتہدین پر تبرک سے تو بے دینی ہے (مجالس حکیم الامت ص ۲۳۵)

اور مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ ایسے ہی اکثر غیر مقلدین ہیں۔ حدیث کا تو نام ہی نام ہے۔ محض قیاسات ہی قیاسات ہیں۔ اپنے ہی مقلد ہیں حدیث کی تو ہوا بھی نہیں لگی اور ایک چیز کا تو ان میں نام و نشان نہیں، وہ ادب ہے۔ نہایت ہی گستاخ اور بے ادب ہوتے ہیں جو جس کو چاہتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں۔ بڑے جبری ہیں اس باب میں اور بزرگوں کی شان میں گستاخی کرنے والا بڑے ہی خطرے میں ہوتا ہے سورناتمہ کا (افاضات یومیہ جلد ۴ ص ۲۴۷)

تھانوی صاحب نے اور کہا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اکثر غیر مقلدوں کے مذہب کا حاصل مجموعہ ہر خص (رفعتوں پر عمل کرنا) ہے جس کا نتیجہ اکثر بددینی ہے (افاضات یومیہ ص ۲۴۹)

تھانوی صاحب نے اور کہا کہ غیر مقلد ہونا تو بہت آسان ہے۔ البتہ مقلد ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ غیر مقلدی میں تو یہ ہے کہ جو جی میں آیا کر لیا۔ جسے چاہا بدعت کہہ دیا۔ جسے چاہا سنت کہہ دیا۔ کوئی معیار ہی نہیں۔ مگر مقلد ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کو قدم قدم پر دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض آزاد

غیر مقلدوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے ساندہ ہوتے ہیں اس کھیت میں منہ مارا اس کھیت میں منہ مارا۔ نہ کوئی کھوٹا ہے نہ تھان ہے۔ (افاضات یومیہ جلد ۴ ص ۲۴۷)

تھانوی صاحب اور کہتے ہیں کہ اکثر بچے محب دنیا ہیں۔ بزرگوں سے بدگمانی اس قدر بڑھی ہوئی ہے جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ اور اس سے آگے بڑھ کر یہ ہے کہ بدزبانی تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ادب اور تہذیب ان کو چھو بھی نہیں گئے۔ ہاں بعضے محتاط بھی ہیں وقلیل ماھم (اور وہ بہت تھوٹے ہیں۔ افاضات یومیہ جلد ۴ ص ۲۴۷)

تھانوی صاحب اور کہتے ہیں کہ بعضے غیر مقلدوں میں تشدد بہت ہوتا ہے۔ طبیعت میں شر ہوتا ہے اور مجھے تو الا ما شر اللہ ان کی نیت پر بھی شبہ ہے۔ سنت سمجھ کر شاید ہی کوئی عمل کرتے ہوں۔ مشکل ہی سا معلوم ہوتا ہے (افاضات یومیہ جلد ۴ ص ۲۴۹)

پھر تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ آج کل کے اکثر غیر مقلدوں میں تو سوطن (بدگمانی) کا خاص مرض ہے۔ کسی کے ساتھ بھی حسن ظن نہیں رکھتے۔ بڑے ہی جبری ہوتے ہیں جو جی میں آتا ہے جس کو چاہتے ہیں جو چاہیں کہہ ڈالتے ہیں۔ ایک سنت کی حمایت میں دوسری سنت کا ابطال کرنے لگتے ہیں۔ (افاضات یومیہ جلد ۲ ص ۳۲۲)

اور مفت روزہ خدام الدین لاہور کے سابق مدیر محمد سعید الرحمن علوی لکھتے ہیں دعویٰ اہل حدیث ہونے کا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ نیکو نیت انکار حدیث، قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے بانی غیر مقلدیت کے بطن سے پیدا ہوئے (تقدیم اہل حدیث اور انگریز ص ۷)

اس موقف کی تائید امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری اور علامہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے گیارہ عالم غیر مقلد رفقا اور ساتھی غیر تقلدیت کے جوش و ولولہ میں نواب صاحب کو چھوڑ کر مسلمان پنجاب مرزا قادیانی کے مرید بن جانے جس پر نواب صاحب نے غیر تقلدیت کے مضمرات پر قلم اٹھایا اور مفتاح لکھے (کشف المعضلات فی حل سوالات لجامع الترمذی ص ۳۳ مطبوعہ دارالکتاب دیوبند)۔

اور دارالعلوم دیوبند کے مشہور مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری لکھتے ہیں "کچھ تجربہ براس امر کا یقین دلاتا ہے کہ انسان غیر مقلد ہو کر بدتہذیب بد زبان بے باک بہت ہو جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عادات و اخلاق سے کوسوں دور ہو جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ نہ مسلمانوں کو گالیاں دینے سے کچھ باک ہوتا ہے۔ نہ صحابی کو فاسق کہنے سے تنگ معلوم ہوتا ہے۔ نہ حدیث کے خلاف سے شرم معلوم ہوتی ہے۔ نہ قرآن کی مخالفت کرنے سے۔ (قطع التین ص ۱۷)

غیر مقلدوں کے چند اہم اصول

غیر مقلدین کچھ ایسے اہم اصول بنائے ہوئے ہیں جن پر وہ سختی کے ساتھ عمل کر کے اپنا مذہب پھیلانے کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں۔
پہلا اصول ان کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ اگلے زمانہ کے بزرگوں کی کوئی بات ہرگز نہ سنی جائے۔ چاہے وہ ساری دنیا کے مانے ہوئے بزرگ کیوں نہ ہوں۔ مثال کے طور پر غوث صمدانی قطب ربانی

محبوب سبحانی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے حالات و کرامات اور فضائل و مناقب پر حقیقی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہر مذہب کے محدثین کرام اور علمائے عظام نے بے شمار کتابیں لکھیں اور جن کی عظمت و بزرگی کا ذکر سارے عالم میں رائج رہا ہے۔ انھوں نے خود تحریر فرمایا۔

وہی حالۃ الفناء الذی ہی غایۃ
 احوال الاولیاء والابدال ثم
 قد یرد الیہ التکوین فیکون
 جمیع ما یحتاج الیہ یاذن اللہ
 وھو قولہ جلّ و علا فی بعض
 کتبہ یا ربّ ادم انا اللہ الذی
 لا الہ الا انا قولہ للشیء کن
 فیکون اطعنی اجعلک تقوی
 للشیء کن فیکون۔
 اور یہی فنا کی حالت ہے جو اولیاء و ابدال کے مالکوں کی انتہا ہے۔ پھر ان کو تکوین (یعنی کن کہنا) عطا کیا جاتا ہے تو پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے تعالیٰ کا ارشاد اس کی بعض کتابوں میں ہے کہ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں ہو جاتا وہ ہو جاتا ہے۔ تو بھی میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی ایسا کر دوں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے گا کہ ہو جاتا وہ ہو جائے گی۔ (فتوح الغیب مع ہجر الاسرار ص ۱)

لہذا جو مسلمان حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات مانے گا وہ کبھی غیر مقلد نہیں ہو سکتا کہ ان کے مذہب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے تو دوسروں کے مرتبہ تکوین پر پہنچنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس لئے ان کے سارے اصولوں میں سب سے اہم اصول یہی ہے کہ پہلے کے بزرگوں میں سے کسی کی کوئی بات ہرگز نہ سنی جائے۔

دوسرا اصول غیر مقلدوں کا دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ قرآن مجید کی

تفسیر لکھنے والے بڑے بڑے مفسرین اور قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے والے بڑے بڑے مجتہدین میں سے کسی کی کوئی تفسیر اور کسی مجتہد کی کوئی بات ہرگز نہ مانی جائے اس لئے کہ قرآن و حدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے اس کے لئے بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ مثلاً دنیا کے اسلام کے مشہور مفسر قرآن حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳ رکوع ۱۳ کی آیت کریمہ اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اُخْلَصَ الْكَافُوفُ الخ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ
بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِي يَقُولُ اللَّهُ كُنْتُ
لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا۔ فَاِذَا اَصَارَ نَوَاسِرَ
جَلَالِ اللَّهِ سَمْعًا لَهُ، فَسَمِعَ الْقُرْبِيبَ
وَالْبَعِيدَ۔ وَاِذَا اَصَارَ ذَلِكَ النُّوْصَرِ
بَصَرًا لَهُ سَأَى الْقُرْبِيبَ وَالْبَعِيدَ۔
وَاِذَا اَصَارَ ذَلِكَ النُّوْصَرِ يَدًا لَهُ
قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي السَّهْلِ وَالضَّعِيفِ
وَالْقُرْبِيبِ وَالْبَعِيدِ۔

کے چہرے میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۳۸)

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ بِكَ اَدَمُ مِنْ سَلْبَةٍ فَاسَرَّ وَهَوَ اَبَاكَ
یعنی آپ ہی وہ ہیں کہ جب حضرت آدم نے آپ کو وسیلہ بنایا تو وہ دعا کی مقبولیت سے کامیاب ہوئے حالانکہ
(۱) بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۶۳ کی مشہور حدیث قدسی اِذَا اُحْبِبْتُمْ كُنْتُ سَمْعًا الَّذِي
يَسْمَعُ بِهِ الخ کی جانب اشارہ ہے۔

آپ کے باپ ہیں (قصیدہ نعمانیہ)

اور حضرت علامہ ابن حجر کی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ذُرِّيَعَتِيْ وَهُمْ اَزْيَعِيْ اَسْرَجُوْهُمَّ عَطَىٰ غَدَا اَيُّهَا الْمُنِيْنُ صَحِيْفَتِيْ
یعنی آل نبی میرے لئے ذریعہ نجات ہیں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں میرے لئے وسیلہ ہیں۔ میں اس پر کھتا ہوں کہ ان کے طفیل کل (قیامت کے دن) اللہ میرا نام اعمال میرے لئے ہاتھ میں دے گا۔
(صواعق مرقومہ ص ۱۸)

امام رازی کی تفسیر میں تو یہ ہے کہ نیکیوں پر ہمیشگی کرنے سے جب اللہ کے جلال کا نور بندے کا کان، آنکھ اور ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بغیر کسی مشین کے دور کی آواز کو سنتا ہے، دور کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور عالم میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ اور حضرت امام اعظم و حضرت امام شافعی کے اشعار سے وسیلہ کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ باتیں غیر مقلدین کے یہاں شرک ہیں اس لئے انھوں نے یہ دوسرا اصول بنایا کہ ہم کسی مفسر اور کسی مجتہد کی بھی کوئی بات ہرگز نہیں سنیں گے۔

نواب وحید الزماں جو خود بھی غیر مقلد ہیں وہ اس طرح کی آزادی پر اپنے بھائیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں ائمہ کہتے ہیں۔ انھوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پروا نہیں کرتے نہ سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آپ کی ہے اس کو بھی نہیں سنتے (حیات وحید الزماں ص ۱۲ بحوالہ شیعہ کے گھر ص ۱۹)

سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کی پروا نہ کرنے اور جو تفسیر کہ حدیث

شریف میں آچکی ہے اس کے بھی نہ سننے ہی کا نتیجہ ہے کہ غیر مقلدوں کے مشہور مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جو قرآن مجید کی من مانی تفسیر لکھی ہے غیر مقلدوں نے بھی اس کی سخت مخالفت کی ہے۔ چنانچہ اس مذہب کے ماننے ہوئے عالم مولوی عبد اللہ غزنوی کے شاگرد مولوی عبد الحق غزنوی اس تفسیر کے بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں۔ "الفاظ غلط، معانی غلط، استدلال غلط۔ بلکہ تحریف میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ لی (الاربعین ص ۳۳ بحوالہ شیشے کے گھر ص ۱۲۲)"

تیسرا اصول غیر مقلدین کا تیسرا اجماع اصول یہ ہے کہ ہر مسئلے میں آسان صورت اختیار کی جائے۔ اور اگر اس کے خلاف کوئی حدیث پیش کرے تو اسے ضعیف کہہ کر رد کر دیا جائے۔ اس لئے کہ انسان کی خاصیت ہے کہ وہ آسانی کو پسند کرتا ہے۔ توحفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب ہمارے مذہب کی آسانی دیکھ کر اپنا پرانا مذہب چھوڑ دیں گے اور غیر مقلد ہو کر ہمارا نیا مذہب قبول کر لیں گے۔

تراویح غیر مقلدوں کی آٹھ رکعت تراویح کا مسئلہ بھی اسی اصول کے تحت ہے کہ مسلمان دن بھر روزہ رکھنے کے ساتھ کاروبار کی مشغولیت کے سبب تھک جاتے ہیں اور کھانے کے بعد چاہتے ہیں کہ جلد آرام کریں۔ تو انہوں نے بیس رکعت تراویح کی بجائے آٹھ رکعت کر دی تاکہ مسلمان بارہ رکعت کی چھوٹ پا کر غیر مقلد ہو جائیں اور ہمارا نیا مذہب قبول کر لیں۔ حالانکہ صحابی رسول حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے انہوں نے فرمایا۔

كُنَّا لَقَوْمٌ فِي رَأْيِنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

ہم صحابہ کرام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ

عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالنَّوْثِي رَوَاهُ
ابنہی فی المعرفة
عمر کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور
وتر پڑھتے تھے۔ (بیہقی)

اس حدیث شریف کے بارے میں سرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم ص ۱۷۵ میں ہے۔

قَالَ النَّوْزِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ اسْنَادُهُ
صحيح
امام نووی شافعی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔

اور حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔

كَانَ النَّاسُ يَهْوُمُونَ فِي رَأْيِنَا
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي رَأْيِنَا
بِمِثْلِ عِشْرِينَ رَكْعَةً
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ
تیس رکعت پڑھتے تھے (یعنی بیس رکعت تراویح
اور بیس رکعت وتر۔ موطا امام مالک ص ۱۰۰)

اور حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى مَا رَوَى عَنْ
عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِشْرِينَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ
الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْبَارِقِ وَالشَّافِعِيِّ
وَقَالَ الشَّافِعِيُّ هَكَذَا أَذْرَكْتُ
بِكُلِّ مَامَكَّةَ يُصَلُّونَ عِشْرِينَ
رَكْعَةً
اکثر عالموں کا اسی پر عمل ہے جو حضرت مولا علی
حضرت عمر فاروق اعظم اور دوسرے صحابہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہم سے بیس رکعت تراویح منقول ہے
اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی یہی فرماتے ہیں کہ تراویح
بیس رکعت ہے (اور امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان
نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر مکہ معظمہ میں لوگوں کو بیس
رکعت تراویح پڑھتے پایا ہے (ترمذی شریف ص ۹۹)

اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ ص ۲۵۵ میں ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّادٍ الْبَرُّ هُوَ قَوْلُ
جَمْعُهُ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَبِهِ قَالَ
الْكُوفِيُّونَ وَالشَّافِعِيُّ وَكَثَرُ
الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الْقَصِصُ عَنْ أَبِي بِن
كَعْبٍ مِّنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِّن
الصَّحَابَةِ۔

اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی علی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ
جلد اول ص ۱ پر لکھتے ہیں۔

ثَبَّتَ إِهْرَاقُ الصَّحَابَةِ عَلَى عَشْرِينَ
فِي عَهْدِ عُمَرَ وَعُمَرَانُ وَعَلِيٌّ قَمَنَ
بَعْدَهُمْ أَخْرَجَهُ مَا لَكَ وَأَبْنُ
مَعْدٍ وَالْيَهْقِي وَغَيْرُهُمْ۔

لیکن غیر مقلدین کے نزدیک بیس رکعت تراویح کی حدیثیں غلط
اس مضمون کی حدیثیں تخریج کرنے والے امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی
غلط، صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پڑھنا غلط، بڑے بڑے امام، حضرت
سفیان ثوری، حضرت ابن مبارک اور حضرت امام شافعی کا تراویح کو بیس
رکعت قرار دینا غلط، جمہور علماء کا قول غلط اور مکہ شریف والوں کا بیس رکعت
پڑھنا یہ بھی غلط۔ یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جن کے ماننے کا
یہ دم بھرتے ہیں انھوں نے جو اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم ص ۱۸ پر
لکھا کہ عَدَدُ عَشْرُونَ رَكْعَةً (یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے)

وہ بھی غلط۔ اس لئے کہ تراویح کے مسئلہ میں اگر وہ شاہ ولی اللہ کی تحقیق مان لیں
تو بیس رکعت پڑھنے میں نفس کو تکلیف ہوگی۔ اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے
کہ مقلدین کو غیر مقلد و بابی بنانے کا بہت بڑا ذریعہ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔
اور اسی بنیاد پر کہ لوگ غیر مقلد ہو جائیں ان کا یہ مسئلہ بھی سہے کہ تجارت
کے مال اور چاندی سونا کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں (۱)

قربانی غیر مقلدوں کے نزدیک چار دن قربانی جائز ہونے کی بنیاد بھی
اسی تیسرے اصول پر ہے تاکہ سہولت و آسانی اور چوتھے دن
بھی گوشت کی فراوانی دیکھ کر لوگ ہمارا مذاہب قبول کر لیں۔ حالانکہ حضرت
عمر، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیث شریف
مروی ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

أَيَّامُ النَّحْرِ ثَلَاثَةٌ أَفْضَلُهَا أَوَّلُهَا
دن ہے (دہلیہ جلد ۴ ص ۴۳)

اور حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔
انھوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

أَلَّا تَطْهَى يَوْمَ مَانَ بَعْدَ يَوْمِ الْأَطْحَى
عید اضحیٰ کے بعد قربانی دو دن ہے دو کو ظاہر امام مالک

مسلمانوں نے ان حدیثوں کو قبول کیا اور ان پر عمل کیا۔ اس طرح ہمیشہ
سے وہ تین ہی دن قربانی کرتے چلے آئے۔ یہاں تک کہ مکہ شریف میں بھی
تین ہی دن قربانی ہوتی ہے۔ لیکن غیر مقلدوں کے نزدیک یہ حدیثیں غلط
ساری دنیا کے مسلمانوں کا تین ہی دن قربانی جائز سمجھنا غلط بلکہ مکہ شریف

(۱) دیکھئے غیر مقلدوں کے شیوا نواب صدیق حسن خاں بھوبالی کی تصنیف پدرالابلہ ص ۱۱۱ و ۱۰۲

والوں کا تین ہی دن قربانی کرنا وہ بھی غلط۔

ہم کہتے ہیں اگر قربانی چار دن جائز ہوتی تو ایام تشریق بھی چار دن ہوتے۔ حالانکہ وہ صرف تین دن ہیں اس لئے کہ تشریق کے معنی ہیں گوشت کو ٹکڑے کرنا اور دھوپ میں خشک کرنا۔ چونکہ عرب والے ارذی الحجۃ کا گوشت ۱۱ کو، ۱۱ کا گوشت ۱۲ کو اور ۱۲ ارذی الحجۃ کا گوشت ۱۳ کو دھوپ میں خشک کرتے تھے اس لئے ارزے ۱۳ ارذی الحجۃ کل تین دن ایام تشریق ہوتے۔ مصباح اللغات میں ہے شوق اللحم گوشت کے ٹکڑے کرنا اور دھوپ میں خشک کرنا۔

المضجہ میں ہے۔
ایام التشریق ہی ثلاثۃ ايام
لأن لحوم الأضاحی تشرق فیہا
ایام تشریق عید الاضحی کے بعد تین دن ہیں اس لئے کہ قربانی کا گوشت ان دنوں میں خشک کیا جاتا ہے۔

اور صراح میں ہے ایام تشریق سہ روز بعد از نحر۔ اور مصباح اللغات میں ہے ایام تشریق عید الاضحی کے بعد تین دن۔ اس لئے کہ ان دنوں میں قربانی کا گوشت خشک کیا جاتا ہے۔

لغت کی کتابوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ ایام تشریق تین ہی دن ہیں۔ اور جب ایام تشریق تین ہی دن ہیں تو قربانی کے دن بھی تین ہی ہیں۔ اگر قربانی چار دن ہوتی تو یقیناً ایام تشریق بھی چار دن ہوتے۔ اس لئے کہ جب ارذی الحجۃ پہلے دن کا گوشت عرب والے ارا کو ٹکھاتے تھے تو کسی دن مسلسل گوشت کھانے کے بعد ۱۳ ارذی الحجۃ کا گوشت ۱۴ کو بدرجہ اولیٰ سکھاتے اس طرح تین دن کی بجائے چار دن ایام تشریق ضرور ہو جاتے۔ لیکن ہیں وہ تین ہی دن جس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن بھی تین ہی ہیں۔ غیر مقلدوں

نے صرف سہولت و آسانی اور چار دن تک گوشت کی فراوانی عوام کو دکھا کر اپنی طرف کھینچنے کے لئے چار دن قربانی کو جائز کر رکھا ہے۔ اور اسی بنیاد پر کہ لوگ سہولت و آسانی دیکھ کر غیر مقلد ہو جائیں ان کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ ایک بکرا کی قربانی پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے اگرچہ سو آدمی ہوں، ایک نیاند بھب اور ابھر رہا ہے جو غیر مقلدوں سے سیکھ کر عوام کو پھانسنے کے لئے قربانی کے مسئلہ میں اور سہولت و آسانی پیش کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے مرغی مرغی قربانی بھی جائز ہے۔ اور جس طرح بیل اور بھینس وغیرہ کی قربانی سات آدمی کی طرف سے جائز ہے اسی طرح بکری، بکرا اور مرغی مرغی قربانی بھی سات آدمی کی طرف سے جائز ہے۔ اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے (۲)

العیاذ باللہ تعالیٰ۔

سچ فرمایا مخبر صادق حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّوْجَانِ دَجَالُونٌ
كَذَّاءُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْخَادِثِ
بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ
فَأَيُّكُمْ دَايَاهُمْ لَا يُصَلُّونَكُمْ وَلَا
يُفَتِّنُونَكُمْ۔ رواہ مسلم

آخری زمانہ میں (ایک گروہ) دجالوں اور کذابوں
یعنی فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا
ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے
جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا
نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انھیں اپنے قریب نہ
آنے دو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں
ڈالیں (مسلم مشکوٰۃ ص ۲۵)

طلاق غیر مقلدوں کے نزدیک تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کے مسئلہ

(۱) دیکھئے غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی تصنیف بدورالابہ ص ۳۴
(۲) دیکھئے استقصار فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم ص ۵۱

کی بنیاد بھی اسی تیسرے اصول پر ہے کہ عام طور سے لوگ تین طلاق دے بیٹھے ہیں پھر چاہتے ہیں کہ عورت ہاتھ سے جانے نہ پائے تو صنفی اور شافعی وغیرہ سب لوگ کہتے ہیں کہ حلال کرنا پڑے گا جس میں دوسرے شوہر کا کم سے کم ایک بار ہمبستری کرنا بھی ضروری ہے۔ تو اس سے لوگوں کو بڑی غیرت معلوم ہوتی ہے لہذا ہم لوگ یہ صورت اختیار کریں کہ ایک دم تین طلاقیں سے ایک ہی طلاق پڑنے کا حکم کریں تاکہ تین طلاق دینے والے حلال سے بچنے کے لئے ہماری طرف آجائیں اور ہمارا نیا مذہب قبول کر کے غیر مقلد و باہمی ہو جائیں۔

واضح رہے کہ اگر ابھی صرف نکاح ہوا اور ہمبستری نہیں ہوئی کہ شوہر نے ایک دم تین طلاقیں اپنی بیوی کو اس طرح دیں کہ تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ تو اس صورت میں سب کے نزدیک صرف ایک ہی طلاق پڑے گی۔ اس لئے کہ جب شوہر نے پہلی بار کہا تجھے طلاق ہے تو عورت اسی وقت فوراً اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اور چونکہ اسی عورت کے لئے عدت نہیں اس لئے دوسری اور تیسری بار کہنے سے اس پر طلاق نہیں پڑے گی کہ طلاق کے لئے عورت کا نکاح یا عدت میں ہونا ضروری ہے۔ البتہ اگر ایسی عورت کے متعلق یوں کہا کہ اسے تین طلاق۔ تو اس صورت میں اس پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اور اگر نکاح کے بعد بیوی سے ہمبستری کر چکا ہے تو پھر چاہے اس سے یوں کہا کہ تجھے تین طلاق۔ یا اس طرح کہا کہ تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ دونوں صورتوں میں اس پر تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔ اس لئے کہ جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور وہ تین طلاق دے رہا ہے تو تینوں پڑ جائیں گی۔ چاہے ایک مجلس میں تین

طلاق دے چاہے کئی مجلسوں میں۔ جیسے کہ کسی شخص کو تین دوکانوں کے بیچنے کا حق حاصل ہو اور وہ تینوں کو بیچ دے تو تینوں بک جائیں گی۔ چاہے وہ تینوں دوکانیں ایک ہی مجلس میں بیچے چاہے کئی مجلسوں میں۔ لیکن بیچ ڈالے وہ تینوں دوکانیں اور بکے صرف ایک۔ اسے کوئی عقلمند نہیں تسلیم کر سکتا۔ اسی طرح سے جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے اور وہ تینوں طلاقیں دے ڈالے مگر پڑے صرف ایک۔ اسے بھی کوئی عقلمند نہیں مان سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق کے پڑ جانے پر ہمہ طور صحابہ کرام تابعین عظام اور چاروں ائمہ اسلام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کا اتفاق ہے۔

عارف باللہ حضرت علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت کریمہ
فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَہِ الْخَیْ تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر عورت کو ایک دم تین طلاق دے یا
ایک ایک۔ ہر صورت میں عورت حرام ہو جائے گی
(جب تک کہ وہ طلاق نہ کرے) جیسے کہ بیوی سے
جب کہا تجھے تین طلاق ہے یا طلاق جہ۔ اسی پر
عالموں کا اتفاق ہے۔ اور یہ کہ ایک دم تین
طلاق میں ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔ تو یہ صرف
ابن تیمیہ کا قول ہے جو اپنے کو حنبلی کہتا تھا اس کے
مذہب کے اماموں نے اس کا رد کیا یہاں تک کہ عالموں
نے فرمایا کہ ابن تیمیہ گمراہ اور گمراہ ہے (تفسیر صاوی)

الضَّالُّ الْمَضِلُّ۔

جلد اول ص ۹۶

اور حضرت سید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی عائشہ خنیمہ کو تین طلاقیں دیدیں۔ بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ عائشہ کو آپ کی جدائی کا بڑا غم ہے تو آپ رو پڑے اور فرمایا۔

لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ جَدِّي أَوْ حَدَّثَنِي
أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّي يَقُولُ أَيْسًا
سَاجِلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا عِنْدَ
الْأَقْرَاءِ أَوْ ثَلَاثًا مُبْهَمَةً لَمْ تَحِلَّ
لَهُ حَتَّى تَكُنْ سَرًّا وَجَاءَ غَيْرُهُ لِرَاجَعِهَا۔
اگر میں نے اپنے جدِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ سنا ہوتا یا یوں فرمایا کہ اگر میں نے اپنے والد سے جلدی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث شریف سنی ہوتی کہ جو اپنی بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے یا بہم (اکٹھی تین طلاقیں) دے تو وہ بغیر حلالہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ تو عائشہ میں رجعت کر لیا (سنن کبریٰ بیہقی جلد ۳ ص ۳۳۳)

اس حدیث مبارکہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ چاہے تین طلاقیں ایک دم اکٹھی دے چاہے تین طہروں میں۔ بہر صورت تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اور حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَكَ
سَاجِلٌ فَقَالَ إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ
ثَلَاثًا قَالَتْ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ
رَادَّهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ
میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی۔ راوی نے کہا تو حضرت ابن عباس جب یہ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ عورت کو

فَيُزَكِّيكَ الْمُتَوَقِّةُ ثُمَّ يَقُولُ يَا
ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَإِنَّ
اللَّهَ قَالَ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ
لَهُ مَخْرَجًا وَإِنَّكَ لَمِنَ تَتَّقِي اللَّهَ
فَلَا أَحَدٌ لَكَ مَخْرَجًا عَصِيْبَتِ
سَبَائِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ أَمْرًا كَثَرًا۔
اس کی طرف لوٹا دیں گے پھر آپ نے فرمایا تم یہ تو بڑی
کر کے جتنے ہو پھر کہتے ہو اے ابن عباس اے ابن
عباس! اور بے شک خدا کے تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ
سے ڈرے گا وہ اس کے لئے کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔
اور تو اللہ سے نہیں ڈرتا تو میں تیرے لئے کوئی راستہ
نہیں پاتا ہوں۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور
تیری عورت تیرے نکاح سے نکل گئی (ابوداؤد وصحیح

ص ۲۹۹)

حضرت امام ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس حدیث کو حمید
اعرج وغیرہ نے حضرت مجاہد سے۔ اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۲) اور شعبہ نے بھی اس حدیث کو عمرو بن مہرہ
سے روایت کیا۔ اور انھوں نے سعید بن جبیر کے واسطے سے حضرت عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۳) اور ایوب و ابن جریر
دونوں نے اس حدیث کو عکرمہ بن خالد سے روایت کیا۔ اور انھوں نے
بواسطہ سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔
(۴) اور ابن جریر نے اس حدیث کو عبد الحمید بن رافع سے بھی روایت کیا۔
اور انھوں نے عطار کے واسطے سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۵) اور اعمش نے اس حدیث کو مالک بن حارث
سے روایت کیا۔ اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
(۶) اور اس حدیث کو ابن جریر نے عمرو بن دینار سے بھی روایت کیا اور انھوں
نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا۔ اور ان سب نے تین طلاقیں کے

بارے میں فرمایا کہ حضرت ابن عباس نے ان کو تین برقرار رکھا انھیں ایک طلاق نہیں ٹھہرایا (ابوداؤد شریف ص ۲۹۹)

اور حضرت نافع بن عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ

إِنَّمَا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ بَنِي طَلْقٍ
أَمْرًا أَتَتْهُ سَهْمَةُ الْبَيْتَةِ فَأَخْبَرَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِذَلِكَ وَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَسَدْتُ
إِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاللَّهِ مَا أَسَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَا أَسَدْتُ
إِلَّا وَاحِدَةً فَدَرَّهَا إِلَيْهِ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس حدیث شریف سے کھلم کھلا ظاہر ہوا کہ اگر حضرت رکازہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے کہ میں نے تین طلاق کی نیت کی ہے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تینوں طلاق کا حکم فرماتے۔ ورنہ ایک طلاق کی نیت پر قسم لینے کا کوئی معنی نہیں ہوگا۔

اور حضرت عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں

نے فرمایا

قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ حَدَّثَنِي

عَنْ طَلْقٍ قَالَتْ طَلَّقَنِي رَسُولِي
ثَلَاثًا وَهُوَ خَاسِرٌ إِلَى الْيَمَنِ
فَاجَاءَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہا کہ اپنی طلاق کا واقعہ مجھ سے بیان کریں تو انھوں نے کہا کہ میرے شوہر نے من جاتے ہوئے مجھ میں طلاق دی تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں کو برقرار رکھا (ابن ماجہ ص ۱۹۸)

اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ ایک دم تین طلاقیں دینے سے سب پڑ جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت فاطمہ بنت قیس کے لئے تینوں طلاقیں ثابت نہ فرماتے۔

اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

إِنَّمَا جَاءَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَ
قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي الْفَأَقَالَ
تَاخُذْ ثَلَاثًا وَتَدْعُ قَسْعَ مَاءَةٍ
وَسَبْعَةَ وَتَسْمَعِينَ

ایک شخص حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے اور نو سو ستاونے پھوڑ دو (سنن کبریٰ بیہقی جلد ۳ ص ۳۳۷)

اس حدیث شریف سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ فتویٰ واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی ایک دم تین طلاقیں سے زیادہ دیکے تو تین طلاقیں اکٹھی پڑ جائیں گی اور باقی لغو ہو جائیں گی۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّبِيَّ
قَدْ اسْتَعْبَلُونِي أَمْرًا كَأَنَّكَ كَهْمُ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس بات میں صلت تھا اب اس میں لوگ جلدی کر رہے ہیں تو بہتر

فِيهِ اَنَا فَكَلُوا مِنْهُمْ عَلَيْهِمْ
فَاَمْنًا عَلَيْهِمْ۔

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں یہ قانون بنادیا کہ ایک دم تین طلاقیں تیس ہی ہونگی۔ شارح مسلم حضرت علامہ امام نووی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ اَنْتِ طَالِقٌ
ثَلَاثًا فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَ
ابُو حَنِيفَةَ وَاحْمَدُ وَجَمَاهِيْرُ
الْعُلَمَاءِ مِنَ الشُّلُوفِ وَالْخَلَفِ
يَقَعُ الثَّلَاثُ۔

لیکن غیر مقلدوں کے نزدیک قرآن مجید کی تفسیر غلط تھی، ابن ماجہ اور ابوداؤد شریف کی اوپر والی ساری حدیثیں غلط، چاروں ائمہ مجتہدین اور سلف و خلف کے جمہور علمائے دین کا مذہب غلط، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فیصلہ کہ ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں سب پڑ جائیں گی جس پر بہت سے بڑے بڑے محدثین گواہ ہیں وہ بھی غلط، اس کے بارے میں نواسہ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث غلط۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق اعظم کا یہ قانون بنانا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہوں گی وہ بھی غلط اور صحابہ کرام کا اس قانون کو مان لینا اور اس پر عمل درآمد ہونا سب غلط۔ البتہ ابن تیمیہ جو کئی صدی بعد پیدا ہوا صرف وہ صحیح ہے۔ یعنی غیر مقلدوں کے نزدیک

حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام وغیرہ نے نبوت اور شریعت کے مزاج کو نہیں سمجھا صرف ابن تیمیہ نے سمجھا۔ نعوذ باللہ من ذلک عہ

ابن تیمیہ کون؟ ابن تیمیہ جو ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا اور ۷۲۸ھ میں فوت ہوا وہ شخص ہے جس کو غیر مقلدین اپنا امام تسلیم کرتے ہیں۔ مگر وہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ اس نے بہت سے مسائل میں علمائے حق کی مخالفت کی ہے یہاں تک کہ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ کے سفر کو گناہ قرار دیا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی مرتبہ نہیں۔ اور یہ بھی اس کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ جیسا کہ عارف باللہ حضرت علامہ شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

ابن تیمیہ من الحنابلة وقد
ساد عليه ائمة مذہبه حتى
قال العلماء انه الضال المصل۔

والا ہے (تفسیر صاوی جلد اول ص ۱۹)

اور خاتم الفقہاء والمحدثین حضرت علامہ شہاب الدین بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

انه خالف الناس في مسائل
نبه عليها الناج السبكي وغيره۔

عہ غیر مقلدین طلاق سے ایک ہی پڑنے کی جو دلیلیں پیش کرتے ہیں ان کا ٹھوس جواب جاننے کے لئے جارحی وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

فما خرق فيه الاجماع قوله ان
طلاق الحائض لا يقع وكذا الطلاق
في طهر جامع فيه وان الصلاة
اذا تركت عمدا لا يحوز قضاءها
وان الحائض يباح لها الطواف
بالبيت ولا كفارة عليها وان
الطلاق الثلاث مرد الى واحدة
وان المائعات لا تنجس بموت
حيوان فيها كالفساة وان الحنبلي
يصلي تطوعه بالليل ولا يؤخره
الى ان يغتسل قبل الفجر وان
كان بالبلد وان مخالف الاجماع
لا يكفر ولا يفسق وان ابن ماجه
الحوادث وقوله بالجسمية و
الجهة والانتقال وان بقدر
العرش لا اصغر ولا اكبر وقال
ان النار نفثي وان الانبياء غير
معصومين وان رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم لا
جاء له ولا يتوسل به وان
انشاء السفر اليه بسبب الزيادة

تاج الدين سبكي وغيره نے کی ہے۔ تو جن مسائل
میں اس نے خرق اجماع کیا ہے ان میں سے چند
یہ ہیں۔۔۔۔۔ حالت حیض میں اور جس طہر
میں مہستری کی ہے طلاق نہیں واقع ہوتی اور
نماز اگر قصد اچھوڑ دی جائے تو اس کی قضاء واجب
نہیں۔ اور حالت حیض میں بیت اللہ شریف کا
طواف کرنا جائز ہے۔ اور کوئی کفارہ نہیں۔ اور
تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔ اور تیل
وغیرہ تیلی چیزیں جو با وغیرہ کے مرنے سے نہیں
نہیں ہوتیں۔ اور بعد مہستری غسل کرنے سے
پہلے رات میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ شہر
میں ہو۔ اور جو شخص اجماع امت کی مخالفت کرے
اسے کافر و فاسق نہیں قرار دیا جائے گا۔ اور
خدا کے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ کے جسم ہونے اور اس کے لئے جہت اور
ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا قائل ہے۔
اور کہتا ہے کہ خدا کے تعالیٰ بالکل عرش کے برابر
ہے نہ اس سے چھوٹا ہے نہ بڑا۔
اور یہ بھی کہتا ہے کہ جہنم فنا ہو جائے گی اور
یہ بھی کہتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم
نہیں ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی

معصیۃ لا تقصر الصلاة فيه و
سيحرم ذلك يوم الحاجة ماسة
الى شفاعته اه تلخيصا۔
مرتہ نہیں ہے۔ ان کو وسیلہ بنایا جائے اور حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا
کناہ ہے۔ ایسے سفر میں نماز کی قصر یا نزہتیں جو
شخص ایسا کرے گا وہ حضور کی شفاعت سے محروم
رہے گا۔ (فتاویٰ مدنیہ ص ۱۱۶)

اور تحریر فرماتے ہیں۔

ابن تیمیہ خذله واصله واعماه
واصمه واذله۔ وبذلك صرح
الائمة الذين بينوا فساد احوال
كذب اقواله ومن اساد ذالك
فعليه بمطالعة كلام الامام
المجتهد المتفق على امامته
وجلالته وبلوغ مرتبة الاجتهاد
الى الحسن السبكي وولد التاج
والشيخ الامام العز بن جماعة
واهل عصرهم وغيرهم من
الشافعية والمالكية والحنفية۔
ولم يقصر اعتراضه على متأخرى
الصوفية بل اعتراض على مثل
عمر بن الخطاب وعلي بن
ابي طالب رضى الله تعالى

ابن تیمیہ ایسا شخص ہے کہ خدا نے تعالیٰ سے اسے
نامزد کر دیا اور گمراہ فرما دیا اور اس کی بصارت و عبادت
کو سلب فرمایا۔ اور اس کو ذلت کے گڈھے میں
گرادیا۔ اور ان باتوں کی تقریح ان اماموں نے فرمائی
ہے جنہوں نے اس کے احوال کے فساد اور اس کے
اقوال کے جھوٹ کا پول کھولا ہے۔
جو شخص ان باتوں کا تفصیل علم حاصل کرنا چاہے
اسے لازم ہے کہ وہ اس امام کے کلام کا مطالعہ کرے
جن کی امامت و جلالت پر سب علمائے کرام کا اتفاق
ہے۔ اور جو مرتبہ اجتہاد پر فائز ہیں۔ یعنی حضرت
ابو الحسن سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اور حضرت تاج الدین
سبکی کے فرزند۔ اور حضرت شیخ امام عز الدین بن جماعہ
اور ان کے ہم عصر شافعی، مالکی اور حنفی علماء کی کتابوں
کو پڑھے۔۔۔۔۔ اور ابن تیمیہ کے اعتراضات
فقط متاخرین صوفیہ ہی پر نہیں بلکہ وہ تو اس قدر

عنہما۔ والحاصل ان لا یقام
لکلامہ وزن بل یرمی فی کل
وعرو حزن و یعتقد فیہ انه
مبتدع ضال و مضل جاہل
غال۔ عاملہ اللہ بعد لہ
واجار نامن مثل طریقہ
وعقیدتہ و فعلہ آمین۔

حد سے بڑھ گیا کہ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے اپنا
امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ
عنہا جیسی مقدس ذاتوں کو بھی اپنے اعتراضات کا نشانہ بنا
خلاصہ یہ کہ ابن تیمیہ کی ہجو اسوں کا کوئی وزن
نہیں بلکہ وہ اس قابل ہیں کہ گڑھوں اور کنوؤں
میں پھینک دی جائیں اور ابن تیمیہ کے بارے میں
یہی عقیدہ رکھا جائے کہ وہ بد مذہب گمراہ و دوسروں
کو گمراہ کرنے والا جاہل اور حد سے تجاوز کرنے والا
ہے۔ خدا نے تعالیٰ اس سے انتقام لے اور ہم سب
لوگوں کو اس کی راہ اور اس کے عقیدوں سے اپنی
پناہ میں رکھے۔ آمین (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۱۱)

اور آٹھویں صدی ہجری کے عظیم اندلسی مورخ ابو عبد اللہ ابن بطوطہ
اپنے سفر نامہ میں ابن تیمیہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

حکایۃ الفقیہ ذی اللوثة۔
پھر لکھتے ہیں۔

یتکلم فی الفنون الا ان فی عقلہ
شیئاً ذرعلہ ابن بطوطہ مطبع دار بیروت ۹۵
و مطبع خیرہ ۹۸

دماغ میں عمرانی اور فتور ہی کی وجہ سے جب ابن تیمیہ نے بہت سے
مسائل میں اجماع امت کی مخالفت کی یہاں تک حضرت عمر فاروق اعظم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا ڈالا تو اہل

وجہات حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہر مذہب کے علمائے اس کار و کیا اور اے
گمراہ و گمراہ گر قرار دیا۔ لیکن غیر مقلدین کہ جن کے دلوں میں کھوٹ اور گھمپائی
جاتی ہے۔ انھوں نے دماغی خلل رکھنے والے ابن تیمیہ کی پیروی کر لی اور
اسے اپنا امام و پیشوا بنا لیا۔

دعا ہے کہ خدائے عز و جل ابن تیمیہ اور اس کی پیروی کرنے والے
غیر مقلدین کے فتنے سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین بحمۃ النبی
الکریم علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوٰات و اکمل التسلیم

غیر مقلدوں کے کچھ پوشیدہ راز

۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک رام چند را اور بھمن اور کرشن نبی ہیں جو ہندو
میں مشہور ہیں۔ اسی طرح فارسیوں میں زرتشت۔ اور چین و جاپان والوں
میں کنفیوسیوس۔ اور بدھ و سقراط اور فیثاغورس یونانیوں میں۔ مولوی
وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں کہ ہم ان کی نبوت کا انکار نہیں کر سکتے۔ یہ
انبیاء صلواتی تھے۔ (ہدیۃ الہدی ص ۱۵)

۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک کافر کا وضع کیا ہوا جانور حلال ہے۔ اس کا کھانا
جائز ہے۔ (دلیل الطالب ص ۲۱۳ مؤلفہ نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد و عرف
الجاہلی ص ۲۴ مؤلفہ نور الحسن خاں غیر مقلد)

۳۔ غیر مقلد کا مذہب ہے کہ مرد ایک وقت میں جتنی عورتوں سے چاہے
عہ اس باب کے سارے مضامین و حوالے دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی محمد حسن شاہ جہاں پوری
کی تصنیف قطع الوتین سے بعینہ نقل کئے گئے ہیں ۱۲

نکاح کر سکتا ہے۔ اس کی حد نہیں کہ چار ہی ہو (ظفر اللہ ص ۱۴۱ و ص ۱۴۲ نواب صاحب غیر مقلد کی و عرف الجادی ص ۱۱۵)

۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک خشکی کے وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں (بدورالابہ ص ۲۴۵ متولف نواب صاحب مذکور)

۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک جو جانور مر گیا اور میتہ ہے وہ ناپاک نہیں (دلیل الطالب ص ۲۴۴)

۶۔ نواب صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں کہ سور کے ناپاک ہونے پر آیت کے استدلال کرنا صحیح اور قابل اعتبار نہیں۔ بلکہ اس کے پاک ہونے پر دال ہے۔ (بدورالابہ ص ۱۹۱، ۱۹۵)

۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک سوائے حیض و نفاس کے خون کے باقی تمام جانوروں اور انسانوں کا خون پاک ہے (دلیل الطالب ص ۲۳۷ و بدورالابہ ص ۱۸ و عرف الجادی ص ۱۱۵)

۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے (بدورالابہ ص ۱۱۵ و دلیل الطالب و مسک الختام شرح بلوغ المرام و شرح رسالہ شوکانی)

۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک چھ چیزوں کے سوا باقی تمام اشیاء میں سود لینا جائز ہے (دلیل الطالب، عرف الجادی، البنیان المخصوص، بدورالابہ وغیرہ)

۱۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک ناپاک آدمی کو بغیر غسل کے قرآن شریف کو چھونا اٹھانا، رکھنا اور ہاتھ لگانا جائز ہے۔ (دلیل الطالب ص ۲۵۵، عرف الجادی، البنیان المخصوص)

۱۱۔ غیر مقلدوں کے نزدیک چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں (بدورالابہ ص ۱۱۰)

۱۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک شراب ناپاک و نجس نہیں ہے بلکہ پاک ہے (بدورالابہ ص ۱۵، دلیل الطالب ص ۱۴۵، عرف الجادی ص ۲۴۵)

۱۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک سولے چاندی کے زیور میں سود نہیں ہوتا جس طرح چاہے نیچے خریدے کی زیادتی ہر طرح جائز ہے (دلیل الطالب ص ۱۴۵)

۱۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک مٹی پاک ہے۔ (بدورالابہ ص ۱۵ و دیگر کتب بالا)

۱۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک زوال ہونے سے پہلے جمع کی نماز پڑھنا جائز ہے (بدورالابہ ص ۱۱۵)

۱۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک جوان مردوں اور لڑکوں کو چاندی کا زیور پہننا جائز ہے (بدورالابہ ص ۲۵۶، دلیل الطالب ص ۲۳۷ و ص ۲۳۵)

۱۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک اگر کوئی قصداً نماز چھوڑ دے اور پھر اس کی قضا کرے تو قضا سے کچھ فائدہ نہیں وہ نماز اس کی مقبول نہیں۔ اور نہ اس نماز کا قضا کرنا اس کے ذمہ واجب ہے وہ ہمیشہ گنہگار رہے گا۔ (دلیل الطالب ص ۲۵۵)

۱۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک تمام جانوروں کا پیشاب پاک ہے (بدورالابہ ص ۱۱۵)

۱۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک دریا کے تمام جانور زندہ ہوں یا مردہ سب حلال ہیں مگر طافی (بدورالابہ ص ۲۳۷ و عرف الجادی ص ۲۴۵)

۲۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کے برتن استعمال کرنا جائز ہے (بدورالابہ ص ۲۵۵)

۲۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہے وہ شخص اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اگرچہ وہ لڑکی اسی زنا سے پیدا ہوئی ہو عرف الجادی ص ۱۱۳)

۲۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک مشیت زنی کرنی۔ یا اور کسی چیز سے منی خارج کرنا اس شخص کے لئے مباح ہے جس کے بیوی نہ ہو۔ اور اگر گناہ میں مبتلا ہو گا خوف ہو تو واجب و مستحب ہوتا ہے (عرف الجہادی ص ۲۱۴)

۲۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک ایک ہی بکری کی قربانی بہت سے گھروالوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے اگرچہ سو آدمی ہی ایک مکان میں کیوں نہ ہوں (بدورالاہلہ ص ۲۴۱)

۲۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزاج کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں (عرف الجہادی ص ۲۵۵)

۲۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک نجاست گرنے سے کوئی پانی ناپاک نہیں ہوتا پانی تھوڑا ہو یا بہت۔ نجاست پانچاں و پیشاب ہو یا اور کوئی ہو۔ ہاں رنگ و بو مزہ ظاہر ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔ (عرف الجہادی ص ۹)

۲۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک اگر نمازی ناپاک بدن سے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور وہ گنہگار ہے۔ (بدورالاہلہ ص ۳۸)

۲۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک بدن سے کتنا ہی خون نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا (دستور المتقی)

۲۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک سر منڈانا خلاف سنت اور غار جیوں کی علامت ہے۔ (البنیان المخصوص ص ۱۹۹)

۲۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے۔ (البنیان المخصوص ص ۱۷۱)

۳۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک عورت کی نماز بغیر تمام ستر کے چھپائے ہوئے صحیح ہے تنہا جو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے مجازم کے ساتھ جو غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سر کو چھپالے (بدورالاہلہ ص ۳۹)

۳۱۔ غیر مقلدوں کے نزدیک نمازی کے کپڑوں کے واسطے پاک ہونا شرط نہیں۔ اگر کسی نے ناپاک کپڑوں میں بغیر کسی عذر کے قصد نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے (دلیل الطالب ص ۲۴۴، عرف الجہادی ص ۳۹ بدورالاہلہ ص ۳۲)۔ غیر مقلدین کے نزدیک شخصوں سے نیچا پا جا کر پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (دستور المتقی ص ۲۹)

۳۳۔ رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی نے قصد اکھا پی لیا تو غیر مقلدوں کے نزدیک اس کے ذمہ کفارہ نہیں ہے (دستور المتقی ص ۱۰۳)

۳۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک پردہ کی آیت خاص ازواج مطہرات کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ امت کی عورتوں کے واسطے نہیں ہے۔ (البنیان المخصوص ص ۱۹۸)

۳۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک سیاہی (خارِ پشت) کھانا جائز ہے حرمت کی حدیث ثابت نہیں (بدورالاہلہ ص ۲۵۵ عرف الجہادی ص ۲۴۴)

۳۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک جانور کے ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے۔ اس کا کھانا جائز ہے (عرف الجہادی ص ۲۴۴)۔ نابالغ لڑکا اگر بالغین کی امامت کرے تو اس کی امامت صحیح ہے۔ (عرف الجہادی ص ۳۸)

۳۸۔ مولوی وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں جو شخص بکاح یا خوشی کی رسموں میں باجے بھولے اس کو فاسق کہنا ظلم اور شرارت و تعصب ہے (امرار الفتی پارہ ہشتم ص ۳۱)

۳۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک حالت حیض میں عورت پر طلاق نہیں پڑتی (روضۃ ندیہ ص ۲۱۱)

۴۰۔ شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے تین سو سے زیادہ مسئلوں میں غلطی کی ہے (فتاویٰ حدیثیہ ص ۸)

۴۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک فجر کی نماز کے واسطے علاوہ تکبیر کے دو اذان دینی چاہئے (اسرار اللغت پارہ دوم ص ۱۱۹)

۴۲۔ غیر مقلد کا مذہب ہے کہ اگر زندگی نے زمانے سے مال کمایا اور اس کے بعد اس نے توبہ کر لی تو وہ مال اس کے اور تمام مسلمانوں کے لئے حلال اور پاک ہو جاتا ہے (دیکھو فتاویٰ مولوی عبدالغفار پور۔ مورخہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ)

۴۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک خطبہ میں خلفاء کا ذکر کرنا بدعت ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱)

۴۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک متعہ جائز ہے (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

۴۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک جو شخص عورتوں اور لونڈیوں سے لواطت کرے یعنی پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرے اس کو منع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

۴۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک گناہ اور منکر سے لوگوں کو منع نہیں کرنا چاہئے (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

۴۷۔ غیر مقلدین کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال حجت نہیں ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

غیر مقلدوں کے چالیس قریب

کتاب حقیقۃ الفقه تصنیف غیر مقلد مولوی یوسف جے پوری جو دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح اور اضافہ کے بعد ادارہ دعوت الاسلام سومن پورہ بمبئی سے شائع ہوئی ہے۔ وہ حنفیوں کو ان کے مذہب سے نفرت دلانے اور انہیں غیر مقلد و ہابی بنانے کے لئے شروع سے آخر تک پوری کتاب قریب سے بھری ہوئی ہے۔ ہم اس مقام پر اس کتاب کے صرف چالیس قریب نقل کرتے ہیں۔ (۱) حقیقۃ الفقه ص ۳۹ پر حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کے حوالہ سے حنفیہ کو گمراہ فرقوں میں سے شمار کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان غیر مقلدوں کے اس قریب کا پروردہ چاک کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ صریح غلط اور افتراء برافترار ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ ہم بعض اصحاب ابی حنیفہ۔ وہ بعض حنفی ہیں۔ اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاویہ اللہ حنفیت پر۔ آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے۔ جیسے زمخشری صاحب کشفاف و عبد الجبار و مطرزی صاحب مغرب و زاہدی صاحب قنیہ و جاوی و مجتبیٰ پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا؟ بعض شافعیہ زیدی و فقی

ہیں۔ اس سے شافعیہ و شافعیہ پر کیا الزام آیا؟ — نجد کے وہابی سب جنہی ہیں۔ پھر اس سے حنبلیہ و حنبلیہ پر کیا الزام آیا؟ — جانے دور افغانی، خارجی، معتزلی، وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ۔ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا؟ (فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۲۸)

خلاصہ یہ کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف بعض حنفیوں کو گمراہ فرمایا ہے جو فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرتے تھے اور غلط عقیدہ رکھتے تھے۔ جیسے کہ آج کل دیوبندی اور مودودی وغیرہ فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم کی پیروی کرنے کے سبب حنفی کہلاتے ہیں اور غلط عقیدہ رکھنے کی وجہ سے گمراہ و بد مذہب ہیں۔

(۲) اور ص ۱۹ پر عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ زندہ یا مردہ جانور یا کم عمر لڑکی سے جماع کیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ یہ مسئلہ فتاویٰ عالمگیری میں ہرگز نہیں ہے۔

(۳) اور پھر اسی کتاب کے ص ۹۳ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ بغیر جماع کے منی فرج میں داخل ہوگئی اور عورت حاملہ ہوگئی تو اسی وقت غسل لازم ہوگا۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب اور جھوٹ ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔ لہذا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ پڑھیں۔

(۴) اور ص ۱۹ پر درمختار کے حوالہ سے ہے کہ پیشاب حلال

جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی حکایت ہے اس لئے کہ درمختار میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجاست ہے۔ دیکھئے جلد اول ص ۱۸۱۔ اور جو چیز نجاست ہے وہ نجاست ہرگز نہیں دور کر سکتی۔

(۵) اور ص ۱۹۸ پر فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ یا خانیا لید لگ کر خشک ہوگئی تو رگڑنے سے پاک ہے۔ عالمگیری میں یہ مسئلہ صرف چمڑہ کے موزہ کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ اس کی اصل عبارت یہ ہے الخف اذا اصابته النجاسة ان كانت متجسدة كالعذرة والروث والمخى يطهر بالحث اذا دبست (جلد اول ص ۱۸۱) لہذا غیر مقلدوں کا اسے مطلق لکھنا کہ ہر چیز میں یا خانہ یا لید لگے تو یہی حکم ہے یہ بھی ان کا فریب ہے۔

(۶) اور ص ۲۰۲ پر درمختار کے حوالہ سے ہے کہ سورنجس العین نہیں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا افتراء و بہتان اور حنفی مذہب سے عوام کو بھڑکا کر غیر مقلد وہابی بنانے کے لئے کھلا ہوا فریب ہے۔ یہ مسئلہ درمختار میں ہرگز نہیں ہے بلکہ فقہ حنفی کی ہر کتاب میں یہ ہے کہ سورنجس العین ہے فَيَجْعَلُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔

(۷) اور ص ۲۰۳ پر منیۃ المصلیٰ کے حوالہ سے ہے کہ سور کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے اس لئے کہ منیۃ المصلیٰ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کے ص ۲۰ پر یہ ہے کہ سور اور آدمی کے علاوہ ہر چیز کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ اصل عبارت یہ ہے کل اھاب دبیغ فقد

طهر حازت الصلاة معه الا جلد الخنزير والادھی۔

(۸) اور ص ۲۵ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ سو ریاست کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمم جائز ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔ بھوٹوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے صاحب ہدایہ پر بھوٹا الزام لگایا ہے۔
(۹) اور ص ۲۴ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ عمامہ پر مسح جائز ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلم کھلا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں اس طرح مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کے ص ۴۴ پر یوں ہے لا يجوز المسح على العمامة۔ یعنی عمامہ پر مسح جائز نہیں۔

(۱۰) اور ص ۲۵ پر درمختار کے حوالہ سے ہے کہ نماز جنازہ وعید کے واسطے تیمم کرنا جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہو۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس لئے کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ پانی ہوتے ہوئے ہر صورت میں نماز جنازہ وعید کے لئے تیمم جائز ہے۔ حالانکہ پانی ہوتے ہوئے نماز جنازہ وعید کے واسطے صرف اس صورت میں تیمم جائز ہے جب کہ وضو یا غسل کرنے میں ان کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ جلد اول ص ۱۶ پر درمختار کی اصل عبارت یہ ہے۔ جازل خوف فوت صلاة جنازة او فوت عید بفراغ امام او زوال شمس اه تلخیصاً۔

(۱۱) اور ص ۲۵ پر درمختار، ہدایہ، قدوری، اور منیۃ المصلی کے حوالے سے ہے کہ بجائے اللہ اکبر اللہ اکبر یا اللہ اکبر کہنا جائز ہے۔ بھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو اس لئے کہ مذکورہ

چار کتابوں میں سے کسی میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ اور اللہ اکبر یا اللہ اللہ اکبر کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے جب کہ اکبر اکبر کی جمع ہے جس کا معنی ہے ڈھول۔ اور وہ یا تو حیض کا نام ہے یا شیطان کا دیکھئے شامی جلد اول ص ۳۰۴ اور منیۃ المصلی ص ۱۲ میں ہے ان قال اللہ اکبر لا یصیر شارسا وان قال فی خلال الصلاة ففسد صلاته لانه اسم الشیطان۔ یعنی اگر ابتداء میں اللہ اکبر کہتا تو نماز شروع نہ ہوگی اور اگر درمیان میں اس طرح کہتا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ اکبر شیطان کا نام ہے۔ واضح ہو گیا کہ یہ بھی غیر مقلدوں کا اتہام والزام اور کھلا ہوا فریب ہے۔

(۱۲) اور ص ۲۲ پر عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ امام قرأت شروع کرے تو مقتدی سبحانک اللہم پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری میں یوں ہے کہ جب امام آہستہ قرأت کرنا ہو تو مقتدی ثنا پڑھے اور جب وہ بلند آواز سے قرأت کرے تو نہ پڑھے (دیکھئے جلد اول ص ۸۵) لہذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے۔

(۱۳) اور ص ۲۱ پر درمختار اور ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ کتے بلی کو بلانے یا گدھے کو بانکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ حنفی عوام کو بہکانے کے لئے یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹا اور فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ دونوں کتابوں میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے فتح علی لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَذَّابِينَ۔

(۱۴) اور ص ۲۱ پر مالا بدمنہ کے حوالہ سے ہے کہ لکھے ہوئے پر نظر کی اور اس کے معنی دریافت کئے تو نماز فاسد نہ ہوئی۔

فارسی زبان میں دریافت کا معنی ہے سمجھنا مگر اردو میں اس کا معنی ہے پوچھنا۔ تو مالا بدمنہ جو فارسی میں ہے اس کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ لکھا ہوا دیکھا اور اس کا معنی سمجھ گیا تو نماز فاسد نہ ہوتی۔ خدائے تعالیٰ ایسے مکاروں کے فریب سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین۔

(۱۵) اور صفحہ ۲۱۳ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین اور اکثر صحابہ سے ثابت ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے اس لئے کہ یہ ہدایہ میں ہرگز نہیں ہے۔

(۱۶) اور پھر صفحہ ۲۱۳ پر درمختار اور عالمگیری وغیرہ کے حوالے سے ہے کہ جمعہ کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ شہر ہو جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا فریب ہے اس لئے کہ ہماری کتابوں میں یہ ہرگز نہیں ہے کہ ایسا شہر ہو جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں بلکہ یہ ہے کہ شہر میں ایسا حاکم ہو جو حدود شرعیہ قائم کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔ درمختار جلد اول صفحہ ۵۳ میں ہے المصنوع ہو کل موضع لا امیر وقاض یقدر علی اقامۃ الحدود۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۳ میں ہے معنی اقامۃ الحدود القدرا کا علیہا۔

(۱۷) اور صفحہ ۲۱۴ میں شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ خطبہ ایک تسبیح (سبحان اللہ) کے برابر ہو۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہماری کسی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ خطبہ ایک تسبیح کے برابر ہو بلکہ یہ ہے کہ دو خطبے ہوں جن میں خدائے تعالیٰ

کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت ہو، حضور پر درود ہو، کم سے کم ان میں ایک آیت کی تلاوت ہو، پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہو، دوسرے میں مسلمانوں کے لئے دعا ہو اور خلفائے راشدین وغیرہ کا ذکر ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ البتہ شرح وقایہ میں یہ ہے کہ ایک تسبیح کی مقدار خطبہ شرط ہے۔ یعنی اگر کسی نے اتنا بھی خطبہ نہیں پڑھا تو جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔

(۱۸) پھر صفحہ ۲۴۸ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تیمم میں ایک ضرب کی احادیث صحیحین میں بطریق کثیرہ ہیں اور صحیح ہیں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا انتہام والزام اور واضح فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۱۹) پھر اسی صفحہ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تیمم میں دو ضرب کی احادیث ضعیف ہیں اور موقوف بھی۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ بات ہرگز نہیں ہے۔

(۲۰) اور صفحہ ۲۴۹ میں ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ امام ابو حنیفہ کی ایک مثل کی روایت لا تق تصحیح ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۱) پھر اسی صفحہ ۲۴۹ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ صحیح حدیث سے اذان کے کلمے دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار ہیں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۲) پھر صفحہ ۲۵۱ میں منیۃ المصلیٰ کے حوالہ سے ہے کہ جب منہ کعبہ کی طرف ہے تو کعبے کی نیت کرنی جائزہ نہیں۔ منیۃ المصلیٰ میں یہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہے کہ امام ابو بکر محمد بن حاتم نے فرمایا کہ جب منہ کعبہ شریف کی طرف ہو تو کعبہ کی نیت کرنا شرط نہیں۔ اور شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ شرط ہے (دیکھئے منیۃ المصلیٰ صفحہ ۹۹) یعنی جائزہ ہونا کسی کا قول نہیں ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی کھلی ہوئی مکاری ہے۔

(۲۳) پھر اسی صفحہ ۲۵۱ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین ضعیف ہے۔ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔ لہذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے۔

(۲۴) اور پھر اسی صفحہ ۲۵۱ میں شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین صحیح ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب اور جھوٹ ہے۔ لہذا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ پڑھیں۔

(۲۵) اور صفحہ ۲۵۱ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۶) پھر اسی صفحہ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ حضرت علی کا قول بھی منع فاتحہ میں ضعیف ہے۔ باطل ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری اور فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے۔

(۲۷) اور صفحہ ۲۵۲ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ رفع الیدین کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۸) پھر اسی صفحہ ۲۵۲ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ رفع الیدین نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا فریب اور جھوٹ ہے کیونکہ یہ شرح وقایہ میں ہرگز نہیں ہے۔

(۲۹) اور صفحہ ۲۵۵ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تین میل تک کی مسافت میں قصر جائز ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ یہ بھی شرح وقایہ میں نہیں ہے۔

(۳۰) اور صفحہ ۲۵۵ پر ہدایہ شرح وقایہ اور منیۃ المصلیٰ کے حوالہ سے ہے کہ وتر ایک رکعت بھی ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ ان کتابوں میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۱) پھر اسی صفحہ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ ایک وتر پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۲) پھر اسی صفحہ ۲۵۵ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تین وتر کی روایت ضعیف ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۳) اور صفحہ ۲۵۱ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ بعد رکوع کے دعائے قنوت پڑھنے کی روایت چاروں خلفاء سے ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ

بھی نہیں ہے۔

(۳۴) پھر اسی صفحہ ۲۵۸ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین و عمار بن یاسر و ابی بن کعب و ابو موسیٰ اشعری و ابن عباس و ابو ہریرہ و ہمار بن عازب و انس و ہبل بن سعد و معاویہ و عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے۔ اور اسی طرف اکثر صحابہ و تابعین گئے ہیں۔ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔ غیر مقلدوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ اور فریب سے کام لیا ہے۔ فَتَحْجَلْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَذِبِينَ۔

(۳۵) اور صفحہ ۲۵۹ پر درمختار ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے۔ انھوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا ہے۔

(۳۶) پھر اسی صفحہ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تراویح آٹھ رکعات کی حدیث صحیح ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۷) اور صفحہ ۲۶۰ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تراویح آٹھ رکعات سنت ہیں اور بیس مستحب ہیں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے۔ (۳۸) اور صفحہ ۲۶۲ پر ہدایہ و شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ نماز عیدین میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ بات ہرگز نہیں

ہے۔

(۳۹) پھر اسی صفحہ پر قدوری کے حوالہ سے ہے کہ دونوں رکعتوں میں قبل قمرات تکبیرات کہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے کیونکہ قدوری میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۴۰) اور اسی کتاب حقیقۃ الفقہ کے صفحہ ۲۶۰ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے ایسے زمانہ میں جب کہ جہاں عالمگیر ہو رہی تھی رسول اللہ کی سنت کو زندہ کیا اور احیائے سنت میں لومۃ لائکم کا بالکل خیال نہ کیا۔ آپ کا زہد مشہور ہے۔ آپ علم و ظاہری و باطنی کے ایک کامل ماہر تھے۔ حنفی سنیوں کو غیر مقلد و مابی بنانے کے لئے غیر مقلدوں کا یہ انتہائی خطرناک فریب ہے کہ شرح وقایہ جیسی معتد کتاب کے حوالہ سے مولوی اسماعیل دہلوی جیسے گمراہ و گمراہ کی تعریف لکھ دی اور یہ بھی نہ سوچا کہ جب شرح وقایہ مولوی اسماعیل کی پیدائش سے تقریباً پانچ سو برس پہلے لکھی گئی تو اس میں ان کا ذکر کیسے آسکتا ہے اور دنیا اتنے بڑے جھوٹ پر ہم کو کتنی لعنت ملامت کرے گی؟ دعا ہے کہ خدائے عز و جل انھیں سیائی نصیب فرمائے اور مذہب حق اہلسنت و جماعت قبول کرنے کی انھیں توفیق رفیق بخشے۔ (آمین)

مختصر سوانح

حضور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۱۵۰ھ)

آپ کا نام نامی نعمان، کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم و امام المسلمین ہے۔ آپ فارس کے بادشاہ نو شیر وال کی اولاد سے ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نو شیر وال۔

آپ کے دادا مشرف باسلام ہو کر کوفہ شہر میں سکونت پذیر ہوئے وہیں آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے باپ ثابت اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

آپ کے زمانہ مبارکہ میں تقریباً بائیس صحابہ زندہ تھے جن میں سے سات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ کی ملاقات ثابت ہے خصوصاً حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن اوفی، حضرت معقل بن یسار اور حضرت واثلہ بن الاسقع سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور حضرت انس و حضرت جابر و حضرت واثلہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ نے حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔

حدیث شریف میں آپ کے متعلق بشارت بھی دی گئی ہے جیسا کہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس حدیث شریف میں بشارت دی ہے جسے ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ كَانَتِ الْأَعْمَالُ بِالنَّاسِ كُنْتَ دَوْلَةً مَرَجَالٍ قَبِيلُ أَهْلَاءِ فَارِسَ۔ یعنی اگر علم شرعیہ پر پہنچ جائے تو فارس کے جواں مردوں میں سے ایک جواں مرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا کہ تبیض الصغیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ اردو ص ۷۷)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جس کے اصل الفاظ صحیح بخاری اور مسلم میں یہ ہیں لَوْ كَانَتِ الْإِيمَانُ بِعَمَلِ النَّاسِ كُنْتَ دَوْلَةً مَرَجَالٍ قَبِيلُ أَهْلَاءِ فَارِسَ۔ یعنی اگر ایمان شریعہ کے نزدیک پہنچ جائے تو مردان فارس اس تک ضرور پہنچ جائیں گے (تبیض الصغیفہ اردو ص ۷۷)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ معجم طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ كَانَتِ الدِّينُ مَعْلُومًا بِالنَّاسِ كُنْتَ دَوْلَةً مَرَجَالٍ قَبِيلُ أَهْلَاءِ فَارِسَ۔ یعنی اگر دین شریعہ میں معلوم ہو جائے تو یقیناً مردان فارس کے لوگ اسے حاصل کر لیں گے (تبیض الصغیفہ اردو ص ۷۷)

ان احادیث کو ہم یہ میں "ابنائے فارس" اور "رجال فارس" سے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب مراد ہیں۔

آپ نے چار ہزار مشائخ تابعین و تبع تابعین سے حدیث وفقہ حاصل کیا جن میں سے بعض حضرات کے نام یہ ہیں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ، نافع

مولیٰ ابن عمر، موسیٰ بن ابی عائشہ، سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب، سعید بن مسروق، سلمہ بن کہیل، سلیمان بن مہران، اعش، طاؤس بن کيسان، عبداللہ بن دینار، عبدالرحمن بن ہرمز، اعرج، عطار بن ابی رباح، عطار بن یسار، محمد بن علی بن حصین بن علی المرتضیٰ، محمد بن عمرو بن الحسن بن علی المرتضیٰ، ولید بن سریح، مولیٰ عمر بن الخطاب اور ہشام بن عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ نے تمام علوم میں کامل ہونے کے بعد گوشہ نشینی کا ارادہ فرمایا تو ایک رات آپ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے ابو حنیفہ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے میری سنت زندہ کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے تو آپ گوشہ نشینی کا ارادہ ہرگز نہ کریں۔ اس بشارت کے بعد آپ درس و تدریس اور مسائل شرعیہ کے اجتہاد و استنباط میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ آپ کا مذہب ساری دنیا میں پھیل گیا۔

آپ کے شاگرد بے شمار ہوئے جن میں سے ساٹھ شاگردوں کا ذکر بعض محدثین نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ ان میں سے چند بزرگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، حسن بن زیاد، کوٹوی، ابو مطیع بلخی، عبداللہ بن مبارک، دکیج بن جراح، زکریا بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث شافعی، رئیس الصوفیہ داؤد طائی، یوسف بن خالد، اسد بن عمر اور نوح بن مریم وغیرہم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسائل کے اجتہاد اور احکام استنباط کی مشغولیت کے سبب روایت حدیث کا بہت کم موقع ملا۔

جیسے کہ حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو امور خلافت کی مشغولیت کے سبب حدیث کی روایت کا اتفاق کم ہوا۔ مگر اس کے باوجود حضرت امام اعظم کی روایت کردہ حدیثوں کی پندرہ مسندیں جمع کی گئی ہیں اور آپ کے شاگرد اکابر محدثین کے شیوخ میں شمار کئے گئے ہیں۔ جیسے یحییٰ بن معین، دکیج بن جراح، مسمر بن کدام، عبداللہ بن مبارک امام ابو یوسف، احمد بن حنبل۔ اور بالواسطہ اصحاب صحاح ستہ یعنی حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم وغیرہ بھی حضرت امام اعظم کی شاگردی سے باہر نہیں ہو سکتے۔

زر قانی شارح مؤطا نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد میں کئی قول نقل کئے ہیں۔ اول یہ کہ آپ کی مرویات پانچ سو ہیں۔ دوسرے یہ کہ سات سو ہیں۔ تیسرے یہ کہ ایک ہزار سے کچھ زائد ہیں۔ چوتھے یہ کہ ایک ہزار سات سو ہیں۔ پانچویں یہ کہ چھ سو ستر سٹھ ہیں۔

اور غیر مقلدین جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں اور ثبوت میں ابن خلدون کا حوالہ پیش کرتے ہیں تو وہ سراسر غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ ابن خلدون کا عقیدہ نہیں ہے اور نہ اس کا قول ہے بلکہ اس نے دوسرے کا قول حکایت نقل کیا ہے۔ اور اغلب یہ ہے کہ اس نے سبعائے لکھیا تھا اور کاتب کی غلطی سے سبعۃ عشر ہو گیا۔ یا ازراہ حسد قصداً ایسا کیا گیا۔ اس لئے کہ بقول حضرت ملا علی قاری حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراکیب ہزار مسائل مل فرماتے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار مسائل عبادات سے متعلق ہیں اور باقی مسائل

معاملات کے بارے میں ہیں۔

تو اگر آپ کو صرف سرہ حدیثیں پہنچی ہوتیں تو اتنے زیادہ مسائل آپ ہرگز نہیں حل کر سکتے تھے، نہ علامہ ذہبی شافعی مذکرۃ الحفاظ میں آپ کا ذکر حفاظ حدیث میں کرتے، نہ اکابر علمائے حدیث آپ کو اپنا شیخ بناتے، نہ آپ کے لئے امام کا لقب تسلیم کرتے، نہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اور دیگر علمائے سلف آپ کے فضائل و مناقب میں بڑی بڑی کتابیں لکھتے۔

غرضیکہ غیر مقلدوں کا یہ پرو پگنڈہ کہ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف سرہ حدیثیں پہنچی ہیں بالکل جھوٹ ہے۔ اسے وہی شخص صحیح مان سکتا ہے جسے آپ کے علم سے حسد ہو گا اور یا تو وہ آپ کے علم سے جاہل ہو گا۔ جو آپ کی مرویات کو دیکھنا چاہے وہ موطا امام محمد، کتاب الآثار، کتاب الحج، سیر کبیر اور حضرت امام ابو یوسف کی کتاب الخراج، کتاب الامالی مجربین زیاد وغیرہ کا مطالعہ کرے۔ ان میں امام اعظم کی روایت کردہ کئی سو حدیثیں صحیح اور حسن ملیں گی۔

آپ کی تصنیفات فقہ اکبر، کتاب الوصیۃ، کتاب العالم والمتعلم اور کتاب الفقہ وغیرہ ہیں۔ آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ مزار اقدس بغداد شریف کے خیزراں قبرستان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے جس پر سب سے پہلے سلطان ملک شاہ سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں شاندار گنبد بنوایا اور آپ کے آستانہ عالیہ پر حنفیوں کے لئے مدرسہ حنفیہ قائم کیا۔ ماخوذ از تہذیب النصف، خیرات الحسان، ہدائق الحنفیہ، مفید المفتی، سوانح امام اعظم (

قرآن و حدیث اور علماء اسلام کے اقوال کی روشنی میں
غیر مقلد مولوی تقیم کی کتاب کا سنجیدہ اور مدلل جواب کسی بہ

الاولیٰ و الزبیر بہرہ تفلیحی کے آسیب

از

مفتی محمد اختر حسین قادری علی (ایم، اے)
استاذ دارالعلوم علیہ خمد اشاہی بستی